ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ
در بیان ایام میمنت التیام بفضل خداوند کارساز پسندیدہ مضامین ناز و نیاز یعنی دیوان سراپا اعجاز موسوم باسم تاریخی
ثمرۂ ناز
باہتمام اقل الانام عاجز محمد عبد الرحمن صاحب بن محمد روشن خان مغفور زیر نگرانی حضرت برادر معظم محمد مصطفیٰ خان
١٣٠٢

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا آغاز بسم اللہ سے مین نے اپنے دیوان کا
ہوا الحمد للہ ہم قرین یہ نظم قرآن کا

سر دیوان لکھا جو وصف اوس رشک سلیمان کا
نظارہ آکے پریان کرتی ہین رخ دیوان کا

لکھون دیوان مین جو مضمون اوس رخسار تابان کا
ہو مطلع مطلع خورشید محشر اپنے دیوان کا

بناؤن حال مجنون کی طرح پھر دل انسان کا
سواد دیدۂ لیلی سے لکھون شعر دیوان کا

ہوا ہی جلوۂ معنی سے یہ رنگ اپنے دیوان کا
نظر آتا ہی ہر مضمون مین اک عالم پرستان کا

یہ پھیلا جاتا ہی ہر جا یہ چرچا میرے دیوان کا
ملا ہی چاہتا ہی خاک مین شہر صفاہان کا

کبھی بھولے سے جب سوے فلک اوس شوخ نے جھانکا
اوٹھا پردہ تلک پہ وہ نشین باغ رضوان کا

کیا قتل ایک کو تو نے چلا کے حسرت سے مرے لاکھون
تری تلوار کرتی کام ہی کیا برقِ خندان کا

تمھارے لعلِ لب کو دیکھکر بس کیا ہی شرمایا
جگر ہو پانی پانی بہ چلا لعلِ بدخشان کا

جو آئی زلف گردِ رخ نظر آنے لگا ہمکو
قریب چشمۂ خورشید عالم سنبلستان کا

مرے مانند اسکو بھی اگر مضطر بنانا ہی
تماشا دیکھو آکر چاندنی مین ماہِ تابان کا

ضعیف و ناتوان ایسا ہوا ہون جس گھڑی چاہے
تھکا دے مجکو منزل تک ہر ذرہ بیابان کا

جو شب کو میرے ماتم کے لیے منہ کھولکر آیا
ہوا روشن چراغِ آرزو شہرِ خموشان کا

کنوئین مین قید رکھا مجکو اس تقصیر پر سون
لیا بوسہ جو بھولے سے کبھی چاہِ زنخدان کا

نظر آئی ہر اک جا چاندنی پھیلی ہوئی مجکو
لحد مین آج آیا دھیان جو اوس ماہِ تابان کا

مین وہ دیوانہ تشنہ لب ہون چاہے ایکدم بھر مین
سکھا دے کھینچکر دریا کو ہر ذرہ بیابان کا

پسِ مردن سراغِ ساکنانِ خاک پایا ہی
کھدی جب قبر دروازہ ملا شہرِ خموشان کا

لبِ جانبخش کی سرخی کا عالم دیکھکر اہی جان
ہوا جاتا ہی ٹکڑے ٹکڑے دل لعلِ بدخشان کا

مقابل میرے مہرو کے جو ماہِ چاردہ نکلا
گھٹا غیرت سے بس ہر شب کو چہرہ ماہِ تابان کا

نہین ہو جو آئی زلف یہ سوئے ذقن اونکی
کریگی دل کو میرے قید بھی چاہِ زنخدان کا

غزالِ چشم کی تیری اگر بگڑی نظر دیکھے
لہو ہو پانی پانی ہو چلے شیرِ نیستان کا

ہو دنیا اور کوے یار مین میری اقامت ہو
ملے دوزخ اگر ہو شوق پھر گلزارِ رضوان کا

دلِ صد چاک کا اللہ رے اپنے شوق جانبازی
ازل ہی سے نشانہ بنگیا ہی تیرِ مژگان کا

ترے قد اور ذقن کو دیکھکر کیا پھبتی سوجھی ہی
نہالِ حسن مین اک پھل لگا سیبِ زنخدان کا

شبِ فرقت جو سوتے مین ہین اکثر چونک اٹھتا ہون
ہوا ہی شیرِ قالین سگِ پاسبان شیرِ نیستان کا

جگہ اوس حور طلعت کے اگر کوچے مین ملجاتی
ارادہ مرکے بھی کرتے نہ ہم گلزارِ رضوان کا

گئے جب قید مین یوسف لگی کہنے زلیخا یون
ستارہ آج کل چمکا ہوا ہی دیکھو زندان کا

جو شکلِ لب صفت جانبخشی کی پائی نہین اسنے
تو کیا کیا خون نہین پانی ہوا لعلِ بدخشان کا

نگاہِ شوق بس لیکر چلی ہی پھر وہین مجھکو
نشانہ جاتے ہی ہوگا جہان دل تیرِ مژگان کا

وہ ادنا سی صفت ہی تیری کوئی حور طلعت کی
جہانتک وصف ہی عطر ترے گلزارِ رضوان کا

نہین بیوجہ آئے ہین ذقن تک بال لہراکر
یہ کالے پانی پینے آئے ہین چاہِ زنخدان کا

سنور کر اسطرح کاکل بناکر باغ مت جاؤ
نہین تو چھوٹ جائیگا ابھی دل سنبلستان کا

فلک بھی اک حباب آسا نظر آتا ہی آنکھون مین
یہ دریا بڑھگیا ہی دیکھو میری چشمِ گریان کا

وہ گریاں ہوں کہ رو رو کر کے دریا بھر دیا میں نے
خیال آیا ہی جب فرقت میں مجکو چشم جانان کا

نہیں ہی سبزۂ خط کا نمو گرد اونکی آنکھوں کے
چری ہی آہوؤں کی گویا خط رخسار جانان کا

تمہاری کاکل پرخم کے خم کو دیکھکر ای جان
دھواں بنکر ابھی اوڑ جائیگا دل سنبلستان کا

پریزادان معنی پر احمد اپنی حکومت ہی
گمان ہر صفحۂ دیوان پہ ہی تخت سلیمان کا

مرا دل طور سینا ہی تجلی گاہ یزدان کا
جہان میں نام ہی موسی فقط اس گھر کے مہمان کا

جنون میں کسطرح پھیلا ہی ہاتھ اب وحشت جان کا
کہیں گر عقل رکھے تو بھی پردہ اس گریبان کا

اسیکے گرد اس کمبخت کی دن رات گردش ہی
یہ دل ہی یا الٰہی یا مرکز چرخ گردان کا

جنون میں یہ اثر دکھلایا عشق روے تابان نے
بنا خورشید محشر ہی ہر اک ذرہ بیابان کا

کیا ہی چاک اوس خورشید رو کی مہر میں اسکو
شعاع آفتاب حشر ہی تار اب گریبان کا

سراسر محو حیرت اپنے قاتل کا ہوں حیرت ہی
گمان ہر زخمہاے تن پہ ہی اب چشم حیران کا

دکھایا بعد مردن لطف عشق روے تابان نے
لحد میں داغہاے دل سے ہی عالم چراغان کا

نقاب روے انور جب اوٹھا دیتے ہو چہرے سے
نظر آجاتا ہی عالم بہار باغ رضوان کا

مراد ست سنائی کی جو الفت مین ہین دیوانہ
شفق بنکر فلک پر ہی غبار اپنے بیابان کا

خیال آتا ہی جب مرغ جنون کے قید کرنیکا
بنا لیتے ہین پھندا آپ ہم تار گریبان کا

ضیا وہ پائی اوس آئینہ رو کی داغ ہجران نے
خجالت نامہ خورشید ہی چاک اب گریبان کا

تری آنکھون کی گردش کو جو گردش مین نہین پاتا
تو کیا کیا چرخ کھاتا ہی دل اس گردون گردان کا

نقاب رخ اوٹھا کر جب کبھی گلشن مین جاتے ہین
سبق پڑھتے ہین مرغان چمن اوسنے گلستان کا

بتا دیگا وہ حیرانی بڑا ہی صاف طینت ہی
ذرا احوال پوچھو آئینے سے اپنے حیران کا

یہ قاصد پہلے خط دیکر زبانی جیتے کہدیتا
لبون پر آرہا ہی دم ترے بیمار ہجران کا

صفائی دیکھیے اللہ ری شان حسن خلقت سے
کھلا سینہ تو پردہ اوٹھ گیا اسرار پنہان کا

چھپانیسے نہین چھپنے کا قاتل قتل تا حشر
شہادت نامہ ہی دامن ترا خون شہیدان کا

مٹایا خواہش دنیا نے ایسا ڈھونڈھیے گر بھی
نشان ملتا نہین اسکندر و فغفور و خاقان کا

بہار گلشن فردوس پھر جاتی ہی آنکھون مین
اوٹھا دیتے ہو پردہ جسگھڑی رخسار تابان کا

دکھایا کھولکر منہ اوسنے پردیسے جو محفل مین
سحر ہوتے ہی بس منہ زرد تھا شمع شبستان کا

لب جان بخش تک آئے نہین ہین بال لہرا کر
یہ کالے آکے پانی پی رہے ہین آب حیوان کا

کیا ہی تنگ جب وحشت نے تو پھر دست وحشت سے
کیا ہی تنگ مین نے حال دامان و گریبان کا

مچا اندھیر ہی غوغا ہی مارا مار کا ای دل
نگر ہر گز ارادہ کوچہ گیسوے پیچان کا

رہو آباد کہنے کو نہ سمجھو میرے بے حاصل
بڑھاتی ہی گدا کی بھی دعا کچھ رتبہ سلطان کا

نظر آتا نہین دل اپنا بچتے ای احمد ہمکو
پرا بیڈھب جما ہی آج اونکی فوج مژگان کا

ملال اتنا رہا باقی تو مجھ بیمار ہجران کا
شب غم نے قیامت تک مرے ماتم مین منہ ڈھان کا

نہین پردہ ہوئی ہی زلف شبگون روے جانان کا
شب معراج نے آکر کے کعبے کا ہی منہ ڈھان کا

مسرت آکے پھر جاتی ہی پاس خاطر غم سے
ابھی صبح وطن منہ تکتی ہی شام غریبان کا

شب فرقت مین اپنے دل کا بس اللہ حافظ ہی
مزاج اب بیقراری پوچھتی ہی درد پنہان کا

خیال مجمع احباب پر منہ ڈھانک لیتا ہون
ہی اک افسانہ ماتم بیان خواب پریشان کا

شریک بیکسی و حسرت و اندوہ و حرمان ہی
مزاج ای صبح غم کیا پوچھیگی شام غریبان کا

خیال زلف کو رونق ہوئی گھر چھوڑ دینے سے
شب غم نے لگایا حاشیہ شام غریبان کا

نمک پاشی کا زخمون پر مرے جب قصد کرتے ہو
خوشی منہ چومتی ہی ہنسکے اپنے زخم خندان کا

دلِ وحشی خیالِ گیسوئے جانان مین رہتا ہی
دیا ہو ساتھ یہ اچھا پریشان نے پریشان کا

اودا سی چہرۂ عاشق پہ چھا جاتی ہی پہلے سے
خدا کالا کرے منہ اور بھی اس شامِ ہجران کا

لحد مین بھی ہزارون صدمۂ فرقت اوٹھائینگے
نچھوڑیگا پسِ مردن بھی پیچھا عشقِ جانان کا

کڑی ہر خانۂ زنجیر کی منزل ہی زندانین
پھر اوسپر ہی غضب ہونا تصور زلفِ پیچان کا

چمن مین کان جو کھولے ہوئے ہر گل پریشان ہو
صبا شاید کہ قصہ کہتی ہی زلفِ پریشان کا

دلا دیتا ہی یادِ لذتِ شمشیر جب مجکو
خوشی سے چوم لیتا ہون منہ اپنے زخمِ خندان کا

جگہہ یون خانۂ دل مین ہمارے یاس نے کی ہی
کہ اب باقی نہین ہی نام تک بھی دل مین ارمان کا

وہ بلبل ہون قفس مین گرچہ مدت ہو گئی مجکو
مری آنکھون مین ابتک ہی کھنچا نقشہ گلستان کا

نہان حسنِ تمنا ہین یہان لاکھون خموشی مین
نہ لب کھلوا تو اے حسرت کبھی گورِ غریبان کا

نمودِ سبزۂ خط سے قریبِ لب ہوا ثابت
مقدر مین خضر ہی کے تھا چشمہ آبِ حیوان کا

لحد مین خفتگانِ خاک اب کیا خاک سوئینگے
اجل کہتی ہی افسانہ کسی زلفِ پریشان کا

لیاقت شعر فہمی کی ہر انسان مین نہین ہوتی
سخندان جو ہین وہ مطلب سمجھتے ہین سخندان کا

امیدِ وصل یا رب قطع ہو جائے کہین دل سے
نہین اٹھتا دلِ حسرت زدہ سے ناز ارمان کا

مری سرگشتگی وحشت مین طرفہ رنگ لائی ہی
بگولا بنکے پھرتا ہی غبار اپنے بیابان کا

یہانتک گلرخون کے عشق مین گل ہنسنے کھائے ہین
کہ عالم زخمہائے دل پہ ہی گلہائے خندان کا

میسر بوسہ لب ہون گے رخ پر خط کی آمد ہی
نشان بتلائین گے اب خضر مجکو آب حیوان کا

احمد کچھ اور بھی اب نالہ موزون رقم کیجے
ابھی تو حوصلہ باقی ہی کلک گوہر افشان کا

لکھا ہی اسقدر مضمون قدرت ہائے یزدان کا
طلسم خانہ کن خاتمہ ہی میرے دیوان کا

لکھون دیوان مین گر کچھ قصہ طول زلف جانان کا
ازل مطلع ہو دیوان کا ابد مقطع ہو دیوان کا

رہیگا عشق اسکو گر تو نمین تیرے گریبان کا
گلا کٹوائے گا اک دن ہلال عید قربان کا

جنون مین جاذبہ وحشت نے کیا وسعت یہ پائی ہی
فضائے عالم امکان بھی اک گوشہ ہی دامان کا

مری گو جان لی پر بچگئی بدنام ہونے سے
بہانہ ملگیا اچھا قضا کو روز ہجران کا

تجلی سے رخ انور کی کیون حیرت نہو مجکو
چراغ طور پروانہ ہی شمع روئے جانان کا

دل مضطر مرا جب دیکھیے بے چین رہتا ہی
مزاج اچھا نہین رہتا ہی اب اس دشمن جان کا

غم تازہ یہان جب دیکھیے مہمان رہتا ہی
مرا دل بنگیا ہی اک مکان داغ عزیزان کا

یہ سمجھے تھا کہ اک دن چاک ہوگا دست وحشت سے
خدا نے بارے پردہ رکھ لیا میرے گریبان کا

نہ کعبے سے تعلق کچھ نہ نسبت دیر سے مجکو
مرے مذہب سے مذہب ہی جدا گبر و مسلمان کا

ترے آنے سے گلشن مین یہ کیفیت ہوئی پیدا
بہار باغ جنت ہی ہر اک تختہ گلستان کا

نہ کیونکر مصحف رخسار جانان سے محبت ہو
مسلمان زادہ ہون مین اور حافظ ہون مین قرآن کا

جو کچھ کہتا ہون مین اونسے تو وہ کیا کیا نہین کہتے
خدا سچ ہی نہ تابع کردے انسان کو بھی انسان کا

بتا جا کر کے کوے یار مین یون پوچھنا قاصد
بتاو نام یان رضوان ہی کسکے در کے دربان کا

زمانہ زندگی کا اپنی پھر کر گر کہین آتا
تو اوس سے پوچھتے احوال کچھ عمر گریزان کا

نہین ہی سبزۂ خط گرد رخ کے دست قدرت نے
لکھا ہی حاشیہ دیکھو خط ریحان مین قرآن کا

جو جاتے ہو تو ہنس پڑتے ہین غنچے کھلکھلا کر کے
چمن مین دیکھکر عالم تمھارے روے خندان کا

دل پر داغ مین پنہان ہزارون آرزوئین ہین
کھلائیگا کبھی گل کوئی غنچہ اس گلستان کا

گئے تھے دیکھے وہ کا ہجر مین پھر کر جو پھر آتے
تمھارے سامنے کرتے گلہ عمر گریزان کا

پس مردن بھی اپنے دل مین باقی ہی خلش کچھ کچھ
تعلق نشتر غم سے ہی باقی کیا رگ جان کا

پھٹے جسپر نظر تیری بھلا کیونکر وہ بچ جائے
قضاے ناگہانی نام ہی اس تیر مژگان کا

چلی تھی روٹھکر مجھسے یہ ہمراہِ قضا جس دم
تو کس حسرت سے منہ تکتا تھا مین عمر گریزان کا

مضامین میرے دیوانمین ہین کچھ عشق کے ایسے
ہر اک شعر اپنا گویا باغ جسم ہی گلستان کا

زمین شعر نے رتبہ فلک کا ای احمد پایا
ہر اک نقطہ سہ برج شرف ہی اپنے دیوان کا

احمد یہ شاعرانِ حال وضعی مین کہان باتین
نہو شاد دوادین نام کیونکر اپنے دیوان کا

جلوہ افگن زلفِ شبگون سے رخِ زیبا ہوا
آفتاب حشر نکلا نور کا تڑکا ہوا

حیرت افزاے جہان وہ نور کا تکا ہوا
دیکھکر انسان کیا پریون کو بھی سکتا ہوا

جلوہ رخسے کیا گھر بیخودی نے آنکھ مین
جب اُٹھا پردہ اودھر تو پھر ادھر پردا ہوا

پڑ گئے لاکھون پھپھولے دست و پاے یار مین
شعلہ رنگ حنا سے یہ اثر پیدا ہوا

رو دیے جب یادِ درِ دندان مین تو پھر خاک پر
لوٹ کر اشکون کا قطرہ گوہر یکتا ہوا

اسقدر افتادگی مین محو حیرت ہو گیا
نقش پاے یار پر اپنا مجھے دھوکا ہوا

پیسنے کا قصد رکھتا ہی مرے ہر دم مدام
آسیاے چرخ کا گویا کہ مین دانا ہوا

جان کے جانیکی کچھ پروا نہین پر غم یہی
دامن قاتل پہ میرے خون کا دھبا ہوا

ہاتھ پڑنے سے وہ اپنے جسم پر جھجکیں نہ کیوں / آتش رنگ حنا سے شعلہ ہی بھڑکا ہوا

سیر دریا کے لیے جب مین گیا بے یار کے / حلقۂ گرداب غم ہر حلقۂ دریا ہوا

لکھدیا تھا حال وحشت تمنے بھولے سے جو کچھ / نامہ بر بھی لیکے خط راہی سوئے صحرا ہوا

خون اتنا بہ چلا تلوؤن مین کانٹے جب چبھے / دامن گل کیطرح سے دامن صحرا ہوا

جب پھری تار نظر مین صورت زیبائے یار / پتلیون مین پتلیون کا بھی تماشا کیا ہوا

کسنے ہاتھ اپنا ملایا ہاتھ سے اوس شوخ کے / طائر رنگ حنا تک آج ہی بھڑکا ہوا

سبزۂ خط کی محبت سے ہوا عشق ذقن / رہنمائے خضر خط اس چاہ تک اپنا ہوا

بے نشان کرتی ہی مجکو اپنی ہی گم گشتگی / گم ہوا وہ جس نگین پر نام بھی کندہ ہوا

کشتۂ تیر نگاہ ناز مدفون ہو گیا / ابتو دل اوکاوش مژگان تم ٹھنڈا ہوا

جام ہی کے شوق مین بیٹھے رہے پہرون مگر / بخل ساقی میرے حق مین نشۂ مینا ہوا

او موج منور پرتو رخ سے ترے / چاندنی پر چاندنی کا بزم مین دھوکا ہوا

خط کا اونکے چہرۂ تابان پہ ہے اب یہ نمود / یا ورق پر شمس کے مضمون ہے کچھ لکھا ہوا

وحشت غربت مین ہو نہین بے سروسامان احمد

جس شجر کے سایہ مین بیٹھا وہ بے پتا ہوا

باغمین دستِ حنائی کا ترے چرچا ہوا
ہر رگِ گل مین اثر خونِ تمنا کا ہوا

چھونے سے زلفِ سیہ کے وسنے ناخوش ہوگئے
آئینے مین بال ناحق آپکے پیدا ہوا

بال کو بکھرا کے رخ پر بولا وہ آئینہ رُو
اب حلب مین دیکھلو تاتار بھی پیدا ہوا

ہون وہ وحشی زلف کے سودے مین رہتا ہون مین
حلقۂ گرداب غم ہر حلقۂ دریا ہوا

جانیے کس شعر وسے پھر گئی ہی اسکو لو
آجکل رہتا ہی کچھ پہلو مین دل جلتا ہوا

خرمنِ صبر و تحمل پر اک آفت آگئی
جب وہ مثلِ برق آیا خواب مین ہنستا ہوا

انتظامِ ہستیِ موہوم مین آیا فساد
نالۂ پُر درد غم کا دل پہ جب بلوا ہوا

کس توقع پر علاج ایسے مریضِ غم کا ہو
دیکھکر افسردہ جس بیمار کو عیسا ہوا

ای بتو اب مجھمین ہی وہ گرمی الفت کہان
سرد مہری سے تمھاری دل مرا ٹھنڈا ہوا

دیکھکر کیا منہ عدم سے ابرِ تر کا آئے تھے
مثلِ شبنم عمر بھر اس باغ مین روتا ہوا

چشمِ مستِ یار نے بدمست مجھکو کر دیا
ساغری کی نہ خواہش رہ گئی اچھا ہوا

لکھدیا تھا جو دہن کا اور کمر کا حال کچھ
نامہ بر عنقا ہوا اور خط بر عنقا ہوا

جان اپنی سبزۂ خط پہ کیسکے جائیگی
تھا یہی شاید خطِ تقدیر مین لکھا ہوا

بام پر آکر نقابِ رخ اُٹھایا اوسنے جب
آفتابِ روزِ محشر جلوہ گر گویا ہوا

رتبۂ اکمل کو پونہچا جو ہوا گوشہ نشین
گوہر یکتا صدف مین قطرۂ دریا ہوا

یاد غیرونکی ہو کیا اب کچھ خبر اپنی نہین
اسقدر مین اُوپری محوِ رخِ زیبا ہوا

دہر مین جسکا مقدر نام ہی ای ہمدمو
عمر بھر دیکھو نہ ہنسے وہ کبھی سیدھا ہوا

اسقدر میری طرف سے بدگمانی ہو اوسے
خواب مین بھی آتا ہی وہ شوخ تو ڈرتا ہوا

کوچۂ جانان مین جا کر گر پڑے جو سر کے بل
کعبے مین گویا احد سجدہ ادا اپنا ہوا

رونے مین جسدم تصور سبزۂ خط کا ہوا
زخم دل پر مرہم زنگار کا پھاہا ہوا

لاکھ سر مارا کیا لیکن نہ وہ اچھا ہوا
منفعل تیرے مریضِ غم سے کیا عیسا ہوا

بیٹھکر پہلو مین اپنے ایکدم وہ اٹھ گئے
دشمنِ جان درد دل اپنے لیے پیدا ہوا

بحرِ عالم سب حباب آسا نظر آنے لگے
جوش پر اشکو نکا میرے جسگھڑی دریا ہوا

کیا بیان گوہرِ دندانِ جانان [illegible]
گوشۂ عزلت مین جو بیٹھا ڈر یکتا ہوا

ہون وہ مجنون صورتِ جانان جو آئے خواب مین
دل ہمارا جلوہ گاہِ جلوۂ لیلا ہوا

گردشِ چشمِ فسونگر کے اثر سے دیکھنا
دل بھی اپنا بنکے آہوبادیہ پیما ہوا

سینے بیدم ہونے تک ترچھی نگاہ اونکی ہی
پار سینے کے اوترکر تیر یہ سیدھا ہوا

مفت میں لیکے تمنے ای بتو کھویا اسے
درد سے آنکھونکے دل اپنا یہ تھا پالا ہوا

آتی آوازِ انا لیلی بھی تھی ہر عضو سے
سر سے پا تک قیس جب محوِ رخِ زیبا ہوا

رکھتا ہی بیچین مدت تک تعلق دل کا بھی
غیر کے پہلو مین بیٹھے درد یان پیدا ہوا

ہر دہانِ زخم بسمل سے یہ آتی ہی صدا
زخمی تیغِ نگہ جو ہو گیا اچھا ہوا

نام باقی ہی وجودِ جسم بالکل کچھ نہین
گم کمر کی جستجو مین صورت عنقا ہوا

چھیڑ دیتا ہون مین نوکِ خار سے اکثر اسے
جوش پر جسدم مرا خونِ رگِ سودا ہوا

نور سے اپنے بنا کر احمدِ مختار کو
آپ ہی مجنون بنا اور آپ ہی لیلا ہوا

مرگیا عاشق تمھارا ہو گیا قصہ تمام
آرزوے وصل کا بھی آج مُنہ کالا ہوا

یہ مریضِ غم سے اپنے وہ بگڑ کر کہتے ہین
تم پڑے بیمار اور عالم مین مین رسوا ہوا

ہو کے عاشق آپکی زلفِ سیہ کا جان من
کوچہ و بازار مین کیا کیا نہ مین رسوا ہوا

کہہ نہیں سکتا ہون اونسے گو زبان کہنے کو ہی
گونگے کے دل کا یہ اپنا مدعا گویا ہوا

نغمہ سنج گلشن معنی ہون مین بھی بلبلو
کچھ سناؤنگا اگر اس باغ مین رہتا ہوا

ضعف سے اپنی یہ حالت ہو گئی ہی ای احد
نالہ بھی آتا ہی لب تک سو جگہ اُڑتا ہوا

آتش دل کا اثر یہ دیکھلو پیدا ہوا
ایک ہی نالے سے اپنے آسمان نیلا ہوا

سبزۂ خط کے نکلنے کا ہوا عالم مین شور
طوطی اپنے یار کا بھی بولتا پیدا ہوا

جسپہ یہ پڑتا ہی وہ شی بھی چمک جاتی ہی صاف
سایۂ مہتاب گویا یار کا سایا ہوا

نازکی ایسی ہی اس سے بھی نکل آیا عرق
جسم جانان پر اگر شبنم کا بھی گرتا ہوا

جام خالی دیکھے ساقی تو جو ترسانے لگا
کاسۂ حق مین میرے بھیک کا کاسا ہوا

کشتۂ چشم سیاہ یار تھا جو ہمدمو
بعد مرنے کے جو غبار اپنا تھا وہ سُرما ہوا

وصل کی شب شمع کی حاجت نہ تھی اصلا مجھے
اوس پری کے آتے ہی گھر نور کا سارا ہوا

دل پہ جب داغ شمع و نقشہ ترا آیا او تر
پہلو فانوس خیالی کی طرح اپنا ہوا

آتے ہی صورت کے تیری آئینہ بن آگئی
اپنا پہلو اوپری پُلور کا شیشا ہوا

تھی جو الفت ابروئے خمدار سے تیری مجھے
اشک کا قطرہ ہمارے دیدۂ مسدود سے آج

سوکھکر ایجان جانِ تن بھی ہلال آسا ہوا
گرتے ہی دیکھو زمین پر صاف انگارا ہوا

مہر کی حالت ہی اپنی ای اسد اب ضعف سے
شام کو اُٹھنا ہو اپنا جب کبھی اُٹھنا ہوا

اثر باقی ہی بعدِ مرگ ضعفِ جسم زائل کا
کچھ اُٹھکر بیٹھ جاتا ہی بگولا بھی مری گِل کا

فرشتونکو بھی ہوگا عشق اوس نہر و شمائل کا
ستارہ دیکھنا چمکیگا پھر اب چاہ بابِل کا

پتا ملتا نہین ہی دیکھتے ہین لاکھ ساحل کا
خدا ہی ناخدا ہی اب ہماری کشتیِ دل کا

وہ بسمل ہون کہ اُلفت بڑھگئی ہی قتل ہونیسے
تڑپکر چوم لیتا ہون مین اکثر ہاتھ قاتل کا

یہی ذرات ہی جسمین کوئی تڑپے کوئی پھڑکے
پسند آیا ہی بس اونکو تماشا مرغ بسمل کا

مری آنکھونپہ پٹی باندھی اوسنے خون کے ڈر سے
نہ دیکھا ہائے وقتِ قتل بھی منہ ہنسنے قاتل کا

نظر آئی نہ پھر مجنون کو لیلی بدنصیبی سے
کیا بیہوشی نے پردہ اُٹھا جب پردۂ محمل کا

نکل جاؤن سوئے صحرا یہی جیمین ہی زندانسے
بہار آئے تو اکے سلسلہ توڑون سلاسل کا

[illegible] باقی رہا بعدِ فنا بل سے پریشانی
کلالون سے نہ ہرگز بن سکا کاسہ مرے گل کا

لبِ ساحل نہین ہی ترے تو کم ظرفی کا باعث ہی
قصورِ فیض دریا کیا قصور اسمین ہی ساحل کا

الٰہی پانوٴن بھی میرے مثالِ بخت سو جائین
خفا ہوتے ہین دربان دیکھکر ہلنا سلاسل کا

یہ شوقِ دیدِ لیلی ہی کہ بس اوڑکر لپٹ جائے
غبارِ قبرِ مجنون دیکھلے گر جلوہ محمل کا

ندامت سے چھپا لیتا ہی منہ کو اپنے دامن سے
گذر ہوتا ہی میری قبر پر جس وقت قاتل کا

خطِ تقدیر مین عشقِ خطِ رخسار لکھا تھا
سمجھ لینا ہوا کیا سہل مطلب خطِ مشکل کا

یہ ہمین فریاد کرتے ہین اسیرِ کاکلِ پیچان
یہی زندان مین ہر دم غل ہی پانونکے سلاسل کا

دعائین دیتے ہین دلسے سمجھ لو دلمین تم بھی کچھ
حسابِ دوستان دردل فقط ہی فیصلہ دل کا

نہ کعبے کو گئے ہم دیر سے اچھا ہوا ای دل
خطا اک دوسرے ہی تھا یہ طی کرنا منازل کا

شہادت تھی نہ قسمت مین لکھی تو اسکے باعث سے
جھکائی لاکھ گردن پر نہ اوٹھا ہاتھ قاتل کا

لگایا اپنے سینے سے اوٹھا کر اوسکو قاتل نے
تڑپ کر جا پڑا قدمون پہ جب سر اوڑکے بسمل کا

ہمین وہ قتل کرکے اب کفِ افسوس ملتا ہی
فریبِ رحم تو دیکھو ہمارے ساتھ قاتل کا

پہونچ جاتا ہون کعبے یار مین گرچہ ہون [illegible]
ہی ایسے شوق سے آسان طی کرنا منازل کا

دلِ بیتاب کو جو کاکل سے پھر کر جیسے آیا ہی
کچھ ایسا خستہ ہی جیسے تھکا ہو کوئی منزل کا

وہ دریا کے کنارے سیر کو ہر روز جاتے ہین
ستارہ آج کل چمکا ہوا ہی بخت ساحل کا

دکھادے خنجر ابروے برّان کو اگر قاتل
نظر آجاے محفل مین تماشا رقصِ بسمل کا

دل محزون تلاشِ رہروان خاک جانے دے
پتا کیونکر ملے ہی فاصلہ اون سے منازل کا

دھڑکتا ہی کبھی دم بھر کبھی دم بھر ٹھہرتا ہی
عجب احوال زبون احمد سینے مین ہی دل کا

سُویدا گر ہوا پیدا خنجرِ ابروے قاتل کا
نظر آئے فلک پر بھی تماشا رقصِ بسمل کا

نکل جائے ابھی ارمان قاتل تیرے بسمل کا
پڑے گر ہاتھ پورا تو ہو پورا حوصلہ دل کا

ارادہ ہی یہی زندان مین بس اب حضرتِ دل کا
چلو صحرا کو توڑو سلسلہ بالکل سلاسل کا

خدا کا شکر کہ اب تک کمالِ حُسن ہی ورنہ
کمال اک شب فقط رہتا ہی مہمان ماہ کامل کا

ہنسی معشوق کی ہوتی ہی وجہِ گریۂ عاشق
چمن مین خندۂ گل سے ہی بس نالہ عنادل کا

الٰہی دیکھیے مقتل مین کس دن پیاس بجھتی ہی
مین تشنہ لب ہون اک مدت سے آبِ تیغ قاتل کا

ترے در کی گدائی کے لیے بس ای شہِ خوبان
فلک بھی لیکے پھرتا ہی پیالہ ماہ کامل کا

شبِ تاریک گیسو مین دکھا کر مانگ کہتے ہین
اسی رستے مین لُٹ جاتا ہی دیکھو قافلہ دل کا

کسی گل کا ہون بیمارِ محبت صورتِ بلبل
سرِ بالین مرے تکیہ ہو پرہائے عنادل کا

نہ پوچھو ہی گرہ کیون رشتۂ گریہ مین اشکون کی
نہ سمجھو سہل کھلنا عقدہ ہائے کارِ مشکل کا

بگڑتے ہین سوالِ وصل پر وہ تو یہ باعث ہی
ابھی کچھ امتحانِ الفت مین کرتے ہین مرے دل کا

غبار اپنا بگولا بن کے اکثر رقص کرتا ہی
پسِ مردن خیال آتا ہی جب رقص اوسکی محفل کا

کھلینگے ناخنِ تدبیر سے بندِ قبا اک دن
انھین ہاتھون سے حل ہوتا ہی عقدہ کارِ مشکل کا

حسینانِ جہان کرتے ہین کسبِ نور سب اوس سے
چراغِ طور ہی اک گل چراغ اب جسکی محفل کا

بہارِ گل چمن مین تھی تو بلبل نالہ کرتی تھی
خزانمین برگ افتادہ سے ہی عالم جلاجل کا

سوا میرے کرم ہی غیر پر اوس بحرِ خوبی کا
پڑا کیا بخت پر میرے بھی سایہ بختِ ساحل کا

اثر باقی پسِ مردن ابھی تک ہی خرابی کا
بگڑ جاتا ہی بن بنکر کے پتلا بھی مری گل کا

بوقتِ شعر گوئی ہجرِ جانان مین جو نالان تھا
مرے دیوانمین ہی اوراق سے عالم جلاجل کا

سیہ رو آسمان تھا رات بھر مارے ندامت کے
ستارے دیکھکر حیران تھے جلوہ تیری محفل کا

سلیمان بھی جو آئے تو نہ دمسازِ تکلم ہو
فلک پر ہی دماغ افزون ترے در کے سائل کا

رخِ جانانکو کیون ان ماتمی شکلون سے نسبت دون
مہ و خورشید کا نقشہ تو ہی نقشہ جلاجل کا

بتانِ سنگدل سے ہو نہ صورت آشنا کوئی / یہی نالہ ہی برسون سے شکستِ شیشۂ دل کا
گلے کو گھونٹکر فرقت مین اپنی جان دی مین نے / نہ منت کش ہوا صد شکر دستِ تیغِ قاتل کا

دمِ فکرِ سخن مضمون عالی پائون پڑتے ہین
تصور ہی احد اُن روزون کس خورشید منزل کا

صدا دیتا ہی بعد از قتل یہ سر اوسکے بسمل کا / ازل سے ناز پروردہ ہون دستِ تیغِ قاتل کا
وہ مجنون ہون کہ ہی ملکِ تصور جسکے قبضے مین / مری آنکھون مین جلوہ ہی مری لیلیٰ کے محمل کا
اوسیکے ہجر مین دن رات ہی اپنی یہ جانسوزی / چراغِ طور بھی پروانہ ہی جس شمعِ محفل کا
بہت خوش ہوکے مجھسے بال وہ اپنے گوندھاتے ہین / ستارہ آج کل چمکا ہوا ہی کیا انامل کا
کوئی محرابِ کعبہ مین ہی کافر گویا جا بیٹھا / یہ عالم زیرِ ابرو ہی ترے رخسار کے تل کا
رسائی دل کو اب کیونکر نہ زلفِ یار تک ہوگی / مقدر سے کرمیون کے بڑھا ہی حوصلہ دل کا
خدا کے سامنے محجوب ہوگا قتلِ ناحق سے / قیامت مین مرا ہی ہاتھ اور دامن ہی قاتل کا
وہ ہمسے طالعِ برگشتہ کیصورت پھرے اے دل / گمان جس ہاتھ پر ہوتا تھا گردن مین حمائل کا
خیال اوس سنگدل کا دل سے دم بھر بھی نہین جاتا / رہا کرتا ہی سینے پر مرے اک بوجھ اب سل کا

جگہ نقطے کی قرآن مین نہین ہی مجکو حیرت ہی
تمھارے مصحفِ رخسار پر نقطہ ہی کیون تل کا

تڑپنے کی نہ دی دم بھر بھی مہلت مجکو قاتل نے
نہ نکلا ہائے بعد از قتل بھی کچھ حوصلہ دل کا

یہ محوِ دیدِ لیلیٰ ہی جو ممکن ہو تو لائق ہی
بنے تارِ نگاہِ قیس سے پردہ بھی محمل کا

تو وہ رشکِ سلیمان ہی کہ اب بھی قاف سے اوڑکر
تماشا دیکھنے آتی ہین پریان تیری محفل کا

اندھیری رات مین روشن ہین گویا شمع کافوری
یہ عالم آج کل گیسو مین ہی اونکے انامل کا

دم آیا ہی لبون پہ ہی تمنا بوسۂ لب کی
سؤالِ آخری ہی رد نکر تو اپنے سائل کا

شبِ فرقت مین سر دھنتے ہین روتے ہین بلکتے ہین
نتیجہ اور کیا ہوتا ہماری سعی باطل کا

بہت فرہاد اور مجنون کے تو قصے سنے ہونگے
کبھی بہر خدا سُن لیجیے قصہ مرے دل کا

پس مردن بھی ہجرِ یار مین تن مین تڑپتا ہون
نمایان سنگِ مرقد پر بھی ہی عالم زلازل کا

کیا قتل اونسے جانبازون مین میری آبرو رکھلی
حقیقت مین بہت ہی دم غنیمت تیغ قاتل کا

اثر باقی جنون کا ہی وہی اللہ رے ابتک
کھلونے والے بھی مجنون بناتے ہین مری گل کا

نہ آیا نزع کے بھی وقت وہ میری عیادت کو
تصور مرتے مرتے بھی رہا جس شوخِ غافل کا

ہوئے مقتل سے راہی پھیر کر منہ رنج کے مارے
نہ دیکھا جب گیا اونسے تڑپنا بس مرے دل کا

نہ کعبے سے تعلق کچھ نہ نسبت دیر سے ہمکو
بھلا کیا منکشف ہو حال ہم پر حق و باطل کا

جو وان غیرونکے پہلو مین رہا کرتے ہین وہ اکثر
تو یان دن رات صدمہ رہتا ہی وجعِ مفاصل کا

نہ ہونگے مستِ بوے گل بہار آئی بھی گلشن مین
گیا جوش جنون کے ساتھ سارا ولولہ دل کا

بہت کھنچ کھنچ کے دم لیکے رک رک کے چلتی ہی
احد مقتل مین دیکھو آج غمزہ تیغ قاتل کا

تصور رات دن رہتا ہی اک فردوس منزل کا
گذر باغ ارم مین آج کل ہی حضرت دل کا

جب اوسکا دھیان کرتا ہون خیالِ زلف آتا ہی
مرے پاے تصور مین بھی ہی عالم سلاسل کا

نہین پہلو مین ہی وہ تو تصور اون کا رہتا ہی
مری بیحاصلی مین بھی ہی اک مضمون حاصل کا

نہ پوچھو ہجر مین حالت مری کیا ہو چکی کیا ہی
کیا دق نے بھی دق سینے پہ صدسل سے ہی سل کا

جلادے برق گر گر اوسکو وہ برگشتہ طالع ہون
مرے خرمن پہ لے گر نام دہقان اوسکے حاصل کا

جہان مین جتنے ہین دیوانے تیرے ہین پری پیکر
مٹایا حسن نے تیرے نشان انسان عاقل کا

بتو چھوڑو ستم کو عدل سے اب پیش آؤ تم
خدا کے گھر مین سنتے ہین بڑا رتبہ ہی عادل کا

وہ ظالم آشنائے ظلم ہی ایسا بگڑتا ہی
کوئی بھولے سے بھی گر نام لے سلطان عادل کا

بہت ڈھونڈھا نہ پایا مثل تیرے تو ہوا ثابت
جہانمین ممتنع بس نام ہی تیرے مقابل کا

جو عاقل ہین اونھین راحت کی فکر اصلا نہین ہوتی
خیال عیش رکھنا ہر گھڑی ہی کام جاہل کا

نہین ہی چین ہجر یار سے دم بھر بھی دنیا مین
قیامت مین بھی دیکھین حال کیا ہو مجھسے غافل کا

خیال نفع کیونکر ہو مین وہ برگشتہ طالع ہون
سراسر ہی نقصان ہو اگر لون نام حاصل کا

نہ پوچھو فرقت جانا نمین کیا کیا آفتین گذرین
کبھی دق نے کیا دق اور کبھی صدمہ رہا سل کا

بہت ڈھونڈھا نہ پایا آجتک ہمنے زمانے مین
ہمیشہ نام ہی سنتے رہے انسانِ عاقل کا

چھڑائے کیون نہ بیڈر ہوکے دل کو میرے پہلو سے
نہین وزدِ حنا کو کچھ خطر سلطانِ عادل کا

وہ آئینے مین منہ کو دیکھکر کہتے ہین لوگون سے
زمانے مین نہین ہی دوسرا میرے مقابل کا

کتابِ عشق کے اک لفظ کا مطلب نہین سمجھا
دلِ ناداں ہی تو شاگرد کس استادِ جاہل کا

کسی کروٹ کسی پہلو نہین ہی چین اے دل کو
ستاتا ہی نہایت عشق اوس شوخِ غافل کا

ترا نقشہ بنا کر صانعِ قدرت نے فرمایا
بناونگا نہ اب مین دوسرا تیرے مقابل کا

شبِ فرقت مین ایذائین بہت کچھ جو اوٹھائی ہین
تو پھر اب ناک مین ہی دم ہمارے حضرت دل کا

یہی دن رات ہجر یار مین ہی اب دعا تجھسے
الٰہی بھول جاؤن نام تک اوس شوخ غافل کا

لیے دو چار بوسے مختلف اونکے تو یہ بولے
بھلا فرمائیے تو آپ یہ ہی کام عاقل کا

یہ حُسنِ چند روزہ پر تو اپنے ای پری پیکر
غرور اتنا نکر یہ کام ہی انسانِ جاہل کا

جگر ہوتا ہی ٹکڑے اور کلیجہ مُنہ کو آتا ہی
زباں سے نام لیتا ہون جب اوس شوخ غافل کا

اک اپنے گھر کو بس ویران کرکے ای جنون آخر
کیا آباد تہنے سیکڑون خانہ سلاسل کا

احد الفت نہ مجکو اوس سے ہو یہ غیر ممکن ہی
دل اوسکا ہی تابع اور مین تابع ہون اس دل کا

جگر پر زخم کھاکر خنجرِ ابروے قاتل کا
تڑپتا مرغِ بسمل کیطرح اک کھیل ہی دل کا

رقم کرتا ہون مضمون مین کسی گل کے فضائل کا
صریرِ کلک کاغذ پر ہی اک نالہ عنادل کا

یونہین او لیلیِ پردہ نشین گر فرطِ الفت ہی
پسِ مردن بنیگی روحِ مجنون پردہ محمل کا

محبت مین رخِ امرد کی عشقِ خال لازم ہی
نمک کے ساتھ ہوتا ہی مزا کچھ اور فلفل کا

شبابِ حسن رخصت ہو گیا اب وقت پیری ہی
ہوا بیمغز جب پھر رہگیا کس کام کا چھلکا

نہو جب تو بغلمین اپنے تو پھر ساقیِ مہوش
مئے گل رنگ مین بھی ہی مزا زہرِ ہلاہل کا

نہین نسبت ہی قطرے گلمین کچھ اور تمین حیران ہون
گلِ رخسار پر نکلا یہ دانہ کس طرح تل کا

یہ شوق دید مجنون کو ہی دم آیا ہی آنکھون مین
اوٹھا دے کہدو لیلی سے کوئی اب پردہ محمل کا

کمال اتنا تصور مین تو ہو لیلی کے ای مجنون
جدھر دیکھے اودھر آئے نظر بس جلوہ محمل کا

ابھی جل بھن کے مثل خاک بن جائے سر دم بھر مین
جہنم تک پہونچ جائے اگر شعلہ مرے دل کا

طواف کعبۂ رخ ہو چکا بس اب یہ باقی ہی
بجائے سنگ اسود بوسہ لون رخسار کے تل کا

یہی غوغا مچا ہی کوچۂ کاکل مین برسون سے
ادھر سے نکلے بس جانے نپاوے قافلہ دل کا

ابھی جنت سے حورین اور آئین قاف سے پریان
تماشا گر دکھاؤن تم کو اپنے جذبۂ دل کا

وہ بحر حسن دریا کے کنارے جا کے جب بیٹھا
برنگ موج منہ ہر مچھلیون نے چوما ساحل کا

جو عالی مرتبہ ہین اون کو یہ پست اور کرتا ہی
فرشتون کو دکھایا عشق نے منہ چاہ بابل کا

تو وہ ہی غیرت زہرہ کہ جسکی چاہ مین پڑکر
ملائک دیکھتے ہین عرش سے منہ چاہ بابل کا

نکر حسن دو روزہ پر غرور ای ساقی مہوش
چھلک جاتا ہی بھرتے ہی پیالہ ماہ کامل کا

بہار آئی ہی دیوانون کی حالت اور ہی کچھ ہی
سرود مست ہی زندان مین ہر نالہ سلاسل کا

لڑکپن سے ترے [illegible] مین شیرین بیانی ہی
مقابل مین ترے ہوتا ہی کھٹا دانت قاتل کا

بس اک دم مین کرون گا سرد مین نار جہنم کو
بڑھا اشکون سے رونے مین اگر دریا مرے دل کا

کہا حالت کو میری دیکھکر سب عاملون نے یہ
نہین آسیب یہ پابند ہرگز نقش عامل کا

حصول مدعا کی عاملون سے کیا تمنا ہو
سمجھتا نقش قسمت کو ہو نہین بس نقش عامل کا

نہ منہ کو پھیرئیے بہلائیے مجکو نہ باتون مین
جو چھیڑا ہی تو کچھ سن لیجیے قصہ مرے دل کا

احمد یہ تملاتی کوندتی بجلی جو ہی اکثر
اوڑایا ڈھنگ اسنے بھی میری بیتابی دل کا

نہین کچھ آج سے ہی مجپہ عالم مرغ بسمل کا
ازل سے ہون مین کشتہ خنجر بیداد قاتل کا

چھٹا دیوانہ شاید پھر کوئی اب قید ہستی سے
بنا ہی آج ماتم خانہ ہر حلقہ سلاسل کا

مرے پہلو مین آتا ہی نظر اک نور کا عالم
گذر ہی خانہ دل مین یہ کس خورشید منزل کا

ہماری روح جنت مین پھڑکی ہو کے بس آہو
مرا ہون شیفتہ ہو کر کے جو مین چشم قاتل کا

گلے پر پھیر خنجر شوق سے بہر خدا اب تو
ہوا جاتا ہی خون پہلو مین قاتل حسرت دل کا

ملی جوش جنون مین وہ مجھے اسدری طاقت
ہلا دیتا ہی پاے عرش کو نالہ مرے دل کا

شہادت تھی نہ قسمت مین لکھی تو اسکے باعث سے
پڑی تلوار ترچھی سیدھا گو تھا ہاتھ قاتل کا

وہ مجنون ہون کہ بعد مرگ بھی لڑکونکو کاوش ہی
بنا کر مارتے پتھر ہین سب پتلا مری گل کا

صدائے نالہ برپا ہی رواں آنکھوں سے آنسو ہین
نکلتا آج شاید دم ہی اپنے حسرت دل کا

خیال آتا ہی رہ رہ کرکے اپنی سخت جانی سے
نہ دکھ جائے کہین نازک بہت ہی ہاتھ قاتل کا

خدا جانے کدھر راہی ہوئے یاران صحبت بھی
نشان ملتا نہین ہی اب کہین محفل کی محفل کا

بچھاؤن فرش خواہش اور جلاؤن انکی شمعین
جو آؤ خواب مین دل مین نیا سامان ہو محفل کا

نہ وہ شکلین نظر آتی کہین ہین اور نہ وہ باتین
فقط اک نقشہ آنکھون مین کھنچا ہی اہل محفل کا

کچھ اثبات دہن مین گفتگو یہ کر نہین سکتے
بہت کچھ منطقیون کو ہی گو دعوی دلائل کا

نہین کچھ بولتے منہ سے فقط رہ جاتے ہین ہنسکر
جو کہتا ہون کبھی رو کرکے اونسے مدعا دل کا

نہ لے آرام او جانِ حزین تن سے نکل کر تو
ابھی تجکو بہت باقی ہی طی کرنا منازل کا

ہمیشہ جستجوے یار مین پھرتے رہے لیکن
نہ دیکھا خواب مین بھی منہ کبھی مطلب کی منزل کا

جو چلتا ہون کبھی تو گرد اونکے گھر کے پھرتا ہون
مسافر صورت پرگار ہون مین ایک منزل کا

ذرا سا چین پہلو مین تلاشِ یار لینے دے
ابھی یہ دل یہان ہارا ہوا آیا ہی منزل کا

او سیدم ہوشمین فرہاد اور مجنون بھی آجاتے
جو سن لیتے کہین قصہ ہماری وحشت دل کا

سیاہی تل سے چشم حور کے ای جان بناؤن مین
ورق پر شمس کے مضمون لکھون رخسار کے تل کا

صدا پازیب کی اونکی جو یاد آتی ہی زندان مین
ہلا کر پاؤن کو سن لیتا ہون نالہ سلاسل کا

ہوے ہو آجکل کس سرو قد کے چاہنے والے
احمد احوال کچھ کھلتا نہین بیتابی دل کا

دہان زخم سے ابتک بیان ہی تیرے بسمل کا
او ٹھاویگا جہان تک اوٹھ سکیگا ناز قاتل کا

سنا کرتے تھے پہلو مین بہت کچھ شور ہم دل کا
جو دیکھا چیر کر تو صاف تو وہ تھا فقط گل کا

لگا کر تیر میرے سینے پر پھر ترچھی چتون سے
تماشا دیکھا او ابرو کمان اب رقص بسمل کا

بھریگا او سمین جو مئے او سکو پلاو نگا وہ میکش ہون
جو ہنوائیگا خم ساقی کہین مجھ رند کی گل کا

نہین امید آزادی فقط زیر قفس ای جان
پھڑکنا عمر بھر لکھا ہوا ہی طائر دل کا

مرے نالون کو سن سنکر کے فرماتے ہین لوگونسے
اثر ہونے لگا ہی اسکی کچھ بیتابی دل کا

صدا زنجیر کو بیدار رکھا وحشت دل نے
مرے دم سے فقط زندان نہین ہی نالہ سلاسل کا

ہر اک کی لاش پر کہتا ہی کسنے مار ڈالا ہی
تجاہل دیکھیے ہم بسملون کے ساتھ قاتل کا

نہین کچھ مری کی حاجت بس ابھی بدست ہو جائے
لگائے منہ سے گر خالی کوئی ساغر مری گل کا

پڑے گر ہاتھ کوئی مجھ پہ یہ شوق شہادت ہی
دہان زخم سے منہ چوم لون شمشیر قاتل کا

ہمارے خط کو لیکر اوسطرف جب راہی تو ہوگا ق پتا اینامہ بر یہ یاد رکھنا کوے قاتل کا
کبوتر کے کہین پر پرنے پرنے اوڑ رہے ہونگے تماشا بھی نظر آئیگا وان کچھ رقصِ بسمل کا
بپا اک فتنہ مثل فتنۂ محشر وہان ہوگا دکھائی دیگا ہر جا حال بس بیتابیِ دل کا
کہین پروزن سے وہ بھی جلوہ فرما دیکھنا ہونگے مقابل مین نہین کچھ جسکے تیہ ماہ کامل کا

عوض دلکے احد درد محبت مول لیتے ہین
کہین دنیا مین ایسا بھی سنا ہی کام عاقل کا

ہماری آتش دل نے تنِ پژمردہ جان پھونکا تماشا ہی کہین نے اس مکان خود مکان پھونکا
جگر کو دلکو جانکو تن کو سبکو ایکسان پھونکا ہماری آہ سوزان نے احد کیا کیا نشان پھونکا
شکایت شعلۂ دل سے ہی دردِ دل کی یہ اپنی جلن کیا تھی جو تونے میرے سینے کا مکان پھونکا
گل و بلبل مین جھگڑا ہی تھا کیا جسکو صبا تونے ذراسی بات کو لیکر یہان پھونکا وہان پھونکا
صدا کانو مین آتی ہی شکستِ رنگِ ہر گل سے کہ آخر نالۂ بلبل نے دیکھو بوستان پھونکا
جلا کر دل خیالِ شعلہ رخسار یون بولا نصیب دشمنان اس گھر کو کسنے مہربان پھونکا
مکانِ یاس و حسرت تھا دلِ ماتم زدہ اپنا اسے بھی آج تونے جل کے او سوزِ نہان پھونکا

نہین پھونکا دھواں بکہیرکے حقہ سے زلف اوسنے
چراغ روز سے لیکر رخ شب پر دھواں پھونکا

برنگ گل چمن مین کھلکھلا کر ہنس پڑے غنچے
خدا جانے صبا نے کا نمین کیا انکے یاں پھونکا

قفس مین نالۂ بلبل یہ باصد سوز و ماتم ہی
برا صیاد کا ہو فصل گل مین آشیاں پھونکا

ہمارے شعلۂ دلمین یہ ہی اللہ ری سوزش
نہ اک دل ہی کو اسنے تا بمغز استخواں پھونکا

ستم تازہ یہ صیاد دوں کا دیکھو ساتھ بلبل کے
پس مردن بھی رکھکر آشیانمین آشیاں پھونکا

ہمارے خرمن ہستی سے بتلا کیا عداوت تھی
جو تونے جل کے اسکو آج ای برق طپاں پھونکا

نہین لائی اوڑا کر کے صبا یہ نکہت گیسو
مسیحا نے تن بیجانمین گویا آکے جاں پھونکا

شب فرقت ہماری آہ سوزاں نے یہ حد کی
زمین سے لیکے اسنے تا بحد لامکاں پھونکا

ہوے ظاہر شرارے دفعۃً اللہ ری سوزش
جو حقہ پیکے ٹھنڈی سانس بھی لیکر دھواں پھونکا

تپ فرقت سے آہ دل سے سوز شعلۂ جاں سے
جو ان سب سے بچے تو تونے او سوز نہاں پھونکا

نہ پھونکا خرمن مہ کو نہ قصر آسماں کو گر
تو تونے کیا تن پر درد کو ای سوز جاں پھونکا

شرارت اونکی ہی درخور حنا کی دید کے قابل
کہ دیکھو شعلۂ رنگ حنا سے جسم و جاں پھونکا

دل اپنا پردۂ ناقوس مین جا کر جو چلایا
تو سوز نالۂ ناقوس نے دیر بتاں پھونکا

کیا بے چین دم بھر تو فاقہ بھی رہا دم بھر
تپ فرقت نے دم لے لے کے جسم ناتوان پھونکا

دل و غم پرہن کیا گیا گریبان ان شعلہ رویوں کی
جرس پھونکا کسی نے اور کسی نے کاروان پھونکا

بھلا ظاہر کریں لوگوں میں کیا اب راز الفت کو
جگر کی آگ نے تو دفتر ملک بیان پھونکا

یہی معنی احمد سوز محبت کے ہیں کیا شاید
کہ آخر دل کو جان کو تن کو سبکو ایکسان پھونکا

زمین شعر یہ تھی پھونکنے ہی کے احمد قابل
اسے بھی آج فیض حضرت آتش سے یان پھونکا

حیف ہے دشمن دین بھی بت جانان نکلا
تھا جو مومن وہی غارت گر ایمان نکلا

حیرت افزاے جہان قالب انسان نکلا
جسم خاکی میں دل آئینۂ حیران نکلا

بچکے تربت سے جو کچھ توسن جانان نکلا
قبر سے خاک اوڑاتا مری ارمان نکلا

بل جو کھا کر سوے رخ گیسوے پیچان نکلا
حسن کے گنج کا یہ مار نگہبان نکلا

پھنستے ہی زلف میں بس دلکو چھپایا تو نے
دزد اس رات کے پردے میں تو ایجان نکلا

گاہ ہے ناقوس میں چلایا جرس میں گاہے
پردۂ غیر میں عاشق ترا نالان نکلا

گال کو آنکھوں نے مل کر مرے بوسے ہنسکر
دیدکا شوق کچھ ای دیدۂ گریان نکلا

بوئے گیسو کے ہی دل ساتھ خدا خیر کرے
گھر سے ہمراہ پریشان کے پریشان نکلا

مژدہ ہو زیست کو ای مرگ تو رخصت ہو جا
گھر سے اپنے مرا عیسیٰ پئے درمان نکلا

دیکھکر جلوۂ رخ کو ترے ای نیّرِ حسن
صورتِ آئینہ خورشید بھی حیران نکلا

کشتیِ عمر کو اشکون نے ڈبویا آخر
دیدۂ تر سے مرے نوح کا طوفان نکلا

کسقدر دردِ دل اپنا بھی ہو آرام پسند
اپنے پہلو سے نہ باہر کبھی ایجان نکلا

قصۂ برہمیِ زلفِ درازِ جانان
جب خیال آیا تو اک خواب پریشان نکلا

ہی صدا کوچۂ کاکل مین یہی دلکی میرے
زلفِ جانان کیطرح مین بھی پریشان نکلا

دامنِ یار سے لپٹی نہ کبھی خاک مری
بعد مردن بھی نہ اپنا کبھی ارمان نکلا

شوقِ آزادی اسیرونکو یہ اللہ رے ہی
مرغِ جان بھی قفسِ تن سے پرافشان نکلا

تیرے کشتونکی یہ اللہ ری کثرت قاتل
جس جگہ دیکھا وہین گنجِ شہیدان نکلا

شوق ملنے کا دلا کر مجھے برباد کیا
اسمین ارمان ترا کیا ای مرے ارمان نکلا

شعلۂ داغِ جگر آہِ جگر سے نہ بجھا
اس ہوا مین بھی چراغِ تہِ دامان نکلا

بوئے نافہ کیطرح سے دلِ وحشی شب کو
کوچۂ کاکلِ پیچان سے پریشان نکلا

سبزۂ خط یہ نہین عارضِ جانان کے قریب / دوش پر پریون کے ہی تختِ سلیمان نکلا

میرے تلوون سے ملی آنکھ غزالون نے آہ / الفتِ چشم مین جب سوے بیابان نکلا

اللہ رے فروغِ رخِ برق تاب کا / غیرت کے مارے زرد ہی مُنہ آفتاب کا

ساغر مین عکس ہی یہ رخ شعلہ تاب کا / یا بُرج آبی مین ہی گمان آفتاب کا

یہ حُسن جلوہ گر ہی مرے ماہتاب کا / چکّر مین دیکھکر ہی دماغ آفتاب کا

رفعت پسند کون نہین ہی زمانے مین / عیسیٰ بھی ہمجلیس ہوا آفتاب کا

رونے کیوقت آنکھین جب اولٹین تو رویا خوب / دریا بہا جو اولٹا پیالہ حباب کا

وہ رحم دل ہون دریا بہاتا ہون رو کے مین / جب ٹوٹتا ہی کوئی پیالہ حباب کا

عیسی سے کہدو بیٹھے ہو کیون آسمان پر / دورانِ سر ہی کیجے علاج آفتاب کا

زلفِ دوتا کا آپکی آتا ہی جب خیال / مضمون باندھ لیتا ہون مین پیچ و تاب کا

بے دل شکستگی نہین ہوتا وصال یار / دریا سے دیکھو ٹوٹ کے ملنا حباب کا

ڈرہی کہ پڑھتے وقت نہ خطِ گر پڑے کہین / قاصد لکھون جو حال مین کچھ اضطراب کا

سر چڑھ کے بل رہی زلف دوتا کا تمہاری بل عالم ہی اوسکے مضمون میں بھی پیچ و تاب کا

گر پڑتا ہی وہ ہاتھ سے قاصد کے لیتے ہی ناحق کو خط میں حال لکھا اضطراب کا

قاصد کو موت کوچۂ جانان میں آگئی مین منتظر ہی بیٹھا ہون خط کے جواب کا

پیمانہ زیست کا نہو لبریز جب تلک خالی نہ ساقی ہو کہیں ساغر شراب کا

بیتابی سے نہین مری نسبت کسیکو ہی بجلی نے کچھ اوڑایا ہی ڈھنگ اضطراب کا

سر پٹ کر کے بلبلین کہتی صبا سے ہین چوری گیا چمن سے کٹورا گلاب کا

دیکھو فریب رحم کہ صیاد وقت غش بلبل کے منہ پہ دیتے ہین چھینٹا گلاب کا

لکھ لین جو چاہین کاتب اعمال حشر مین پھونکونگا ایک آہ مین دفتر حساب کا

جب سے کہ چشم مست کو ساقی کے دیکھا ہی آنکھوں مین نشہ رہتا ہی ہر دم شراب کا

اک آہ کر کے نامۂ اعمال پھونکدین جھگڑا رہے نہ تاکہ حساب و کتاب کا

چھپ چھپ کے میکشی پہ صفائی بھی زاہدو دامن پہ ہوگا حشر مین دھبا شراب کا

کچھ جمع خرچ میرے تعلق نہین رہا کیا کھولکر کے پوچھینگے دفتر حساب کا

اوس رشک مہ کو نامہ لکھون تب مین اے احمد

خط لکھنے کو ملے جو ورق آفتاب کا

روشن ہی عکس رخسے پیالہ شراب کا
یہ فیض ماہتاب پہ ہی آفتاب کا

اللہ رے فیض جلوۂ دُرِ رخِ صنم
رتبہ ملا ہی ذرّے کو بھی آفتاب کا

میکش وہ ہون کہ غم مین بھی چاہون تو ساقیا
دَور فلک مین دَور ہو جام شراب کا

گردون پہ جسکو لوگ سمجھتے ہلال ہین
یہ تو ہی نقشہ اوسکے شکستہ رکاب کا

لہرا کے زلف چہرے پہ وہ اپنے کہتے ہین
دیکھا بوقت شام غروب آفتاب کا

مئے کش وہ ہون کہ عالمِ مستی مین بارہا
توڑا الٹا کے جام سے شیشہ شراب کا

موت آئی ہی مجھے کسی گلرو کے عشق مین
ہو گرد قبر کے مرے تختہ گلاب کا

گردون پہ ہر مہینے مین ہو کر کے جلوہ گر
ہی یاد وہ ہلال کسیکے رکاب کا

زاہد تو اوسکے کوچے مین مئے پی رہے ساتھ
جنت مین کیا حرام ہی پینا شراب کا

اللہ رے اسیریِ بلبل کا انتظام
صبا وعطر مل کے چلا ہی گلاب کا

بنکر ہلال ماہ فلک پر نکلتا ہی
نقشہ اوڑا لیا ہی جو تیری رکاب کا

کیا جانیے کہ دھوم یہ آمد کی کس کی ہی
چھڑکاؤ ہو رہا ہی چمن مین گلاب کا

یہ فخر یہ غرور یہ شہرت یہ مرتبہ
تھا نقلِ جامِ جم مرے جامِ شراب کا

اوس بحرِ حسن کا جو خیال آیا رات کو
ق آنکھوں مین چھاگیا مرے عالم سحاب کا

چرخِ کہن حباب کے مانند ہو گیا
دریا یہ بڑھ گیا مری چشمِ پُر آب کا

آنکھین جدھر پھرین تری عالم اودھر ہوا
تابع زمانہ چشم کے ہی انقلاب کا

دردر کی ٹھوکرین مجھے کھلوائے جاتا ہی
یا رب بُرا ہو اس دلِ خانہ خراب کا

آئی صدا یہ قبرِ سکندر سے بعد مرگ
دیکھا جو کچھ ان آنکھوں نسے عالم تھا خواب کا

اوسکی نگہ کے پھرتے ہی ہم مر گئے تو کیا
کُشتہ زمانہ آنکھوں کے ہی انقلاب کا

پوچھو نہ کچھ حقیقتِ ہستیِ بے ثبات
آیا جو کچھ خیال مین عالم تھا خواب کا

قاصد وہ پہلے خط کو جو پڑھ لین تو اوسکے بعد
ق کہنا کہ مانگا خط بھی ہی خط کے جواب کا

لکھدین جو خط تو کہنا زبانی کہا ہی کچھ
گر کیجیے تو کام ہی بیشک ثواب کا

مرتا ہی ایکدم کو جو چلیے تو خوب ہی
مدت سے اشتیاق ہوا اوسکو جناب کا

دَوران سر سو دَور فلک سے مجھے نصیب
آئے خیال مجکو جو بھولے سے خواب کا

دنیا مین زندگی کی توقع ہو کیا احمد

اس بحر مین قرار ہی دم بھر حباب کا

لب کے قرین نہین ہی یہ ساغر شراب کا
اک برج مین قران ہی مہ و آفتاب کا

او برق دل جلون پہ جو گرنیکا شوق ہو
پھر پناہ منہ پہ ہو دامن سحاب کا

خط کا نمو یہ مصحف رخ کے نہین ہی گرد
اک حاشیہ نیا ہی خدا کی کتاب کا

کرتے نہین ہین مصحف رخ کا تمھارے ذکر
پڑھتے سبق ہین روز خدا کی کتاب کا

پروانہ وار بزم مین سب تیری جلگئے
شعلہ یہ بھڑکا شمع رخ لاجواب کا

معدوم جستجو مین ہوے اسکی ہم وے
مضمون ملا نہ اوس دہن لاجواب کا

تنگی سے منہ کی بات بھی دبکر نکلتی ہی
عالم ہی اونکے یہ دہن لاجواب کا

جب تک کہ دم ہی اس تن خاکی مین ساقیا
بھر بھر کے مجکو دیتا جا ساغر شراب کا

سوزش کو میری آہ کی دیکھے جو برق بھی
منہ پر جھجک کے ڈال لے دامن سحاب کا

بعد فنا خیال جو آیا اونھین مرا
ق مرقد پہ آکے پردہ اوٹھایا حجاب کا

ٹھکرا کے قبر کو مری حسرت سے یہ کہا
پھر خدا اوٹھو نہین یہ وقت خواب کا

کالا ہو منہ جو پیری مین زینت پسند ہون
گر جائین بال شوق اگر ہو خضاب کا

چھوٹی نہ زیب و زینت دنیا جو آپ تلک
پیری نے اور روگ لگایا خضاب کا

دیکھا جو بحر ہستی مین تو سر اوٹھاتے ہی
موج فنا نے توڑ دیا سر حباب کا

پھر نیستی سے آمدن جو اونھین شوق ہے یہی
آباد ہوگا گھر کسی خانہ خراب کا

ساقی کی چشم میگون کی تاثیر دیکھیے
قاضی کے ہاتھ مین ہی پیالہ شراب کا

ای جوش طبع اپنی اگر زندگی رہے
پیری مین یاد آئیگا عالم شباب کا

گردش برنگ آسیا یہ بے سبب نہین
چکر بنا ہون توسن عمر شتاب کا

کچھ چاہیے تصرف پیر مغان ضرور
ہی محتسب کے ہاتھ مین کاغذ حساب کا

مین حال بحر ہستی موہوم کیا کہون
دم بھر بنا ہون دم مین طلسم حباب کا

ہمپلہ اپنی نیکی کے مین نے بدی بھی کی
رکھا نہین بکھیڑا حساب و کتاب کا

منہ دیکھتا ہی صبح کو اوس برق وش کا روز
کیون آسمان پہ ہو نہ دماغ آفتاب کا

رحمت جو اوسکی ہوگی تو زاہد ضرور ہی
قصر بہشت گھر کسی خانہ خراب کا

گیسو مین جلوہ رخ پر نور یہ نہین
عالم ہی پیش چشم شب ماہتاب کا

لطف شب وصال جو صبح پوچھو ای احمد

اپنے نیال مین ہے اک افسانہ خواب کا

حال کھلتا نہین ہمپہ پسِ مردن اپنا
کوے جانا نہین ہے یا خلد مین مدفن اپنا

شعلۂ داغ الٰہی رہے روشن اپنا
گل نہووے یہ چراغِ تہِ دامن اپنا

عشقِ خال و رخِ جانا نمین سے مرہین دیکھین
فیصلہ کرتے ہین کیا شیخ و برہمن اپنا

مجکو تاریکیِ مرقد سے نہین ڈر زاہد
داغِ دل ہوگا چراغِ سرِ مدفن اپنا

یہ نہ سمجھو کہ نہین دیکھنے والا کوئی
تم اوٹھاؤ تو بھلا پردۂ روزن اپنا

پہلے تو سنکے وہ دل تھام لیا کرتے تھے
اب نہین سنتے ہین وہ نالہ و شیون اپنا

فصلِ گل تو گئی کس سوچ مین بلبل تو ہی
آتشِ دل سے جلا تو بھی نشیمن اپنا

بلبلو گلشنِ ایجاد مین فرصت جو ملے
ہم سنا دینگے تمھین نالہ و شیون اپنا

کوچۂ یار مین سنتے ہین سمجھکر گلشن
بلبلِ دل نے بنایا ہے نشیمن اپنا

آپ نالے تو مجھے کرنیکو کہتے ہین مگر
دل سنبھالے ہوے رہیے پسِ روزن اپنا

عشقِ خال و رخِ جانا نمین تماشا دیکھو
شیخ سمجھے ہین مجھے اپنا برہمن اپنا

سچ تو یہ ہے کہ مزا زیست کا ملجاتا ہے
جب دکھا دیتے ہو مجکو رخِ روشن اپنا

دھر پکڑ رستے مین کچھ مجھسے ہوئی تھی یون ہی
لیگیا چھین کے دل وہ بت پرفن اپنا

خانۂ دل مین مرے نام بھی ظلمت کا نہین
شمع سان سینے مین ہر داغ ہی روشن اپنا

گالیان دیکے مناتے ہین تو یہ کہتے ہین
کیون خفا ہوتے ہو تا کی یہ لڑکپن اپنا

طالب دید کی آنکھون مین جب آجاتی ہی جان
تب دکھا دیتے ہین آکر رخِ روشن اپنا

ابتو ہی نامِ خدا دورِ جوانی بھی قریب
اب تو تم چھوڑ دو ای جان لڑکپن اپنا

زندگی ہی مین تعلق کی تھین باتین ساری
دیکھنے بھی کوئی آیا پسِ مردن اپنا

خونِ دل رو دیا ہون اتنا کہ ابھی فرش زمین
سرخ ہو جائے نچوڑون جو مین دامن اپنا

گر نچوڑون تو سمندر ابھی لہرین مارے
دامنِ ابرِ کرم ابتو ہی دامن اپنا

تا دمِ زیست بکھیڑے تھے عزیزون کے فقط
پھر نظر آیا نہ کوئی پسِ مردن اپنا

وصل مین ہجر کی باتون پہ جو روتا ہون احد
میری آنکھون سے لگا دیتے ہین دامن اپنا

ای پری منظور گر صورت دکھانا بھی نہ تھا
دام گیسو مین مرے دلکو پھنسانا بھی نہ تھا

گر نہین تاثیر کچھ آہ و فغان مین ہی مرے
ای خیالِ یار ایسا تو رلانا بھی نہ تھا

خاک عاشق پر نہین لازم یہ خوش رفتاریان
جو مٹے ہین آپ ہی اونکو مٹانا بھی نتھا

بت نہین سنتا مری کچھ اور نہ کچھ تو اے خدا
پھر تو لازم یہ مرا الفت بتانا بھی نتھا

مرگیا مین تو کہا دیکھو احد کیسا ہی آج
ق
آگے دیکھا تو یہان سیر اٹکانا بھی نتھا

سب پھرے افسردہ دل جاکر کے یہ اونسے کہا
تمکو لازم اسطرح غفلت مین آنا بھی نتھا

سنکے یہ گھبرائے اور بولے کہ کچھ تو خیر ہی
ایسی باتو تمکو زبان پر اپنے لانا بھی نتھا

کوئی بولا مر گیا اب پوچھتے ہو خیر کیا
کوئی بولا آپ کو اتنا ستانا بھی نتھا

چپ رہے کچھ دیر تک پھر بولے کیا کہتے ہو تم
کیا تمھے الفت مین اوسکو آزمانا بھی نتھا

اتنا فرما کر کیا مرقد کی جانب عزم پھر
پہونچے اوس جا جس جگہ پر اونکو آنا بھی نتھا

پھر تو میری خاک اوٹھ اوٹھکر کے لپٹی پانون سے
روئے اور بولے کہ ایسا دل لگانا بھی نتھا

آہ اک حسرت سے کھینچی اور لوگون سے کہا
ہمکو بیشک اسطرح سے آزمانا بھی نتھا

جان دی فرقت مین تم نے تو احد اچھا کیا
اونکو کچھ منظور رلوانا و رآنا بھی نتھا

شانہ وہان ہی زلف شکن در شکن مین کیا
یان کشمکش مین ہی روح ہو اپنے بدن مین کیا

پیغامِ وصل سُن کے پھری روح تن مین کیا
رونق دوبارہ ہو گئی اس انجمن مین کیا

اب وہم بھی ڈھونڈھے سے پاتا نہین پتا
معدوم ہو گیا ہون تلاش دہن مین کیا

اللہ رے سوزِ شعلۂ داغ فراقِ یار
بعد فنا بھی آگ لگی ہو کفن مین کیا

ملنا جو ہو تو مل لے کہ باقی ہو زندگی
ای جان روح آ گئی پھر قصر تن مین کیا

لاکھون کو تو نے قتل کیا اک نگاہ مین
اب گفتگو رہی ہو ترے بانکپن مین کیا

دل پھک رہا ہو جان بھی گھبرا رہی ہو آج
سوزِ جگر نے آگ لگا دی بدن مین کیا

کرتی ہو شور بلبلِ نالان جو ای صبا
اوس گلکی آج آئی سواری چمن مین کیا

ہو فکر مدحتِ درِ دندان یار کی
غوطہ لگا رہا ہون محیطِ سخن مین کیا

تشبیہ دیکے سرمۂ دنبالہ دار سے
ان شاعرون نے شاخ لگائی ہرن مین کیا

گل کھل رہے ہین نغمہ سرا عندلیب ہو
اوترا ہی کاروانِ بہاری چمن مین کیا

مدِ نظر ہی کاکل جو تسخیر چشم یار
مصروف ہون شکارِ غزال ختن مین کیا

گردش سے ساکنان جہان کو مفر نہین
طبقے ملے زمین کے چرخ کہن مین کیا

موباف سرخ یار نے ڈالا ہو زلف مین
لالہ کا گل کھلا ہو سواد ختن مین کیا

بجھ بجھ گئے ہین بانکے کیا کیا چراغِ گل
چلتی ہے آج بادِ مخالف چمن مین کیا

ای سوزِ دل کفن تو نہ جلتا مزار مین
دیتی تھی آگ مجکو اسی پیرہن مین کیا

دیکھو تو فیضِ حضرتِ آتش سے ای احد
روشن چراغِ فکر ہی بزمِ سخن مین کیا

روے گلگون دیکھکر مجکو چمن یاد آگیا
گیسوے مشکین سے صحراے ختن یاد آگیا

جوشِ وحشت مین نکیون نالے ہون مثلِ عندلیب
باغِ عالم مین وہ گل رشکِ چمن یاد آگیا

کیون نہ روئین ہنستے تمکو دیکھکر ہم ای گلو
آج گلشن مین ہمین وہ گلبدن یاد آگیا

عالمِ حیرت مین ہم پامال از خود ہو گئے
جب ترا ای فتنۂ محشر چلن یاد آگیا

کیون نہ روئے ای پری وہ ابرِ باران کی طرح
تیرے دیوانے کو غربت مین وطن یاد آگیا

جامہ زیبی کی حقیقت مل گئی سب خاک مین
ہو گئے سب محو جب ہمکو کفن یاد آگیا

جان کے دینے پر آمادہ ہوئے پروانہ وار
جسگھڑی مجکو وہ شمعِ انجمن یاد آگیا

سر پہ آفت آگئی دل پیچ مین پڑنے لگا
جب ترے گیسو کا وحشت مین شکن یاد آگیا

فصلِ گل مین تیرے دیوانے ہوے عریان پھر
ہوش جب آیا خزان مین پیرہن یاد آگیا

چاہِ حیرت مین ڈبویا اوسکی چاہ نے مجھے
ای پری جس دم ترا چاہِ ذقن یاد آگیا

وادیِ غربت نے جسدم بے سروساماں کیا
اپنی بربادی کا تب رنج و محن یاد آگیا

اسقدر شوق شہادت کا تصور جم گیا
خواب مین بھی ہمکو توای تیغ زن یاد آگیا

بات کرتے کرتے لوگوں سے ہوئے خاموش ہم
جسگھڑی ہمکو وہ طفل کم سخن یاد آگیا

آب شیرین پہ دلایا فاتحہ ہنسنے وہین
بے ستون پر ای احمد جب کوہکن یاد آگیا

بلبل کے ہو نصیب مین گلزار دیکھنا
چھوٹے نہ شوق جلوۂ دیدار دیکھنا

مائل جو ہوتے ہین تری زلفِ دراز کے
ہوتے ہین خود بلا مین گرفتار دیکھنا

یارب شب فراق مین ہی صبح تک دعا
کب ہو نصیب زلف و رخ یار دیکھنا

شیشے سے بڑھکے جانیو نازک اسے بتو
ٹوٹے کہین نہ خاطرِ مے خوار دیکھنا

جائے نہ جس جگہہ پہ ملک کا خیال و وہم
ہووے نصیب وہ ہمین دربار دیکھنا

ہووے شب صبا مین یارب نصیب پھر
نازو ادا و غمزۂ دلدار دیکھنا

سودا بڑھا جو گیسوِ مشکین یار کا
پھر مجکو سوے بت تا تار دیکھنا

روتا ہون تیرے گوہر دندان کی یاد مین
مد نظر ہوا اشک گہربار دیکھنا

کیا کیا نہ رنج و صدمے اوٹھائینگے جیتے جی
قالب مین ہی جو روح گرفتار دیکھنا

سودائی کسکے نقش قدم کے ہوئے ہو تم
جی مین ہی کس کا روزن دیوار دیکھنا

گردش خم فلک کی یہی ہی تو ایک دن
میخانہ ہی رہے گا نہ میخوار دیکھنا

جوش جنون مین جائینگے صحرا کی سمت ہم
چھوٹے گا ہم سے کوچہ و بازار دیکھنا

کل کو رہینگے خوش وہی ای ساکنان خلق
غم کھاتے ہین جو آج پڑے یار دیکھنا

جائینگے جب گذر رہ دنیا سے ای احد
خواب و خیال ہوگا دربار دیکھنا

ظلمت شب یہ نہین شام بلا سے پیدا
سو بلا سر پہ ہوئی زلف دوتا سے پیدا

نالہ کرتا ہون تو غفلت سے مجھے آجاتی ہی
میری خاموشی بھی ہی میری صدا سے پیدا

منہ چھپا لینے پہ بھی ناز سے تاکید یہ ہی
دلبری لاکھ ہو انداز حیا سے پیدا

عشق گیسو مین جو ہم ہو کے پریشان ہوے
سو بلا ہوگی ابھی ایک بلا سے پیدا

شیشہ دل کے ہون سو ٹکڑے مگر خطرہ یہی
ٹوٹنے کی نہ صدا ہووے صدا سے پیدا

ہوتے ہین زندۂ جاوید قتیل اسکے مگر
آبِ شمشیر بھی ہی آبِ بقا سے پیدا

روشنی ہی در و دیوار پہ پھیلی ہر سو
چاندنی گھر مین ہی اک ماہ لقا سے پیدا

صورتِ نقشِ قدم اوٹھ نہین سکتا مین بھی
میری پامالی ہی نقشِ کفِ پا سے پیدا

ابتو بیشک دلِ گم گشتہ اسی پردے مین ہی
نالۂ درد ہی کچھ بانگِ درا سے پیدا

شور مورونکا کہین اور کہین کوکو کی صدا
صحنِ گلشن مین ہی کیا لطف گھٹا سے پیدا

کوچۂ جانا نمین خاک اوڑکے پہونچ جائے کہین
اس لیے میل کیا مرکے صبا سے پیدا

الفتِ زلف مین تا صبح نہین جینے کی شکل
شبِ بلاخیز ہوئی شامِ بلا سے پیدا

نالہ کرتا ہون اُبھر کرکے تو کہتا ہی وہ شوخ
شکوۂ جور نہو دیکھو صدا سے پیدا

دیکھتے ہین کبھی آنکھین بھی چُراتے ہین کبھی
کچھ لگاوٹ تو ہی آنکھونکی حیا سے پیدا

گال اُبھرے ہوے ہین اور ہی گدرایا بدن
گرمیِ حسن سے ہین غُنچہ نما سے پیدا

شربتِ وصل سے الفت ہوئی دونی مجکو
دردِ دل مین ہوا کچھ اور دوا سے پیدا

دل تو پہلو سے گیا ہی تھا مگر پاتا کون
آپکی چوری ہوئی دزدِ حنا سے پیدا

اپنا ہی داغِ جگر آہِ جگر سے روشن
کیا تماشا ہی کہ ہی شمع ہوا سے پیدا

پھر کوئی قافلہ راہی ہی سو ملک عدم
شور ماتم ہی احمد بانگ درا سے پیدا

شوخیِ حور ہی گر رنگ حنا سے پیدا
فتنۂ حشر ہی نقش کف پا سے پیدا

گم ہوے اپنے سے جب ہمکو ہوئی اپنی خبر
بے نشانی ہوئی یان اپنے پتا سے پیدا

بیٹھکر پہلو مین تم حال نہ پوچھو اپنا
درد دل اپنا ہی یان اپنی صدا سے پیدا

نکہت زلف جدھر دیکھو اوڑی پھرتی ہی
خوب یارانہ کیا اسنے صبا سے پیدا

گر کبھی نالۂ پر درد کو سن لے میرے
لاکھ چاہین نہو پھر بانگ درا سے پیدا

گالیان دیتے ہین تو دیکھکے ہنس دیتے ہین
صلح کی باتین ہین کچھ آج جفا سے پیدا

سُنکے نالونکو مرے لوگونسے فرمانے لگے
حسرتین لاکھون ہین اسکی صدا سے پیدا

آئے وہ میری عیادت کو جو ہمراہ رقیب
ملک الموت ہوے وہ بھی قضا سے پیدا

حوصلہ تم کو ہوا اور جفا کرنے کا
یہ نتیجہ ہوا آخر کو وفا سے پیدا

روح فرہاد پہ ہو فاتحہ منظور ہمین
ای جنون کوہ پہ ہون شیرین بنا سے پیدا

میکشو فصل بہاری وہ چلی آتی ہی
ابر ہی جانب میخانہ ہوا سے پیدا

فصل گل میں ہو اسیران قفس کے دل میں / راہ کچھ دن کے لیے کیجے صبا سے پیدا

اوس کماندار سے کہدو کہ جو آتا ہی تو آے / مر کے ہوتا ہی کوئی تیر قضا سے پیدا

دیکھیے چلنے میں کھنچ کھنچ کے قدم رکھتے ہیں / بانکپن آج ہی کیا تیغ ادا سے پیدا

شور و نالہ یہ زمانے میں ہی میرے دم سے / گر میں چپ ہوں تو نہو بانگ درا سے پیدا

ہیں ادائیں تری اس دل میں سمجھکر ہو جفا / کچھ جفا ہو نہ ادا پھر بھی جفا سے پیدا

کس سے وعدہ ہی کچھ اب دال میں کالا ہی ضرور / بات کچھ ہی گرہ بند قبا سے پیدا

شعر گوئی کی طرف جی نہو مائل تو احمد / خاک مضمون کریں طبع رسا سے پیدا

گنبد قبر مرا برج قمر بن جاتا / وہ مہ اوج شرف گر سر مدفن جاتا

وہ چھڑا کر نہ اگر ہاتھ سے دامن چلتا / کام جو کچھ مجھے منظور تھا سب بن جاتا

مصرع آہ دکھاتا جو کبھی موزونی / آسمان مطلع انوار صفا بن جاتا

عکس پڑتا جو ترا ای فلک حسن جمال / ذرہ خورشید ضیا رشک قمر بن جاتا

لطف تھا خنجر مژگاں کی چمک کا ہوں قتیل / میرا لاشہ بھی تڑپتا سوے مدفن جاتا

آگ الفت کی سوا ہوتی دلِ بلبل مین
آتشِ گل سے اگر جل بھی نشیمن جاتا

قبر مین آتا اگر آتشِ فرقت کا خیال
شعلۂ شمع ہر اک تار کفن بن جاتا

ای ہوا اوڑکے نہ پڑتا یہ غبارِ عصیان
جھاڑتا راہِ محبت مین جو دامن جاتا

آپ آتے جو کبھی فاتحہ خوانی کی لیے
باغِ جنت کو زمین چھوڑ کے مدفن جاتا

دیکھپاتا جو کہین عارضِ گلگون کو ترے
تیرے کوچے سے نہ بلبل سوے گلشن جاتا

اونکو در پردہ یہ نفرت ہی مری صورت سے
خود چلے جاتے اگر مین پسِ روزن جاتا

مین وفا دوست تھا ایسا کہ شبِ آدینہ
قبر تک فاتحہ پڑھنے کو بھی دشمن جاتا

جوشِ وحشت مین جو ہوتی مجھے پروا ے لباس
ای جنون ہاتھ سے کیون پیرہنِ تن جاتا

وہ جو کہتا ہی کہ مین بھول گیا وعدۂ وصل
اتنا کہنے سے بھی کیا وہ بتِ پرفن جاتا

مین وہ مقبولِ بتان ہون کہ صنم خانو نمین
اپنے ہمراہ مجھے لے کے برہمن جاتا

مین وہ مہکش تھا اگر رعد نہوتا پیدا
کون پھر قبر پہ میری پئے شیون جاتا

ای احد لوگ سمجھتے کہ یہی ہی فردوس
گور پر میری جو وہ غیرتِ گلشن جاتا

برائے نام ہی ای یار اوٹھنا بیٹھنا چلنا	ہوا آخر کو اب دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
ہر اک انداز پر محوِ تماشا ایک عالم ہی	غضب کا ہی تمہارا یار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
ہوا آخر یہی حاصل نتیجہ عشق کامل کا	تپ غم نے کیا دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
رقیبون کی نگاہون مین ہمارا ایک مدت سے	کھٹکتا ہی مثالِ خار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
زمانے مین ہر اک کو زخمیِ تیغِ ادا پایا	یہ کس سے تمنے سیکھا یار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
نہ تھا معلوم پہلے سے ہمین عشقِ ستمگر مین	کہ ہوگا بعد کو دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
توقُّع زندگی کی اب نہین کچھ پائی جاتی ہی	ترے بیمار کو ہی بار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
پریرو عاشقونکی تیرے اب یہ طرفہ حالت ہی	سمجھتے ہین بس اک آزار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
خدا کیواسطے تا خیر مت کر اب بھی آنے مین	مریضِ غم کو ہی دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
الٰہی خیر کیجیو بار سا اب بار گیسو سے	گذرتا ہی اونھین اکبار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
تپِ ہجران نے آخر دق کیا اب اسقدر ہمکو	رہا باقی پئے اظہار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
جلینگے آتشِ حسرت سے بزمِ کوے دلبر مین	جو دیکھینگے کہین اغیار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
ہر اک انداز سے اک وار گویا دل پہ پڑتے ہین	ہمارے حق مین ہی تلوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

پڑے ہین کوے قاتل مین نہ اب ہم اوٹھکے جائینگے
سمجھتے یان سے ہین بیکار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

بہشت شمشاد اور سرو صنوبر رشک کھائینگے
نہ گلشن مین کہین ای یار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

سر بالین مریض غم کے یہ فرماتے ہین آکر
ہوا آخر یہ کیون دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

طریق عشق مین اکثر متاع صبر لٹتی ہی
احداس راہ مین ہشیار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

عمر بھر عشق بتان کا دل مرا مسکن رہا
شعلۂ آتش فشان گویا تہ دامن رہا

کم نصیبی اسکو کہتے ہین کہ بعد مرگ بھی
پھر گئے آکر کے وہ جب دو قدم مدفن رہا

اک پری پیکر کی فرقت مین دم آخر تلک
خانۂ تن مین ہجوم غم رہا شیون رہا

خون پروانے کا ثابت کسکے سر پر کیجیے
شمع کی الفت مین اپنا آپ وہ دشمن رہا

گفتگو مین رات بھر دامن تلک آیا نہ ہاتھ
دور ہمسے وصل مین بھی وہ بت پرفن رہا

جب سے ای شاہ جنون حسرت کا دلمین گھر ہوا
دست وحشت سے گریبان چاک تا دامن رہا

جور کا کیا ذکر جوان پس ارادہ ظلم کا
یہ بھی ای جان شہیدونکے لیے آہن رہا

ہو گئی تاریکی نہ ای زاہد ہماری قبر مین
داغ دل بعد فنا یون بھی اگر روشن رہا

لے لیا دل کو مرے کیا دیکے وعدہ وصل کا
تیز چالاکی مین ہمسے وہ بتِ پُرفن رہا

روکے شبنم کہتی ہی کھلائیگا گل سبکا سب
گر شگفتہ پھول تیرا آج او گلشن رہا

عالمِ ہستی مین کیا بے لوث کاٹی زندگی
نے خیالِ دوست نے اندیشۂ دشمن رہا

بعد مردن تھا خیال اک غیرتِ گل کا احد
رشکِ باغِ خلد اپنا گوشۂ مدفن رہا

ہمپلہ تیرا دہر مین کوئی جوان نتھا
یوسف کا تیرے حسن سے پلہ گران نتھا

یہ جانتے تھے چین سے گذریگی عمر بھر
ہمکو خیالِ ہجر کبھی مہربان نتھا

کی رفتگانِ ملکِ عدم کی جو جستجو
دیکھا تو نالہ جرسِ کاروان نتھا

جاری تھا اشک چشم سے جو ہجرِ یار مین
اک بحرِ خون تھا چشمۂ آبِ روان نتھا

درپردہ چپکی خط کی ہی رخسارِ یار پر
یوسف کے بند کرنے کو کیا کاروان نتھا

سوزش تھی مین رہی مجھے کب ہجرِ یار مین
کسدن یہ داغِ دل مرا آتش فشان نتھا

جن و بشر مین چرخ و ملک مین کسی مین بھی
چرچا تمھارے حسن کا دیکھو کہان نتھا

جبتک شباب تھا نہ تھی پیری کی کچھ خبر
تھے تیر کی طرح سے خیالِ کمان نتھا

اللہ رے سوزِ سوزِ نہانِ ہجرِ یار مین
پھونکا بس اسطرح سے کہ مطلق دھوان نتھا

بیتاب تھا جگر بھی شبِ ہجرِ یار مین
مانندِ برق پہلو مین دل ہی طپان نتھا

غیرونکا اونکی بزم مین جبتک نتھا گذر
جھگڑا ہمارے اونکے کبھی درمیان نتھا

آیا نہ راستی پہ دلِ یار عمر بھر
کسدن کجی پہ ہمسے رخِ آسمان نتھا

تھا وعدۂ وصال نہ آئے تو کیا مین
اک دم قرار رات بھر ایجان جان نتھا

آتا نظر وہی تھا ہر اک شی مین بیگمان
جب پردۂ خودی بھی یہان درمیان نتھا

بادِ خزان کے آتی ہی معلوم یہ ہوا
بلبل کا اس چمن مین کبھی آشیان نتھا

کوے صنم سے خاک بھی برباد تونے کی
لازم ہمارے ساتھ یہ ای آسمان نتھا

افشان تری جبین کی شبِ وصل دیکھکر
تارے بھی اتنے ٹوٹے کہ جسکا بیان نتھا

دیکھا تو بس بہار کے جاتی ہی باغ سے
مرغانِ نغمہ سنج کا بھی آشیان نتھا

وہ کون مرغ تھا جو نتھا مستِ بوی گل
پڑھتا گلستانمین سبقِ بوستان نتھا

بلبے شبِ فراق تری جانگدازیان
شامل جگر کے دل ہی فقط اک طپان نتھا

ق

ہی انقلابِ دہر بھی قابل لحاظ کے
چرچا سوائے عیش کے کوئی جہان نتھا

وہ باغ جسکی صاف دیوارین بلور کی　　وہ صحن فرش نور کے جز اور گمان نتھا

وہ نہر آبِ حیوان کا جسپر گمان ہو صاف　　وہ حوض عطر کے سوا جسمین عیان نتھا

اور وہ روش کہ فرش زمرد ہو جسکی گرد　　چکر وہ جسکے مثل یہ آسمان نتھا

اور وہ کیاریان کہ بھرین سب گلاب سے　　وہ نالیان کہ جلوۂ حق بھی نہان نتھا

اشجار وہ کہ جس پہ تصدق بہار ہو　　وہ پھول جنکو گرنیکا اپنے گمان نتھا

نرگس کہین تھی چشم تمنا کو وا کیے　　سنبل سے پیچ گیسوے پیچان نہان نتھا

سوسن پہ تھا گمان تکلم کا بار بار　　داؤدی پر بھی جلوۂ حق کچھ نہان نتھا

شبو کے پھول سے تھی بپا بھینی بھینی بو　　عباسی کو بھی صدمۂ بادِ خزان نتھا

لالہ بھی داغ حسرتِ دلدار کھائے تھا　　بیلے مین وہ مہک تھی کہ جسکا بیان نتھا

نسرین و نسترن مین بھی عالم نیا تھا ایک　　تھی وہ سمن مین بو جو کسیکو گمان نتھا

خوشبو چنبیلی کی تھی فرحناک روح کی　　صد برگ سے بھی سیکڑون جلوہ نہان نتھا

تھا رقص مور کا کہین بلبل کا شور تھا　　کوکو کی تھی صدا کہین جسکا بیان نتھا

خندان کسی جگہ پہ تھا کبکِ دری بھی وان　　وہ چال تھی تدرو کی جسکا بیان نتھا

آتی نسیم صبح بھی تھی سیر کو وہان	اصلا گمان آمد بادِ خزان نتھا
اور اک مکان بھی اوسمین نہایت بنا تھا خوب	ایسا جہان مین ڈھونڈھیے تو پھر مکان نتھا
محفل مین اوسکی رہتا تھا پریونکا بس ہجوم	اندر کے جز اکھاڑیکے اور کچھ گمان نتھا
جام و سبو سے ایک طرف مشغلہ تھا وان	اور اک طرف تھا رقص کہ جسکا بیان نتھا
مطرب وہ دیکھکر جسے زاہد بھی رند ہو	کسکی زبان پہ دیکھکے بس الامان نتھا
گت ناچنے مین لوگونکی ہوتی تھی گت بری	بے دلکو تھا نبے بیٹھا کوئی پیر و جوان نتھا
گھنگرو کی بس صدا سے قیامت بپا تھی وان	اندازہ وہ بتانے کا جس کا بیان نتھا
طبلے کی تھاپ پائین کی تھی جو گمک بپا	صبر ملک کو کھوتی تھی اسمین گمان نتھا
سارنگی کی صدا تھی جو زونٹونکی بس بلند	لوگون کو اک سرور تھا جسکا بیان نتھا
تھے ولولے شباب کے اُمڈے ہوئے تھے دل	حالت مین اپنی کوئی بھی پیر و جوان نتھا
سایہ پری ہما کا رہا کرتا تھا وہان	سامان عیش ایسا کسی جا عیان نتھا
تھوڑے دنونکے بعد زمانہ یہ لایا رنگ	جز چغد اور کوئی جو دیکھا وہان نتھا

سمجھے نمود بود کو جب سے ہین ای احد

جس وقت سے کہ رابطۂ جسم وجان تھا

الفت کو میری خاک مین لیکر ملا دیا
حرفِ غلط کی طرح سے تو نے مٹا دیا

اللہ رے ظلم شانِ خدا کچھ نہ پوچھیے
بیٹھے جو غیر آکے تو ہمکو اوٹھا دیا

زلفِ دوتا کو آپکی ناحق ہو مجھسے بل
دل مانگ کرکے مانگ نے ہمسے لیا دیا

دنیا مین کوئی کرتا نہ پھر اس سے ہمسری
تیری نگہ نے خوب جوابِ قضا دیا

بتخانۂ بتان کی احد سیر کیجیے
کعبے کی راہ کو تو بتون نے بھلا دیا

جو تیرا گذر سوے گلشن نہوگا
تو بلبل کا بھی شور و شیون نہوگا

بجھی بعد مردن اگر آتشِ دل
چراغِ لحد اپنا روشن نہوگا

جنون تجکو الفت ہو گر مجھسے یون ہی
گریبان تلک چاک دامن نہوگا

شبِ تیرہ و تار فرقت مین اے دل
غضب ہے کہ وہ ماہ روشن نہوگا

نہ پائینگے قابو مین اے شوخ تجکو
کبھی ہاتھ مین تیرا دامن نہوگا

چرالے لیا راہ چلتے ہوے دل
زمانے مین تمسا بھی رہزن نہوگا

یون وحشت زدہ ہونگے محشر کے دن
گریبان جو ہوگا تو دامن نہوگا

تمنائے دل سے لپٹے گی وہان
شب وصل واگرچہ روزن نہوگا

تو ایسا ہی عیار محشر خرام
کہ واقف تری رہ سے رہزن نہوگا

احمد ہند مین خاک برباد ہوگی
مدینے مین اپنا جو مدفن نہوگا

تو نے گیسو کو ہٹایا رخ زیبا نکلا
شب تاریک کٹی صبح کا تارا نکلا

یار آتا ہی نظر بام پہ کہتے ہین مریض
دیکھو وہ چرخ چہارم پہ مسیحا نکلا

مطلب دل ہو حاصل وہ ہوے ہمسے خوشی
دل مایوس سے ارمان نہ کیا کیا نکلا

سرو و شمشاد و صنوبر کوئی ہمسر نہوا
قد برجستۂ دلدار و بالا نکلا

پھر ہوا چاہتا ہی نوح کا طوفان برپا
چشم خونبار سے پھر اشک کا دریا نکلا

مثل تقدیر ہمیشہ وہ رہا برگشتہ
مطلب دل نہ کبھی اوس سے ہمارا نکلا

عشق بازی مین احمد آپ جو کامل نکلے
اپنے فن مین بت عیار بھی یکتا نکلا

نہ ثابت جسم پر دستِ جنون سے نے پیرہن چھوڑا
بہار آئی چلے دیوانے صحرا کو وطن چھوڑا

صدا بربادئے قصرِ فریدون سے یہ آتی ہی
کسے آباد تو نے گردشِ چرخِ کہن چھوڑا

بلا نازل ہوا کرتی ہی مجھپر کُنجِ مرقد مین
نہ مرنے پر بھی دل نے عشقِ زلفِ پُرشکن چھوڑا

نہ آیا رحم ای صیاد کچھ افسوس کی جا ہی
ستایا اسقدر آخر کو بلبل نے چمن چھوڑا

رہا وحشت کا اپنی قبر مین بھی سلسلہ باقی
جنون نے بعد مردن بھی نہ اک تارِ کفن چھوڑا

احد کھا کر قسم اللہ کی اقرار کرتے ہین
ترے کوچے کا آنا اب بُتِ نازک بدن چھوڑا

وہ گرفتارِ بلائے زلف پیچان کیا ہوا
دیکھتا تھا رات بھر خوابِ پریشان کیا ہوا

کیا سبب ہی پاس نا آنیکا کچھ فرمائیے
کیون گھٹا دی آپنے الفت مری جان کیا ہوا

ہو گیا اک دم کے دم مین گل چراغِ زندگی
جل کے عاشق تیرا مثلِ شمعِ سوزان کیا ہوا

ذکر ہی دو روز کا مرتا تھا کہتے ہین یہ لوگ
اب نہین معلوم کچھ بیمارِ ہجران کیا ہوا

کیا ہمین آپ آزماتے ہین طریقِ عشق مین
حکو لینا ہی تو لیلو یہ دل و جان کیا ہوا

جب نشان پایا نہ اپنے عاشقِ رنجور کا
ہنسکے فرمانے لگے بیمارِ ہجران کیا ہوا

جوش وحشت نے نہ رکھا تار بھی پوشاک کا
دست وحشت ڈھونڈتا پھرتا ہی دامان کیا ہوا

لوگ جب کہنے لگے وہ مر گیا بیمار عشق
بولے صحت ہو چلی تھی جانیے ہان کیا ہوا

قید ہستی سے چھٹی جب روح گھبرا کر کہا
اب پتا ملتا نہین قالب کا زندان کیا ہوا

پوچھتی ہی باغ مین آکر خزان سے باد صبح
نالۂ بلبل تھے جسمین وہ گلستان کیا ہوا

ہی یقین محشر مین احمد کے کرم سے ای احد
آکے پوچھیگی شفاعت غرق عصیان کیا ہوا

یون مفت مین دل قید کسیکا نہین ہوتا
جبتک کہ تری زلف کا پھندا نہین ہوتا

اس عشق نے رسوای جہان خوب کیا ہی
کیسا ترے دیوانے کا چرچا نہین ہوتا

فرماتے ہین لوگون سے سزاوار ہین اسکے
عشاق پہ جو ظلم ہو بیجا نہین ہوتا

بیمار غم ہجر کے بڑھتے ہین مرض اور
پرسان جو مرا رشک مسیحا نہین ہوتا

چادر نہ مری لاش پہ تم اوڑھکے آؤ
مقتول نظر کے لیے پردا نہین ہوتا

مشتاق تجلی مین مرا اک صورت موسی
کیون بام پر اوس شوخ کا جلوا نہین ہوتا

تم جیسے احمد عشق مین اوس بت کے پھسے ہو

اس طرح کسی پر کوئی شیدا نہیں ہوتا

کہنا ترا بھی او دل دیوانہ کر دیا
جان کو فدائے جلوۂ جانانہ کر دیا

ناحق کو زلف یار کی بو لے گئی صبا
اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

انروزون وحشت نجد مین اپنا قیام ہے
آباد ہم نے مجنون کا ویرانہ کر دیا

جلوہ دکھا کے دیکھیے اوس شمع رو نے آج
عالم کو اپنے حسن کا پروانہ کر دیا

کس کام کا یہ شیشۂ دل اپنا تھا مگر
اوس عکس رو نے اسکو پری خانہ کر دیا

قربان سر کو کر دیا تیغ نگاہ پر
جی دیکھو صرف ہمت مردانہ کر دیا

قربان ترے خیال کے ایجان جان مجھے
دیوانہ کر دیا کبھی فرزانہ کر دیا

میخانۂ جہان مین جب اپنا گذر ہوا
اک جام دیکے ساقی نے مستانہ کر دیا

دلمین بتونکو دیتے ہی دیتے جگہ احمد
کعبے کو ہمنے دیکھیے بت خانہ کر دیا

تمھارے عشق مین رسوائے خاص و عام ہوتا تھا
مری آغاز الفت کا یہی انجام ہوتا تھا

مری حالت کو تو دیکھکر کیون دل لگایا تھا
تماشا ہے مجھی کو مورد الزام ہوتا تھا

وہ کہتے ہین تمھارا کیا گیا سودائے الفت مین
مجھے اس دین رسوائے خاص وعام ہوناتھا

پیام وصل کے بدلے پیام مرگ ہی آیا
غنیمت ہوا ودھر سے بھی تو کچھ پیغام ہوناتھا

سر بالین مریض غم کے یہ فرماتے ہین آکر
مجھے بدنام ہوناتھا تجھے خوش نام ہوناتھا

نہ جاتی فرقت جانا نمین جان تو اور کیا ہوتا
مریض عشق کو آخر بھلا آرام ہوناتھا

مرے نالونکو سنکر کے فرماتے ہین لوگون سے
نگاہ بد کا آخر کو برا انجام ہوناتھا

مآل عشق کو پہلے نہ سمجھے تھے مگر آخر
مجھے برباد الفت مین بت خودکام ہوناتھا

نہ نکلی آرزوئے دل احد اک روز بھی اپنی
فقط اوس بت کی الفت مین مجھے بدنام ہوناتھا

کہان تھی خبر یہ کرم کیجیے گا
مجھے آپ مشق ستم کیجیے گا

تمھاری جفاؤنسے واقف تھے ہم
یہ سمجھے تھے ہم پر کرم کیجیے گا

جفا اسقدر لیکے دل کیون ہمارے
نہ سمجھے تھے ہم اے صنم کیجیے گا

خدا کے لیے باز آؤ جفا سے
غریبون پہ کب تک ستم کیجیے گا

ضرور اونسے یہ پوچھنا جاکے قاصد
کبھی آپ خط بھی رقم کیجیے گا

مین وہ عاشقِ دل گرفتہ ہون اے جان
مرے بعد میرا بھی غم سب کیجیے گا

وصیت یہ یارون کو نام اوس صنم کا
دمِ مرگ پڑھکر کے دم سب کیجیے گا

غمِ یار مین ای احمد خستہ تو ہو
کہان تک بھلا چشم نم سب کیجیے گا

ردیف بائے موحدہ

گوشِ گل مین کر رہی ہی شکوہ اے عندلیب
ہی نسیم صبح مین بھی کیا ہوا اے عندلیب

باغ مین شکوہ جو تجکو دیکھ پائے عندلیب
شمع کافوری وہین او گل جلائے عندلیب

جلوۂ رخ کو ترے گر دیکھ پائے عندلیب
آتشِ الفت سے گلشن کو جلائے عندلیب

تو وہ گل ہی گر تجھے پھر دیکھ پائے عندلیب
کوبکو باغِ جہان مین خاک اوڑائے عندلیب

رنگ گل جب چہرۂ گل سے اوڑے تو یہ کہا
لوح دل سے نقش الفت کو مٹائے عندلیب

پھونکنا گر خانۂ صیاد کا منظور ہو
آتشِ دل سے ابھی آتش لگائے عندلیب

ایکدم کوٹھے پہ بیٹھے تھے ترے آکر کے وہ
پیٹتے ہین دیکھکے گل بھی آج پائے عندلیب

ہی دمِ رخصت یہی بادِ بہاری کی صدا
دل نہ دو تنکے لیے گل سے لگائے عندلیب

کچھ نہین سنتے ہین گل گو رات بھر رو رو کے بھی
کہتی ہی شبنم چمن مین ماجرا اے عندلیب

آئے گو مجھے پر ترے گر بیٹھکر تو ہو ابھی
سرمہ چشمِ گلستان خاک پائے عندلیب

گوش گل کھولے ہوے سنتے ہین کچھ درپردہ آج
ہی نسیمِ صبح کہتی ماجرائے عندلیب

آتشِ گل پھونک دیگی آشیانہ تک ترا
تو ہی نادان گل سے کچھ گر لو لگائے عندلیب

واہ ری تاثیرِ عشقِ گل کہ اک نالے مین آج
ہوش صیادونکے گلشن مین اوڑائے عندلیب

جل کہان سکتا ہی اوس خورشید رو کے روبرو
لاکہ گلشن مین چراغِ گل جلائے عندلیب

باغ مین ہم تم چلین اور اپنی ہی یہ آرزو
تم ہو گل کی جا پہ اور ہم ہون بجائے عندلیب

دام مین صیاد تیرے پھنس گئی بلبل اگر
باغ مین نالے کرینگے ہم بجائے عندلیب

عارضِ گل رنگ کی تیرے اگر دیکھے بہار
اپنے جامے مین نہ پھر پھولے سمائے عندلیب

باغ مین چلیے گل و بلبل کا سنیے تذکرہ
ہی جفائے گل زیادہ یا وفائے عندلیب

تو وہ گل ہی تیری الفت مین اگر نالہ کرے
ہوش ابھی پھولونکے گلشن مین اوڑائے عندلیب

تو وہ گل ہی رشتۂ تارِ نفس مین گوندھکر
ہار پھولون کا ترے خاطر بنائے عندلیب

تو وہ گل ہی عشق تیرا گر کہین پیدا کرے
آشیان آنکھون مین گل کے پھر بنائے عندلیب

انقلابِ طبع بھی لازم ہی الفت مین احمد

پوچھتے ہین گل صبا سے ماجراے عندلیب

کاش اوس غنچہ دہن کو دیکھ پائے عندلیب
گل نیا نالو نسے گلشن مین کھلائے عندلیب

آمدِ فصلِ خزان سے شورِ ماتم ہی بپا
ہی شکستِ رنگِ گل سے یہ صداے عندلیب

پھونکنا گر خانۂ صیاد کا منظور ہو
آہ آتش بار سے آتش لگائے عندلیب

عشق مین گل کے ہین جتنے رنج و غم جاتے رہین
قیدِ ہستی سے جو اپنے کو چھڑائے عندلیب

فصل گل اب ہو چکی ہی آمدِ فصلِ خزان
خوابِ غفلت سے کہو سر کو اوٹھائے عندلیب

تو وہ گل ہی گر چمن مین جلوہ فرما ہو کبھی
خاک پا کو تیری آنکھون مین لگائے عندلیب

فصل گل تو دور ہی پر کر رہی ہی پیچھے
کہدو بے پر کی نہ یون ہر دم اوڑائے عندلیب

تو جو جائے باغ مین دم عشق کا تیرے بھرے
رنگ اپنا دیدۂ گل مین جمائے عندلیب

خانۂ صیاد مین یہ آہ و زاری ہی عبث
گوش گل تک کب پہونچتی ہی صداے عندلیب

قیمتِ بلبل اگر صیاد کو منظور ہی
ہی زرِ گل مشت غنچہ مین بہاے عندلیب

تو وہ گل ہی بہر گلگشتِ چمن گر شبکو جاے
ہر چراغِ گل مین گلروغن جلائے عندلیب

غش پہ غش آتے ہین عشقِ گل مین اسکو دمبدم
کچھ گلاب اب چاہیے بہرِ دواے عندلیب

نالے کا مذکور کیا تاثیر ہونے کی نہین
عشق مین گل کے اگر خون مین نہائے عندلیب

رخصت فصل بہاری ہوگی اکدن باغسے
کچھ سمجھکر جی مین گل سے دل لگائے عندلیب

دیکھیے ہوتا ہی کب صیاد اسپر مہربان
عرش تک جانے لگے ہین نالہاے عندلیب

باغبانکا ذکر کیا ہی آج صیادونکے بھی
ہوش کھوتے ہین چمن مین نالہاے عندلیب

تو وہ گل ہی گر کہین بھولیسے تجکو دکھلے
فصل گل تک ہوش مین ہر گز نہ آئے عندلیب

شور و نالہ گریہ ہین ذرات عشق گل مین ہی
آہ سے آتش نہ گلشن مین لگائے عندلیب

توجو بیچے اسکو ای صیاد توسے غنچے ابھی
اپنی مٹھی سے زر گل دے بہاے عندلیب

گل کے دلمین ہو وہ خواہش جو دل بلبل مین ہی
آرزوے گل بنی ہی التجاے عندلیب

بیٹھکر اوس گل کے کوٹھے سے جو آئے ہو احد
سرمۂ چشم صفاہان خاک پاے عندلیب

کیون نہو ہر گل نکے دلمین آج جاے عندلیب
پہونچے ہی باب اجابت پر دعاے عندلیب

گر گلِ عارض کو تیرے دیکھ جائے عندلیب
اپنے جامے مین نہ پھولیے سمائے عندلیب

جائے گل جو باغ مین ای گل اگر تو جلوہ گر
مین بھی گلشن مین کرون نالے بجاے عندلیب

فصل گل ہی لطف پر صیاد کچھ سنتا نہین — کیجیے کس سے بیان ماجرائے عندلیب

نالہ کرتے کرتے عشقِ گل مین جب خود مر گئی — ہی گلون کے سر پہ ناحق خونبہائے عندلیب

گل سے در پردہ بہار باغ یہ کہتی ہی آج — چاہیے کچھ گلبدن بہرِ قبائے عندلیب

صدمۂ فرقت سے ای صیاد ہی دردِ جگر — روغنِ گل کھینچلے بہرِ دوائے عندلیب

صدمے جو گذرے ہین اسیر خانۂ صیاد مین — قابل حسرت ہی ای گل ماجرائے عندلیب

قطرۂ شبنم نہ سمجھو برگِ گل پر ہین عیان — اشک چشم گل سے نکلے ہین برائے عندلیب

قافلہ باد بہاری کا چمن سے چل بسا — اب کہان وہ گل کہان وہ نغمہائے عندلیب

آتش گل سے چمن مین آگ ہی ہر سو لگی — شور آخر کیون نہ گلشن مین مچائے عندلیب

مین جو جاؤن باغ مین ای گل تو ہی مجکو یقین — نالۂ دل سے مرے پہلو بچائے عندلیب

موسمِ گل مین ستم ہی دیکھ ای صیاد کیا — چل نہین سکتے قفس مین دست و پائے عندلیب

روبرو گل کے جو تو ہووے باغ مین یہ گل کھلے — شرم سے اپنے پرون مین منہ چھپائے عندلیب

نکہتِ گل کچھ اوڑا سکتی نہین باد صبا — ہی بندھی گلشن مین ناموزون ہوائے عندلیب

صدمۂ بیداد سے ہو اسقدر گرمِ فغان — ہوش گلچین کا اوڑاتی ہی صدائے عندلیب

سوے گلشن گر قدم رنجہ کبھی فرماے تو
آب گل سے پاؤنکو تیرے دھلاے عندلیب

باغ مین جانا کسی دن اپنا ہوگا گر کبھی
ہم گلو نسے کچھ کہین گے ماجراے عندلیب

لاکھ سر پٹکا کرے یہ خانۂ صیاد مین
کون سنتا ہی قفس مین نالہاے عندلیب

صحبت گل رات دن منظور ہی اسکو اگر
شاخ گل پر آشیان اپنا بناے عندلیب

فیض سے اپنی نوا سنجی کے دیکھو اے احمد
کر دیا زاغون کو مین نے ہمنواے عندلیب

ردیف تاے فوقانی

فشار قبر سے گرچہ مجھے ممکن نہین فرصت
تڑپنے کی مگر یارب ملے زیر زمین فرصت

لحد مین چین پاتا خیر اتنا بھی نہین ممکن
ترے ہاتھونسے بعد مرگ تو ہو حسین فرصت

تصور ہاتھ سے زلفونکے چھوٹیگا کا بچایگا
نہ لینے دیگا مرقد مین یہ مار آستین فرصت

لگاوٹ ہو کسی سے اور کسی سے گرم صحبت ہو
فقط اک مجھسے ملنے کی تمھین ملتی نہین فرصت

اثر سے آہ کے وہ تنگ یون آکر کے کہتے ہین
خدارا ایک دم لینے دے آہ آتشین فرصت

ہماری قبر پر آکے حسرت سے یہ کہتے ہین
تجھے تو ملگئی ہو خوب اے عزلت گزین فرصت

کبھی غازہ ہو رخ پر اور کبھی گیسو سلجھتے ہین
بناوٹ سے تمھین تو رات دن ملتی نہین فرصت

رہے مٹھی بندھی اوڑ جائیگا ورنہ سمجھ لے تو
نپائے طائرِ رنگِ حنا ای نازنین فرصت

تمھین فرصت نہین ملتی ہی گو غیرونکے ملنے سے
ذرا ہم سے بھی مل لینا جو مل جائے کہین فرصت

ستمگارون کے پنجے سے سمجھ لے تا دمِ آخر
بہت مشکل ہی ملنا او دلِ اندوگین فرصت

عذابِ گور سے فرصت ملیگی خاک وان ہمکو
وہین کیا ہوگی فرصت جب نہین ملتی یہین فرصت

نہین جاتی خمو آرائی سے وہ جسطرح مین غم سے
اونھین بھی اندنون میریطرح ملتی نہین فرصت

پھنسا کیون زلف کے پھندے مین بے سمجھے ہوئے آخر
تجھے پہلو مین پہلے تھی دلِ گوشہ نشین فرصت

خیالِ خام ہی اونسے اگر خواہش ہی ملنے کی
اونھین غیرونکے ملنے سے نہوگی بالیقین فرصت

صدا آتی ہی تیرے عاشقِ محزونکی تربت سے
نہ بالائے زمین فرصت تھی نے زیرِ زمین فرصت

شبِ فرقت مین دم بھر آجکل لینے نہین دیتی
کسی کافر کی مجکو یادِ زلفِ عنبرین فرصت

دمِ پیری حواس و عقل زائل ہوتے جاتے ہین
ہمارے بزم کے سب چاہتے ہین ہمنشین فرصت

صدا آتی ہی سینے سے یہی میرے پسِ مردن
ذرا لینے دے مجکو سوزِ داغِ آتشین فرصت

رہائی جیتے جی قیدِ تعلق سے تو مشکل ہی
ملے بعدِ فنا شاید دلِ اندوگین فرصت

خیال اوس بت کا دلسے جائے یہ ممکن نہین اصلا
بھلا ہمکو احد ملنے کی یاد اوس سے کہین فرصت

ردیف ثاے مثلثہ

ٹھوکرین نازسے چلمن مین لگاتے ہو عبث
خواب سے فتنۂ محشر کو جگاتے ہو عبث

اوس ستمگار سے اتنا بھی کسینے نہ کہا
چاہنے والیکو کیون اپنے ستاتے ہو عبث

ایک بھی تم مرے مطلب کی نہین سنتے کبھی
مجکو تم باتون ہی باتون مین اوڑاتے ہو عبث

صورتِ یار مری آنکھونکی پتلی ہی مین ہو
اشکو تم دیدۂ و دانستہ مٹاتے ہو عبث

مین تو ہون عاشق جان باز تمھارا جانی
گالیان مجکو مری جان سناتے ہو عبث

تم کو مقتول نظر پر ہی ترحم لازم
کشتۂ چشم کو آنکھین یہ دکھاتے ہو عبث

وعدۂ وصل کا ایفا بھی تو اک دن ہو کبھی
روز پٹی دلِ محزون کو پڑھاتے ہو عبث

چشم بد دور نظر دیکھو نہ لگ جائے کہین
آنکھ نرگس کو مری جان دکھاتے ہو عبث

حق الفت کو مرے صفحۂ خاطر سے بتو
نقش باطل کیطرح اس کو مٹاتے ہو عبث

اے بتو خوف خدا بھی ہی تمھین کچھ کہ نہین
کعبۂ دل کو جو اسطرح سے ڈھاتے ہو عبث

صورتِ نقش قدم ہو نمین پڑا چھیڑتے ہو
اور بھی خاک مین تم مجکو ملاتے ہو عبث

جان جائیگی مری رشک مین غیرونکے ضرور
اپنی محفل سے مجھے دیکھو اوٹھاتے ہو عبث

کشتۂ خنجر بیداد کا خون دل لیجے
مہندی ہاتھون مین مرے جان لگاتے ہو عبث

کوے جانا نمین نہ مین بھول کے جاؤنگا کبھی
حضرتِ دل مجھے تم پٹی پڑھاتے ہو عبث

وصل کی شب یہ لگے کہنے وہ ناخوش ہوکر
اپنے سینے سے احد مجکو لگاتے ہو عبث

ردیف جیم عربی

جعد مشکین کھولکر بالونکو بکھراتے ہین آج
کہدو کیون رازِ دلِ عاشق کو پھیلاتے ہین آج

عشوۂ و انداز سے پیشِ نظر آتے ہین آج
اس اکیلی جان کی کیا کیا غضب ڈھاتے ہین آج

سختیان پہلے اوٹھا کر مہر دکھلاتے ہین آج
پس کے مہندی کس طرحسے رنگ ہم لاتے ہین آج

دلکو پہلو کو مرے اب وہ ملے جاتے ہین آج
کہدو اونسے کوئی کیون ناحق غضب ڈھاتے ہین آج

شمع افروزی تری اللہ رے او گلبدن
بزم مین آ آکے بلبل گل کتر جاتے ہین آج

گالیان دیتے ہین بوسہ مانگنے پر ہم کو وہ
کھونے سے مُنہ کے کیا کیا مُنہ کی ہم کھاتے ہین آج

جانیے کس برق وش نے کردیا بیچین دل
اک تڑپ بجلی کیسی پہلو مین ہم پاتے ہین آج

کردیا دل کو نشانہ سنگ جورِ سنگدل
کہدو کعبے کو خلیل اللہ سے ہم ڈھاتے ہین آج

فرقتِ جانا نمین مونس اپنا یان کوئی نہین
او غمِ تنہائی تجھے دل کو بہلاتے ہین آج

مِلنا کیسا وصل مین اب بولتے تک بھی نہین
بل بے اغماض آپکا ہم تو مرے جاتے ہین آج

چھوڑکر بتخانہ و کعبہ کو شیخ و برہمن
سنتے ہین تیری طرف دونون چلے جاتے ہین آج

مرنے پر بھی حسرتین دلکی پریشان کرتی ہین
کوچۂ جانانکو غبار اپنے اوڑے جاتے ہین آج

جان و تن پر خیر گذرے تو غنیمت جانیے
حضرتِ دل کوچۂ قاتلمین پھر جاتے ہین آج

تھا وہین مقتول قاتل قتل کے پیچھے مرے
سینہ و زانو پہ رکھکر ہاتھ پچھتاتے ہین آج

نعش پر تیرے شہیدِ ناز کی او سنگدل
دوست کا کیا ذکر دشمن تک بھی پچھتاتے ہین آج

پھر نگاہِ برق وش کیا کام اپنا کر گئی
او دلِ مضطر تجھے مضطر بہت پاتے ہین آج

دیر سے آنے مین جو آنا ہو نہ کر لِلّٰہ تو
حسرتِ دیدار ہی مین ہم مرے جاتے ہین آج

محو رفتارِ حسینان اسقدر یہ ہو گیا
ٹھوکرونمین ہم دلِ پامال کو پاتے ہین آج

شک نہین ہے بوسۂ لب آبِ حیوان ہے احمد
پر کرین کیا کالے بھی ڈسنے کو لہراتے ہین آج

بار عصیان سے ہمارے پاؤن تھراتے ہین آج
منہ چھپائے ہم کفن مین شرم سے جاتے ہین آج

لطف مستی ساقیا گل کیطرح پاتے ہین آج
جھومتے پھر جانبِ میخانہ ابر آتے ہین آج

جسطرف نکلکے جاتے ہین غضب ڈھاتے ہین آج
کشتۂ تیرِ نگاہِ ناز کر جاتے ہین آج

بال گیسو کے بکھر کر لب پہ یہ آتے ہین آج
یا کہ کالے چشمۂ حیوان مین لہراتے ہین آج

سوزش رخسار کو اوس شمع رو لسے پوچھ
صورت پروانہ نظارے چلے جاتے ہین آج

قبر مین بھی مونس و غمخوار اپنا جانکر
او غمِ تنہائی تجھکو ہم لیے جاتے ہین آج

عکس زلفِ دوتا کا اونکی ساقِ پا مین ہی
یا کہ جوڑے کا لیکے پانو مین لہراتے ہین آج

جمع کرکے میرے جانب سے کدورت کی وہ گرد
اک عمارت گردِ دل تعمیر فرماتے ہین آج

تاج شاہی کے لیے تھا انقلاب دہر سے
ٹھوکرین کھاتے سرِ فغفور کو پاتے ہین آج

فوج مژگانکو لیے اونکی نظر ہی دلکے سمت
دو ڑلاکھون ترک اک مظلوم پر لاتے ہین آج

بعد مرنیکے خبر اوس گل کی گر لائی تو کیا
او نسیمِ صبح ہم تو جان سے جاتے ہین آج

سرخرو مقتل مین سب تو جان دیکر ہوگئے
سخت جانی کا برا ہو کیسے شرماتے ہین آج

شیشۂ دل ہوگیا کیا چور سنگ جور سے
نالۂ دل شور کچھ کرتے ہوے آتے ہین آج

رکھتے ہین کس رشک گل سے عہد گلہاے چمن
مثل غنچۂ گل کو بھی ہم باگرہ پاتے ہین آج

وان ملیجاتی ہی مہندی اشک گلگونسے یہان
ہم بھی مہندی پاے نظارہ مین ملواتے ہین آج

کیا نزاکت ہی صبا سے بھی دم سیر چمن
موج بوے گل کی صورت وہ لچکتے ہین آج

چھوڑ کرکے خود بخود ستے ہین اب عشق صنم
حضرت دل کعبے کو بتخانے سے جاتے ہین آج

بال کھولے پیچھے پیچھے حورین بھی ہمراہ ہین
زلف کے قیدی ترے محشر مین آتے ہین آج

جانیے کس برق وش نے کر دیا بے چین پھر
دلکو پہلو مین بہت مضطر احد پاتے ہین آج

ردیف حاے مهمله

خونریزی پر ہو دل تر امائل کسیطرح
مشکل مری بھی آسان ہو قاتل کسیطرح

کیا پوچھتے ہو ظلم رسیدونکا اپنے حال
فرقت مین بچ گئے ہین بمشکل کسیطرح

صد شکر اپنے خانۂ دل مین ہین جلوہ گر
اس گھر مین آگئے ہین بمشکل کسیطرح

کیا جانیے کہ ملنیکا وعدہ ہی کس سے آج
تھمتے نہین ہین پیچ و دل کسیطرح

تھا لطف دید مجنونکو آنکھین پس فنا
نجات مین گرے پہ محمل کسیطرح

اللہ رے شوق قتل کہ کہتا ہون بار بار
پھر جائے جبہ خنجر قاتل کسیطرح

ہو روح قیس ساتھ ترے اے نسیم صبح
او ٹھ جائے آج پردۂ محمل کسیطرح

کیا جانیے کہ کیا ہی جو پہلو مین ایکدم
رکتا نہین ہی آج مرا دل کسیطرح

مقتل مین چاہتا ہون یہ قاتل سے ای احد
تڑپون نہ مین بصورتِ بسمل کسیطرح

ردیف خاے معجمہ

بتلاتا اندنون نہین اپنا نشان وہ شوخ
کیا جانیے کہ رہتا ہی اکثر کہان وہ شوخ

پیدا ہوا ہی میری طرف سے گمان جو نیک
اپنے گمان سے اندنون ہی بدگمان وہ شوخ

مانگے جو بوسہ غیر تو مجپر عتاب ہو
ناحق مجھے یہ دیتا ہی کیون گالیان وہ شوخ

پوچھے تو کوئی اوس سے کہ آخر ہی چین کیا
کرکے چلا ہی مجکو کدھر نیم جان وہ شوخ

غیرونکا ہو بیان تو ہوتا ہی جی سے خوش
سنتا ہی کب ہماری بھلا داستان وہ شوخ

مدت سے مین سمجھتا ہون سمجھے ضرور ہی
دل کو ہمارے تیرِ ستم کا مکان وہ شوخ

پیغامِ وصل بھیجتے ہین اوسکے پاس ہم
اب دیکھیے ہی کرتا نہین یا کہ ہان وہ شوخ

غیرون پہ تو نگاہِ عنایت کمال ہی
ہمپر بھی ہوگا دیکھیے کبھی مہربان وہ شوخ

الفت نہین تو کیون یہ شبِ وصل مین احد
منہ مین ہمارے دیتا ہی اپنی زبان وہ شوخ

ردیف دال مہملہ

عاشق جو رخ کے ہوگئے زلفِ دوتا کے بعد
منہ دیکھا صبحِ عیش کا شامِ بلا کے بعد

اہل وفا کا دھیان جو آیا فنا کے بعد
پچھتا رہے ہین اپنے کیے پر جفا کے بعد

مہندی چھوڑانے کے لیے اوس شوخ نے کہا
اپنا بھی رنگ جم گیا رنگ حنا کے بعد

مہندی نہ ملیے ہاتھ مین کہتے ہین ورنہ آپ
ملیے گا ہاتھ بیٹھ کے رنگ حنا کے بعد

رحم آیا میرے حال پہ اسدرجہ اسکو بھی
کرنے لگی دعا بھی اجابت دعا کے بعد

گنجینۂ مراد کا توڑین گے قفل آج
قسمت مین ہی تو دیکھیے بندِ قبا کے بعد

نیچی نگاہ کر کے نہ مُنہ کو چھپائیے
پھرِ حسن دانہ کیجیے پردہ حیا کے بعد

دس دِن بہار باغ تو دس دِن خزان بھی ہی
بادِ خزان کے جھونکے ہین بادِ صبا کے بعد

نالہ کیا تو سینے مین جنبش سی ہو گئی
آخر کو ٹوٹا شیشۂ دل بھی صدا کے بعد

آیا نہ رحم عاشق بیدل پہ جیتے جی
اب آپ ہاتھ ملتے ہین ناحق فنا کے بعد

اب راستی ہی ہمکو بھی چھوڑ کر پسند
عاشق ہوے ہین ہائے کہ زلفِ دوتا کے بعد

فرماتے ہین یہ حضرت دل عشق زلف مین
نازل ہو دیکھین کون بلا اس بلا کے بعد

صد شکر کارخانۂ نظمِ کلام مین
ڈھلتے ہین شعر سانچے مین فکرِ رسا کے بعد

کیون کر نہ اونکے دل مین اثر ہوگا ای احد
نالون نے سر اوٹھایا ہی دستِ دعا کے بعد

ردیف ذال معجمہ

نامہ بر نے جو دیا یار کو میرا کاغذ
ہو گیا جلوۂ عارض سے سنہرا کاغذ

مین نے یہ شوقیہ نامہ جو لکھا ہی اوسکو
ہی سراپا مرا کیا آج تمنا کاغذ

حسرتِ دل کی نکلنے کی تھین باتین جو لکھین
خود لفافے سے نہ باہر ہوا میرا کاغذ

نامہ بر نے جو کہا دیجیے گا خط تو کہا
خط کسے کہتے ہین اور رہتا ہی کیسا کاغذ

نامۂ یار نے مرنے سے بچایا مجکو
ہو گیا خوبیِ قسمت سے مسیحا کاغذ

نقرئی ہووے وگرنہ ہو طلائی بیشک
یار کے خط کے لیے چاہیے اچھا کاغذ

تھا جو مرقوم کچھ اسمین دلِ گم گشتہ کا حال
گم ہوا ہاتھ سے قاصد کے ہمارا کاغذ

ہو گیا اسمین بھی خود شوق یہ دیکھو پیدا
اوسکے کوچے کیطرف اوڑ چلا اپنا کاغذ

نامۂ یار کو مین صاف سمجھتا ہون احد
ہی یہی کاتبِ تقدیر کا لکھا کاغذ

ردیف رائے مہملہ

ہووے راہی عدم کو عاشقِ زلفِ دوتا ہو کر
بلائے زلف پیچان سر پہ آئی تھی قضا ہو کر

اوٹھے پہلو سے جب وہ جان قالب سے نکل بھاگی
وہ آئے بھی ہمارے پاس تو آئے قضا ہو کر

کہا لوگون نے مرکر کے بچے ہین اُنکے تو بولے
گئی ہی سر پہ انکے بارہا صدقے قضا ہوکر

پھڑکنا اونکے ابرو کا کرے گا قتل عالم کو
ادائے تیغ قاتل سنگ لائیگی قضا ہوکر

جلا کر بوسۂ لب سے پس مردن لگے کہنے
نہ دکھلائیگی مُنہ جاتی ہی شرمندہ قضا ہوکر

دکھا کر مجکو وہ ترچھی نگہ یہ ہنسکے کہتے ہین
اسی پردے مین اکدن آئیگی دیکھو قضا ہوکر

نقابِ رخ اوٹھایا تمنے جان تن سے نکل بھاگی
نگاہِ ناز مجھ کم بخت تک آئی قضا ہوکر

تمہارے آتے ہی مرہی رہا تھا جی اوٹھا جسمین
سرہانے سے اپنے کیا چلی سوا قضا ہوکر

خیالِ زلف مین ای ہمدمو ہی نزع کا عالم
شبِ فرقت مین یادِ زلف آئی ہی قضا ہوکر

نہ پوچھو قاتل عالم کہ کیا تاثیر ہو اس مین
کھنچی جسپر تری تلوار بس پہنچی قضا ہوکر

بہت مشکل ہی بچ جانا بنی ہی جان پر اپنی
نگاہِ ناز قاتل جان لیتی ہی قضا ہوکر

الٰہی خیر کیجو آج بیماران الفت پر
نگاہِ ناز کے ہمراہ آتی ہی قضا ہوکر

جہانمین نام ہی اسکا وجود اسکا نہین باقی
تری تیغ نگہ پر مرگئی صدقے قضا ہوکر

تعشق ہین پریرو کے اکدن جان جائیگی
مری دیوانگی یہ رنگ لائیگی قضا ہوکر

خم محراب ابرو دیکھکر گردن جھکاتے ہین
نماز اپنی ادا ہو جاتی ہی کہ شر قضا ہوکر

یہان تھا نزع کا عالم جو آئے وہ عیادت کو
لگی پاؤن پڑنے اونکے شرمندہ قضا ہو کر

ہزارون عاشقِ جانباز کی جاتی ہین یہین جانین
نکلتے ہین کبھی وہ گھر سے اپنے تو قضا ہو کر

ذرا سا گُدگُدا دیتے ہو جان پر اپنے بنتی ہی
تمھاری چھیڑنے آخر کو پھر چھیڑا قضا ہو کر

دمِ مردن وفورِ اشک سے یہ جوش دریا تھا
ہمارے پاس کشتی پر سوار آئی قضا ہو کر

خیالِ گیسوے پیچان مین اپنی جان جائیگی
اسی پردے مین آئیگی احد اکدن قضا ہو کر

دلِ مضطر ہمارا عاشقِ روے صفا ہو کر
رہا پہلو مین اپنے طائرِ قبلہ نما ہو کر

بھری تھین حسرتین جو دلمین اب وہ وائے ناکامی
شکستِ شیشۂ دل سے نکلتی ہین صدا ہو کر

تڑپنا کیا تھا او جانِ حزین گروہ نہ آئے تھے
گئی ہوتی تو ہی بابِ اجابت تک دعا ہو کر

ضرور اکدن نیا خونِ شہیدان رنگ لائیگا
دکھائے گا پر و شوخیان رنگِ حنا ہو کر

کبھی مجھسے لپٹتے ہو کبھی منہ پھیر لیتے ہو
تمھارا ناز بھی کروٹ بدلتا ہی ادا ہو کر

کسیکا ناز کہتا ہی اگر ملنے کی خواہش ہی
جبین سائی کرو بابِ اجابت پر دعا ہو کر

یقین ہی اب مرادین اپنے دلکی سب بر آئینگی
گئی ہین حسرتین بابِ اجابت تک دعا ہو کر

اونھین جب دیکھتا ہون منھ چھپا کر مجھسے کہتے ہین / ابھی ہم پردۂ غیرت مین چھپتے ہین حیا ہو کر

گلے مین جب کبھی بھولے سے اونکے ہاتھ ڈالا ہی / لباسِ شرم مین چھپ چھپ گئے ہین وہ حیا ہو کر

نہ کیون کر خانۂ دلمین ہمارے خونِ حسرت ہو / پھری ہی بے اثر بابِ اجابت سے دعا ہو کر

ہماری زیست سے صد شکر مرنا ہی ہوا بہتر / شہیدون مین ملے ہم کشتۂ تیغِ ادا ہو کر

جو تو دکھلا کے آنکھین میری آنکھون سے ہوا غائب / نگاہون مین پھری برسون تری چتون ادا ہو کر

جو پوچھا تھے کہان اتنے دنون تو ہنسکے فرمایا / کسی کمبخت کے اب تک تھے دلمین مدعا ہو کر

کشش مجھسے کسیکی خواب مین یہ آکے کہتی ہی / نگینِ خاتمِ دل ہی رہے گا مدعا ہو کر

مجھے مسجد مین جاتے دیکھکر بولے ادھر آؤ / خدا کو بھی دکھاوین گے کبھی شانِ خدا ہو کر

پڑا اچھینٹا جو کوئی خون کا اپنے دستِ قاتل پر / رہا مٹھی مین اوسکی طائرِ رنگِ حنا ہو کر

شبیہِ یار اکثر جلوہ فرما کر کے کہتی ہی / کسیکے دل مین رہجائین گے نقشِ مدعا ہو کر

طلب مین اپنی او قاتل کرے گا قتل گر مجھکو / زبانِ تیغ سے نکلون گا حرفِ مدعا ہو کر

رسائی ہو گئی جاتے ہی اوسکی بزمِ جانان مین / گیا تھا قاصد مرا خط لے کے کیا بختِ رسا ہو کر

یہ شوقِ دید ہی مجھکو نقابِ رخ اوٹھانے کو / چلی ہو حسرتِ دیدار اپنی اب ہوا ہو کر

شب یلدا کہتی ہی عبادت میری ہی کیجے
یہ بت اللہ اکبر دل مین رہتے ہین خدا ہو کر

خیالِ جلوۂ رخسار جانان مجھسے کہتا ہی
رہین گے خانۂ دل مین کسی کے مدعا ہو کر

نہ نکلے اپنے گھر سے وہ نہ نکلا دل سے اپنے یہ
وہ بیٹھے اپنے گھر مین میرے دل کے مدعا ہو کر

مبارک آج خوشبو ہووے مرغانِ چمن تم کو
چلی ہی کوچۂ کاکل سے پھر بادِ صبا ہو کر

سر اپنا پیٹتی حسرت بھی پیچھے پیچھے آتی ہی
پھری ہی اسطرح بابِ اجابت سے دعا ہو کر

مرے شعرون کو سنکر چوم کر منہ یہ لگے کہنے
احد مشہور ہو تم صاحبِ طبعِ رسا ہو کر

احد وحشت مین بھی قیدِ تعلق سے رہا ہو کر
برنگِ بو رہے جامے سے ہم عریان جدا ہو کر

اثر یہ سایۂ دیوار قصرِ یار نے پایا
کبوتر جا کے گر بیٹھے تو اوڑ جائے ہما ہو کر

اگر ہی شوق مہندی کا تو خونکو میرے مل لیجے
تمھارے دست و پا مین رنگ لائیگا حنا ہو کر

محبت لاکھ ہو تجھسے مگر سجدہ نہین کرتے
دکھائے گا ہمین کیا جلوہ تو اے بت خدا ہو کر

تصور مین کسیکے کچھ عجب عالم رہا اپنا
دلِ وحشی رہا آباد بس وحشت سرا ہو کر

نہ پوچھو تم خدارا اب شبِ فرقت کے صدمے کو
رہی ہی روح تا لب سے مرے ہر دم جدا ہو کر

حسینون کو محبت بھی ہو تو سمجھو کہ آفت ہی
وفا آخر کو انکی رنگ لاتی ہی جفا ہو کر

بدن میں ہر گھڑی یہ روح کا اپنے مقولہ ہی
حبابِ بحر ملجائے گا دریا میں فنا ہو کر

کشودِ کار اپنا خواب میں اوس بت سے کہتا ہی
کھلیں گے دیکھنا اکدن ہمیں بندِ قبا ہو کر

ہوا سودا کبھی وحشت کبھی رسوا ہوے اے دل
پڑے سو پیچ میں ہم عاشقِ زلفِ دوتا ہو کر

ستم کو ہم کرم فرطِ تعشق سے سمجھتے ہین
جفائے یار اپنا کام کرتی ہی وفا ہو کر

عبث تم عاشقانِ ناز سے سجدے کو کہتے ہو
بتو بندے سے کیا مشہور تم ہوگے خدا ہو کر

مجھے بیچین سنکر بیٹھتے ہین آ کے پہلو مین
پہونچ جاتے ہین درد کے خاطر وہ دوا ہو کر

دعا ہی یہ مریضانِ محبت کی قیامت تک
رہے ہے مشہور یا رب اوس کا گھر دار الشفا ہو کر

نہ گھبرا قالبِ خاکی مین تو ای مرغِ دل اتنا
قفس سے ایک دن جنت کو جائیگا رہا ہو کر

سمجھ اوبت نہ مجکو ناتوان تو عہدِ پیری مین
پرانا جامہ اک دن رنگ لائے گا نیا ہو کر

بہت ڈھونڈھا نہ پایا ہمنے مضمونِ کمرِ جان
رہا عنقا صفت مشہور وہ بھی بے پتا ہو کر

پلادے گھولکر ہاتھ سے اپنے تو بچ جاؤن
تری خاکِ قدم تاثیر بخشیگی دوا ہو کر

جہان میں وہی مرتے ہین اس تحصیلِ دنیا پر
رہے ہے پابند کب عاقل کوئی حرص و ہوا ہو کر

اگر بخشے گناہون کو خداوند اُسے ہے رحمت
تری سرکار مین آئے ہین سرتاپا خطا ہو کر

ہماری حسرتِ مے نوشی بھی ای ساقی ہوش
شکست ساغرِ مے سے نکلتی ہی صدا ہو کر

گلے مین ڈالکر باہین یہ بولے وصل کی شب وہ
کہان رہتے تھے بتلاؤ احد ہمسے جدا ہو کر

نہ کیون وہ کنج عزلت مین رہین سب سے جدا ہو کر
ہوا ہی آشنا آئینہ صورت آشنا ہو کر

کسیکے عشق رخ مین جان مری تن سے جدا ہو کر
چلی ہی باغ جنت کی طرف بادِ صبا ہو کر

پریشانی خاطر رنگ لائے گی بلا ہو کر
چلی ہی کوچۂ کاکل سے پھر بادِ صبا ہو کر

مقابل مین تری رفتار کے ای دلربا ہو کر
بہت شرمندہ ہو گا فتنۂ محشر بپا ہو کر

کسی کا جلوۂ رخسار جب پیشِ نظر آیا
مری آنکھون کے پردے مین لگا چھپنے حیا ہو کر

نہ پوچھو وصل کی شب مجھسے وہ کیا کیا ہوئے نادم
لباسِ شرم مین چھپ چھپ گئے ہین بس حیا ہو کر

لڑکپن ہی کنارا صورتِ عاشق سے کرتے ہین
ابھی وہ پردۂ غیرت مین چھپتے ہین حیا ہو کر

پس مردن بھی الفت زلف کی یہ رنگ لائی ہی
لحد مین شب کو نازل مجھپہ ہوتی ہی بلا ہو کر

رہا تا زندگی سودا کسیکے زلف مشکین کا
دلِ وحشی ہمارا رہ گیا وحشت سرا ہو کر

ترے ملنے کی گر دل میں ہوا و حرص باقی ہے
کریں گے جستجو بعدِ فنا بھی ہم ہوا ہو کر

نہ پوچھو جب وہ آئے مجکو کیا راحت ہوئی حاصل
رہے ہے پہلو میں میرے درد دل کی وہ دوا ہو کر

قیامت ہر قدم پر ڈھاتے ہو جس وقت چلتے ہو
تری رفتار سے رہ رہ گیا محشر بپا ہو کر

پر پرو شعلۂ رخسار کی بل بے یہ نیرنگی
خیالِ سبزۂ خط دل میں وہ دل ربا ہو کر

اوڑی جب خاک اس جانب تصدق نثار ہو کے
چلی ہے گردشِ تقدیر سے اولٹی ہوا ہو کر

کمندِ زلف کے ایک بڑے جھٹکے اوٹھائے ہیں
رہا دل گیسوئے پرخم میں برسوں مبتلا ہو کر

انھیں جب چھیڑتا ہوں وصل میں تو پاسِ الفت سے
وہ رہجاتے ہیں دل ہی دل میں کچھ مجھ سے خفا ہو کر

سوال بوسہ پر پہلے تو کچھ بھی وہ نہ کہتے تھے
سنا دیتے ہیں اکثر گالیاں اب تو خفا ہو کر

دلِ وحشی پہ گذری کچھ نہ کچھ جو اس طرح مضطر
پریشاں کوچۂ کاکل سے آتی ہے صبا ہو کر

مرا جاتا ہوں چھڑا دونگا گر اسکو نہ پچ جاؤں
اثر بخشی کی خاکِ پا سے دلبر کیمیا ہو کر

ہر اک شے کو احد ہم تو جگہ دیتے ہیں آنکھوں میں
ہماری پتلیاں رہتی ہیں عالم آشنا ہو کر

الٰہی خیر کیجیو حضرتِ دل پریشاں ہو کر
چلے ہیں کوچۂ کاکل کی جانب شادماں ہو کر

جلایا کیا رقیبِ روسیہ ای آسمان ہوکر
رہا دود جگر کی طرح تو بھی تو دھوان ہوکر

رہی گر آتش افروزی یون ہی ان شعلہ رویونکی
جلائے گی محبت پھر کسیکی سوزِ جان ہوکر

بوقتِ نزع جب آئے سرِ بالین تو فرمایا
نہ نکلے دیکھنا حسرت کہین روحِ روان ہوکر

شکایت کی نہ ملنے کی تو فرمانے لگے دیکھو
نظر کیطرح سے آنکھونمین رہتے ہین نہان ہوکر

پتا اپنے دلِ گم گشتہ کا پوچھین گے ہم بھی کچھ
پھر اگر کوچہ کاکل سے کوئی کاروان ہوکر

رہی زلفِ مسلسل سلسلہ جنبانِ وحشت گر
تو پائے عقل مین اک دن پڑیگی بیڑیان ہوکر

وہ بحرِ حسن دریا سے نہا کر جب نکلتا ہی
لبِ ساحل تلک آتی ہین مضطر مچھلیان ہوکر

عدم سے آئے دنیا مین نہ پایا جب پتا تیرا
تو پھر آئے قیامت مین کہانسے ہم کہان ہوکر

ہماری قبر کو وہ شوخ ٹھکرا کر لگا کہنے
یہان کسطرح نیند آتی ہے جو سوتے ہو نہان ہوکر

گیا ملکِ عدم کو دوستونکا قافلہ بڑھکر
ہمین اک رہ گئے پیچھے غبارِ کاروان ہوکر

یہ حالِ نزع مین یارب ہوا کیون انتظار اوسکا
کہ پاؤن مین اجل آکر پڑی ہی بیڑیان ہوکر

گیا سر سے نہ مرتے مرتے سودائے محبت پھر
شریکِ دم رہا آخر کو یہ تکلیف جان ہوکر

کھلے گل جو بھی گلشن مین اوس گلرو کے آنیسے
چمن کی سیر کو آئی بہارِ بوستان ہوکر

غزالانِ بیابان کو کیا ہی صید دم بھر مین
نگہ نے تیر ہو کر اور ابرو نے کمان ہو کر

مری حالت کو سُن سُنکے وان لوگ گونگو سکتے ہین
خموشی نے طلسمِ تازہ دکھلایا بیان ہو کر

اگر دن رات فرقت مین یون ہی رونا بلکنا ہی
تو دل بھی ایکدن نکلے گا خود اشکِ رِوان ہو کر

صدا آتی ہی ہر دم یہ لبِ گورِ غریبان سے
سُوے ملکِ عدم جاتا ہی ہاتف سے کاروان ہو کر

خیالِ حلقۂ زلفِ دوتا دن بھر جو رہتا ہی
نظر آتی ہی شب کو خواب مین پھر پریان ہو کر

چلا ہون تیز مین مقتل کی جانب دیکھین قاتل کے
اثر پیدا کرے گی گرم رفتاری بیان ہو کر

خدا محفوظ رکھے دلکو اب اونکے فریبون سے
یہی ہین قاتلِ عالم جو ملتے ہین کمان ہو کر

نشان ملکِ عدم کے جانیوالونکا نہین ملتا
پھرا یارب نہ والنے کوئی اب تک کاروان ہو کر

مین وہ مقتول ہون تلوار نے گر کچھ مزا پایا
لبِ زخمِ جگر چاٹیگی ای قاتل زبان ہو کر

مجھے قیدِ جنون سے چھٹنے دم بھر کو نہین دیتی
پڑی ہو وحشتِ دل پانو مین کیا بیڑیان ہو کر

مرا ہون آتشِ فرقت مین جلکر شعلہ رویونکی
غبارِ دل مری مرقد سے نکلیگا دھوان ہو کر

فلک نے دیکھا پایا ہی کیسین اوسکی ابرو کو
اسی باعث سے خود بھی رہ گیا شکلِ کمان ہو کر

تمنا ہے شہادت ہی کرے گر قتل تو مجھکو
تری تلوار کا منہ چاٹ لون قاتل زبان ہو کر

مری عمرِ گریزان مجکو زندانِ بلا مین پھر
الٰہی دیکھیے کب تک یہ رکھے بیڑیان ہوکر

مرے نالونکو سنکر کے فرماتے ہین لوگونسے
نکلتی ہین کسی کی حسرتین شور و فغان ہوکر

خدا بدلے تو بدلے اون کی اب اس بدمزاجی کو
لگے ہین گالیان لوگونکو دینے بدزبان ہوکر

نکلنا سخت زندانِ بلا سے اب ہی پا ڈنکا
پڑی ہی الفتِ گیسوے جانان بیڑیان ہوکر

مثالِ تیر دم بھر مین جگر کے پار ہوتے ہین
کہین ہین تیرے ہین ایداج ملتے ہین کمان ہوکر

ظہورِ جلوۂ حق کا تماشا بھی احد کیا ہی
نظر سے دیکھکر رہتا ہی انسان حیران ہوکر

کہین لیتا ہی دل کو شوخ رنگِ دلبران ہوکر
کہین دیتا ہی دل کو خود شریکِ مضطران ہوکر

کہین ہوتا ہی خود ظاہر وہ جورِ دلبران ہوکر
کہین ہوتا ہی خود مشہور مہرِ مضطران ہوکر

کہین بدنام ہوتا ہی وہ ظلمِ آسمان ہوکر
کہین خوشنام ہوتا ہی وہ عدلِ منصفان ہوکر

کہین اوٹھکے بیٹھا ہی وہ ضعفِ ناتوان ہوکر
کہین وہ بیٹھکر اوٹھا ہی زورِ پہلوان ہوکر

کہین معجز نمائی کرتا ہی جادو بیان ہوکر
کہین مشہور عالم مین ہوا ہی بیزبان ہوکر

کہین آتا نظر ہی تیر کی صورت جوان ہوکر
کہین خم عالمِ پیری مین دکھلایا کمان ہوکر

کہین خود داد دیتا ہی وطبع منصفان ہوکر
کہین فریاد کرتا ہی شریک درد جان ہوکر

کہین لیلی کیصورت جلوہ آرا ہی نہان ہوکر
کہین رسوائے عالم صورت مجنون عیان ہوکر

کہین سرتاپا ہی صورت شیرین نزاکت سے
کہین ہی کوہکن تیشہ لیے خود سخت جان ہوکر

کہین بنکر کے یوسف ہوگیا مشہور عالم مین
کہین بنکر زلیخا ہوگیا رسوا نہان ہوکر

کہین شمع شبستان کیطرح سے ہوگیا روشن
کہین پروانہ بنکر جلگیا خود سوز جان ہوکر

کہین گل بنکے خندہ زن ہوا گلزار عالم مین
کہین بنکر کے بلبل ہوگیا گرم فغان ہوکر

کبھی باد بہاری بنکے خندان کردیا گل کو
رولایا بلبلون کو خون کبھی باد خزان ہوکر

کبھی بنکر لباس حسن دکھلایا حسینون کو
کبھی دست جنون سے اوڑگیا خود دھجیان ہوکر

کہین ہی خندہ گل وہ کہین ہی شور بلبل وہ
نکلتا ہی کہین آنکھون سے خود اشک روان ہوکر

کہین ہی فتنہ دوران کہین خود شور محشر ہی
کہین سودائے الفت ہی کہین ہی دردجان ہوکر

کہین تو قاتل عالم نظر آتا ہی عالم مین
پھڑکتا ہی کہین بسمل کیصورت نیم جان ہوکر

رہا کفر اور دین کا فرق ہندو اور مسلمانین
کہین بنکر رہا کعبہ کہین دیر بتان ہوکر

کبھی بتکدے مین صورت ناقوس ہی نالان
کبھی مسجد مین بول اوٹھا مؤذن کی اذان ہوکر

نہ پوچھو اوسکی نیرنگی کا کچھ احوال تم ہم سے
مثال ابر گر رویا تو ہنسا برق طپان ہو کر

غرض ذات احد کا ای احد جلوہ ہی عالم مین
دکھاتا ہی ہر اک صورت مین اپنے کو نہان ہو کر

نہ لٹے ہوے ہین نہین اپنے کاروان کی خبر
نہ پوچھ بیکسی ہمسے دل او جان کی خبر

کمر کے آگے سر زلف نے لیے بوسے
اوڑائی نکہت گیسو نے درمیان کی خبر

خدا کے فضل سے وہ رازدان معنی ہون
فرشتے پوچھنے آتے ہین آسمان کی خبر

کٹے ہین خانۂ صیاد مین مجھے برسون
وہ مرغ ہون کہ نہین مجکو آشیان کی خبر

یہ جام جم سے احد اپنا دل نہین کچھ کم
وہ ہون کہ رکھتا ہون گھر بیٹھے مین جہان کی خبر

ردیف زائے معجمہ

پہلو مین اپنے یار کا تیر جفا ہنوز
دل سے جگر کا پوچھ رہا ہی پتا ہنوز

سودائے زلف یار ہی باقی جو بعد مرگ
کنج لحد مین ہوتی ہی نازل بلا ہنوز

پوچھی کبھی نہ بات لجاجت پہ اکدن
کیا جانیے کہ پھرتی کہان ہی دعا ہنوز

اور سنگدل نے [illegible] دلکی نہ لی خبر
چلا رہی ہی شیشۂ دل کی صدا ہنوز

باہین گلے مین ڈالکے آنکھین چراتا ہو
کرتا ہو نازِ یار کا مجھسے حیا ہنوز

مرنے کے بعد بھی اسے اتنا غبار ہی
برباد خاک کرتی ہی میری صبا ہنوز

کب کی گئی ہی باب اجابت سے دیکھیے
پھرکے پاس آئی نہ اپنی دعا ہنوز

اک تم ہو کوئی بھی نہین باقی جفا ہی اب
اک ہم ہین کرتے جاتے ہین تمسے وفا ہنوز

کچھ بھی نہین ہی اوسکو سر رحم ای احد
کرتا ہی مجھپہ جاتا ہی ظالم جفا ہنوز

ردیف سین مہملہ

قیدِ ہستی سے ہوئی ای روح کیا آزاد بس
خانۂ تن کو مرے کرکے چلی برباد بس

سنکے وہ نالونکو میرے جب ہوے ناشاد بس
بولے ای ظالم ٹھہر جاتا کجا فریاد بس

میرے مرنیکی خبر سنکر کے فرمانے لگے
تھا اسیکے دم تلک یہ نالہ و فریاد بس

سورۂ یوسف کو قرآن کھولکر پڑھتے ہین ہم
ہوتا ہی جس دم تمھارا مصحفِ رخ یاد بس

ای پری کثرت ترے دیوانون کی ہی اسقدر
جنگلون ہین شہر ہوتے جاتے ہین آباد بس

دیکھکر مجکو تڑپتے سخت جانی سے مری
چھوڑکر بسمل گیا مجکو مرا جلاد بس

سرکو جب زنجیر پر رکھکے مین رونے لگا
زلف کا دیوانہ ہوکہنے لگے جلاد بس

بھول جائیگی شکایت میری لوگون نے جو کی
بولے اب اوسکو اجل اوسکی کریگی یاد بس

پسیڑا لالبک کے بھی دلکو اونکی چال نے
ہی خرام ناز مین اون کی یہی ایجاد بس

حشر کے دن اونکو چلوا کر کہونگا ای خدا
اس خرام ناز نے مجکو کیا برباد بس

مین وہ دیوانہ نہین سر پھوڑکر مرجاؤنگین
جانِ شیرین کو دیا ہی جسطرح فرہاد بس

دیکھکر طرزِ قیامت قامتِ دلدار مین
گڑ گیا غیرت کے مارے باغ مین شمشاد بس

بلبلونکے نالون مین اس سال کیا تاثیر ہی
باغ مین سر کو پٹک کر مرگیا صیاد بس

مین وہ دیوانہ تھا جا نکلا جو دشتِ نجد مین
مجسے کوسون بھاگا مجنون کرکے پھر فریاد بس

ق

جب گذر گورِ غریبان کیطرف اون کا ہوا
بولے مجکو یاد کرکے بادلِ ناشاد بس

دیکھو وہ مرقد کہ حسرت رو رہی ہی جسپہ آج
یہ بھی تھے عاشق ہمارے ہوگئے برباد بس

خوب شطرنجِ محبت مین ہوے حیران احد
دیکھلی ہمنے تمہاری چال ای اُستاد بس

جس نے صورت دی تمہین اوسکو کرو تم یاد بس
ای بتو نخوت کہان تک صورتِ شداد بس

بھول جاتے ہو جسے اوسکو چھوڑ دو اوسکی یاد بس
ورنہ الفت مین احد ہو جاؤگے برباد بس

اس قفس کی پھر خرابی کو تم اوس دم دیکھنا — طائر روح مقید ہوگا جب آزاد بس
وہ نہین پھرنے کے اپنے قول سے ہرگز کبھی — کر چکے میرے لیے کرنا تھا جو ارشاد بس
بولے یہ عاشق کسی سنگین دل کا ہو مگر — دیکھکر کے سخت جانی کو مری جلاد بس
موسم گل کے گذر جاینگے غم مین رات دن — بلبلو آخر کہان تک نالہ و فریاد بس
جب کوئی تدبیر فرقت مین نہ اوس سے بن پڑی — جان شیرین کو دیا سر پھوڑکر فرہاد بس
سُنکے میرے نالۂ پُر درد کو کہنے لگے — شق ہوا جاتا ہی دیکھو سینۂ فولاد بس
تا کجا آخر نگاہ ناز تیری کاوشین — ہم غریبون پر ستم یہ ای ستم ایجاد بس
موسم گل مین کہان تک صدمۂ فرقت سہون — کھول دے پر کو مرے اور چھوڑ دے صیاد بس
جب تہ خنجر نہ مین نے اُف کیا کچھ بھی ذرا — رہ گئے دانتون مین انگلی دابکر جلاد بس
کھنچ سکی اوس آئینہ رو کی نہ کچھ تصویر جب — ہوگئے حیران آخر مانی و بہزاد بس
گر یون ہی وحشت مین اپنی رہ گئی وارستگی — ایک دن آزادگی سے ہونگے ہم آزاد بس
وصل کی شب وہ گلے مجھے لگ کے فرمانے لگے — آپ رہتے تھے اسیکے واسطے ناشاد بس
جلد دل بھی بار الفت کا نہ تم سے اوٹھ سکا — عشق بازی مین ہی تھے ای احمد اوستاد بس

لے گیا بخت ہمین جلوۂ دیدار کے پاس
ہو کے پروانہ رہی شمع رخ یار کے پاس

اوٹھکے پہلو سے مرے پھر خدا محفل مین
دل اولجھتا ہی مرا بیٹھ نہ اغیار کے پاس

اسی امید پہ سایہ سا پڑا رہتا ہون
کہ مری جان فنا ہو تری دیوار کے پاس

جائے گا پھر عیادت وہ کسیکے گھر مین
آج آئے گا مسیحا کسی بیمار کے پاس

دور ہو جاتا ہی نفرت سے مین وہ وحشی ہون
آتا ہون جب ترے مین سایۂ دیوار کے پاس

قتل قاتل کو جو منظور نظر ہی میرا
دم ہمین دیکے کھڑا اکڑتا ہی تلوار کے پاس

عشق رکھتے ہین ترا شیخ و برہمن دونون
سبحہ چھوٹے نہین جاتے نہین زنار کے پاس

طائر دل کو رہائی کی ہی امید عبث
کون آتا ہی بھلا مرغ گرفتار کے پاس

آب شمشیر کے خواہان تھے ازل سے جو ہم
تشنگی کھینچ کے لائی ہمین تلوار کے پاس

جوش وحشت کا جنون گرچہ یہی طور رہا
سر کو پھوڑونگا مین جاکر در دلدار کے پاس

دل کو اوس گیسوئے پیچان مین پھنسا کر دیکھو
مول لی جاکے بلا ہمنے ستمگار کے پاس

کیا غضب ہی کہ یہ کہتا ہی مسیحا ہر دم
ہم نجائین گے کبھی عاشق بیمار کے پاس

الفت گیسوئے دلدار کا سودا ہی یہی
گھر بنا لیجیے اب تبت و تاتار کے پاس

اب احد کھاکے قسم کہتے ہین اللہ کی ہم
پھر نجائین گے کبھی اوس بت عیار کے پاس

ردیف شین معجمہ

آتا نہین خیال کبھی کچھ سوائے عیش
عالم شباب کا یہ فقط ہی بجائے عیش

فصلِ خزا نمین آئے نہ آئے نہین ہی غم
یا رب بہار مین مجھے صورت دکھائے عیش

دورِ شراب اور وہ سرو بغل مین ہو
مجھے شبِ وصال نہ پہلو بچائے عیش

تم آؤ میرے پاس تو کیا کیا نہو خوشی
خود بے بُلائے آپ کے پاس آئے عیش

یا رب کبھی تو دَورِ زمانہ ہو اس طرح
دو دن کے واسطے مرے گھر مین بھی آئے عیش

وہ آئین یا نہ آئین اسے چھیڑنے سے کام
بے پر کی کہہ دو روز نہ مجھ سے اوڑائے عیش

بہرِ خدا کبھی تو کرم کیجیے یہان
اک روز بھی تو گھر کو مرے دیکھ جائے عیش

وہ آکے میرے پاس جو شب بھر کہین رہین
کس آرزو سے دل مین مرے گھر بنائے عیش

اونکی طرح سے یہ بھی ہی بیہم عبث احد
طالب جو اوسکا ہو وہی آنکھین دکھائے عیش

ردیف صاد مہملہ

کس درجہ لطف خیز ہی ایجادِ عالمِ رقص
جی چاہتا ہی روز سنین داستانِ رقص

مسکن ہی چغد کا وہی دورِ فلک سے آج
تھا جس جگہ بنا ہوا پہلے مکانِ رقص

مُردونکو خاک خاک مین ہوگی بھلا خوشی
ناحق سنا رہی ہی اجل داستان رقص

وہ صورتین وہ جلسے وہ اب لطف ہین کہان
رو دیتا ہون جو کرتا ہی کوئی بیان رقص

پیری مین بھی شباب کے باقی ہین ولولے
دلمین یہ ہی سنا کرین ہردم بیان رقص

جو بات آپ کی ہی وہ عالم فریب ہی
ہی آپ کی ادا بھی مری جان جان رقص

کوئی نہ رہگیا کہ کبھی جا کے دیکھتے
اب رو رہے ہین بیٹھے ہوے عاشقان رقص

تا رنظر مین دورِ حوادث نہین ہی آج
ہی پتلیون کا پتلیون مین امتحان رقص

جلسے وہ لکھنؤ کے **احد** خواب ہوگئے
اب یاد بھی نہین ہی کہان تھے مکان رقص

ردیف ضاد معجمہ

کافر سے ہی غرض نہ تو دیندار سے غرض
مجکو ہی تیرے مصحفِ رخسار سے غرض

پامال اپنا دل بھی ہو رنگِ حنا کی طرح
رکھتا ہی یہ بھی شوخیِ رفتار سے غرض

سنتا ہون جوشِ وحشتِ دلمین کسی کی کب
دیوانے کو ہی کب کسی ہشیار سے غرض

زاہد عبث تو رغبتِ جنت دلاتا ہی
رکھتا ہون مین تو کوچۂ دلدار سے غرض

کرتے نہین علاج وہ اپنے مریض کا
عیسیٰ تو ہین مگر نہین بیمار سے غرض

آنکھون پہ کیون عتاب ہی آخر حضور کا
آنکھین تو صرف رکھتی ہین دیدار سے غرض

مذہب عجیب رکھتے ہین ہم رند مست بھی
تسبیح سے غرض نہ تو زنار سے غرض

ظلِ ہما کے پاس وہ ہرگز نجائے گا
جس کو ہی تیرے سایۂ دیوار سے غرض

کیونکر نہ عشق ابرو خمدار ہو احمد
جانباز ہم ہین ہم کو ہی تلوار سے غرض

ردیف طاے مہملہ

مین نے بھیجا آپ کو سو بار خط
آپ نے کوئی لکھا ای یار خط

آپ کیون آئینگے یان وان جائینگے
روز جاتے ہین جہان دو چار خط

لوگ درپے ہین کہ خط پکڑین کوئی
ہو کے لکھیے گا ذرا ہشیار خط

حال دل اسمین جو مین نے لکھدیا
سنکے نامہ بر ہوا بیمار خط

خط کو اوسکے لا کے قاصد نے کہا
ہی کسی کا طالعِ بیدار خط

خط کا مطلب خال و رخ سے نہ چھپے
پڑھتے ہین یہ کافر و دیندار خط

بدگمان میری طرف سے وان ہین لوگ
اب تو لکھنا ہو گیا دشوار خط

خط نہ آتا تو وہ خط آتا کبھی
خط جو آیا آگیا ای یار خط

کچھ نہ کچھ تو انس ہوا اونکو احد
اب جو لکھتے ہین سرِ دربار خط

ردیف ظاے معجمہ

اپنا ہی جانِ جان خدا حافظ
جائیے مہربان خدا حافظ

خیر جاتے ہو جس جگہ جاؤ
ہسے ہو کر نہان خدا حافظ

ہجر مین اندنون مرے دل کا
لیتے ہین امتحان خدا حافظ

چھوڑکر مجکو بسترِ غم پر
جاتے ہو تم کہان خدا حافظ

روٹھکر مجسے جاتے ہو جاؤ
ہو گئے بدگمان خدا حافظ

آج کل میرے اور ایمان کے
ہی وہ بت درمیان خدا حافظ

اوٹھکے پہلو سے تم چلے میرے
اپنا ہی مہربان خدا حافظ

کہتے ہین اوٹھکے یہ کہو مجسے
جائیے جانِ جان خدا حافظ

جس جگہ ای احد گئے تھے کل
پھر چلو آج وان خدا حافظ

ردیف عین مہملہ

شعلے نہین ہین آہ کے یہ قصرِ تن مین شمع
روشن ہو آج دیکھیے کیا انجمن مین شمع

بعدِ فنا بھی سوز وہی ہو مزار مین
لیکر کے ساتھ آئے تھے کیا ہم کفن مین شمع

شانے کے ساتھ پنجۂ جانان ہے زلف مین
روشن ہو آج یا کہ سوادِ ختن مین شمع

عالم ہو آج اور ہی فیضِ بہار سے
گل تھے کھلے ہین یا کہ ہو روشن چمن مین شمع

شعلے بھڑک رہے ہین مرے داغ دل سے آج
دیکھو تو جل رہی ہو مرے قصرِ تن مین شمع

اک شمع رو سے دلکو ہمارے لگی ہو لَو
ہر داغ اپنے دل کے ہون کیون نہ جلن مین شمع

بزمِ جہان مین یہ رخِ روشن سے ہو فروغ
روشن ہو جس طرح سے کوئی انجمن مین شمع

وہ شمع رو ہو دیکھلے محفل مین تجھکو آج
غیرت کے مارے گرتی ہو کٹکر لگن مین شمع

شاعر ہون لاجواب مرے دم سے اے احمد
روشن ہو آج دیکھیے بزمِ سخن مین شمع

ردیف غین معجمہ

آہ کا روشن ہو [illegible] فن مین چراغ
روز جلتا ہو ہمارے خانۂ تن مین چراغ

آتشِ گل کو بھڑکنے دے صبا گلزار مین
آکے بلبل جلالے گی نشیمن مین چراغ

شمع کی حاجت نہین اللہ رے تاثیر ضو
ہو گیا حسنِ بتان دیر برہمن مین چراغ

پھول چنتا ہون جو تنہا جا کے گلشن مین کبھی
گل بغیر از یار ہو جاتا ہی دامن مین چراغ

پھر نسیمِ نوبہاری نے شگفتہ گل کیا
آج او بلبل جلا ہی دیکھ گلشن مین چراغ

شام سے جلتے ہین آہِ آتشین سے تا سحر
دلمین سینے مین جگر مین خانۂ تن مین چراغ

دیکھنا زاہد نہو گی قبر مین ظلمت مری
داغ دل اپنا جلے گا ہو کے مدفن مین چراغ

ہی شبِ ہجران بہت تاریک آنکھو نمین مری
آتشِ دل کر دے روشن اپنے دامن مین چراغ

جانکے شمعِ رخِ محبوب کا عاشق احمد
کرتے ہین روشن فرشتے اپنے مدفن مین چراغ

ردیف فا

تو وہ گل ہی سیر کو گر جائے بستان کیطرف
بلبلِ تصویر اُڑ جائے گلستان کیطرف

جاتی ہی روحِ رواں تن باغ رضوان کیطرف
چھٹکے بلبل جسطرح جائے گلستان کیطرف

بلبلو خوش ہو مبارک آج پھر بادِ صبا
کوچۂ کاکل سے آتی ہی گلستان کیطرف

ضد سے وہ بلبل ہو نمین صیاد اپنے ہر برس
نوچکر پر پھینکدیتے ہین گلستان کیطرف

ہو دمِ رخصت یہی بادِ بہاری کی صدا
چلگئی وہ دن ہوا بھی گلستان کیطرف

عارضِ گل کی فزا گل کو دکھاتے ہے بہار
ایکدن تشریف لے چلیے گلستان کیطرف

ہون وہ بلبل ذبح کر ڈالا بھی گر صیاد نے
جائینگے اوڑ اوڑ کے پر اپنے گلستان کیطرف

آج اوس گل کی سواری جاتی ہو پھر باغ مین
تو بھی او بادِ بہاری چل گلستان کیطرف

اتنی خاطر میری او صیاد کر دینا ضرور
ذبح کرنا کر کے منہ میرا گلستان کیطرف

لطف ہو ساقی جو دورِ بادۂ ریحان ہو آج
کیا گھٹا گھنگھور چھائی ہو گلستان کیطرف

جتنے مرغانِ چمن ہین کر رہے ہین چہچہے
آئی اوس گل کی سواری کیا گلستان کیطرف

گر کمی کچھ بوے گل مین پاتی ہو تو اے صبا
بوے زلفِ یار لے جا تو گلستان کیطرف

آپکے آنیسے کچھ خوش بلبل و گل ہی نہین
وجد مین شاخین بھی ہین دیکھو گلستان کیطرف

چھوڑتا صیاد فصلِ گل مین بھی گر تو نہین
لیکے چل اکدن قفس ہی کو گلستان کیطرف

ہون وہ بلبل طاقتِ پرواز بھی جاتی رہی
اوڑ کے جا سکتا نہین اب مین گلستان کیطرف

عارضِ گلرنگ کی جسنے تری دیکھی بہار
وہ کبھی رخ بھی نہین کرتا گلستان کیطرف

گفتگو بلبل سے کرنیکو مجھے لے لیجیے
جاتے ہو اے جانِ من گر تم گلستان کیطرف

گل سے کہدینا قفس مین تنگ بلبل آگئی
ہو صبا تیرا اگر جانا گلستان کیطرف

ہون وہ بلبل گر قفس مین مر گیا صیاد مین
اوڑکے جائیگی مری مٹی گلستان کیطرف

آشیانے سے اوڑی جاتی ہین اپنے بلبلین
آگیا صیاد شاید پھر گلستان کیطرف

تھا وہ بلبل بعد مردن دیکھیے اب میرے پر
شوق سے اوڑ اوڑکے جاتے ہین گلستان کیطرف

دام مین جب پھنس گئی بلبل تو یون کہنے لگی
گردش تقدیر لائی تھی گلستان کیطرف

کھلکھلا کر غنچے ہنس پڑتے ہین اونکو دیکھکر
جاتے ہین بنکر بہار گل گلستان کیطرف

لوٹتا ہی دل ہر اک کا سبزۂ خوابیدہ پر
کس تکلف سے بہار آئی گلستان کیطرف

چار دن ہی فصل گل پھر آخر آئیگی خزان
کیون چلی ہی پھول کر بلبل گلستان کیطرف

گل بھی کانٹے کیطرح چبھتے ہین آنکھون مین احمد
جب مین بے اوس گل کے جاتا ہون گلستان کیطرف

داد دینگی بلبلین جی مین ہی اپنے ای احمد
اس غزل کو پڑھیے اب چلکر گلستان کیطرف

ہو فدائی اور بھی ہو اونکی مژگان کیطرف
یاس و حسرت ہین دو دن میرے ارمان کیطرف

دل لیے جاتا ہی جلکو کرے جانان کیطرف
پاؤن پھیلائے ہی وحشت بھی بیابان کیطرف

سر رہا ہو مین اوٹھے جاتے ہو پہلو سے مرے
ہو زمانے کیطرح عمر گریزان کیطرف

داغ دل کا بھی تماشا کیجیے تو دکھلا دو ہمین　　کیون نظر در پردہ ہی چاکِ گریبان کیطرف

سنکے مرگِ عاشقِ بیدل پہ ماتم وہ آج　　بال کھولے آتے ہین گورِ غریبان کیطرف

وحشیِ چشمِ سیہ یہ شہر سے کہتی گئی　　دل کو کھینچے جاتا ہی کوئی بیابان کیطرف

زلفِ مشکین کیطرف منہ پھیر کر کہنے لگے　　آئی ہی صبحِ وطن شامِ غریبان کیطرف

زندگی مین جب نہ آئے آئینگے کیا بعد مرگ　　کب کوئی آتا ہی پھر گورِ غریبان کیطرف

آہوؤنکو وحشیِ چشمِ سیہ اے جان جان　　جاکے دکھلاتی ہین آنکھین یہ بیابان کیطرف

تھی تمنا اوڑکے دامن سے لپٹ جاتی یہ خاک　　وہ اگر آتے کبھی گورِ غریبان کیطرف

یاس اور حسرت کو پایا ہمنے کیا کیا نوحہ گر　　جاکے دیکھا جب کبھی گورِ غریبان کیطرف

زلف آئی جب لبِ لعلین پہ آئی یہ صدا　　کیا گھٹا گھنگھور چھائی ہی بدخشان کیطرف

بھاگ جاتی ہی یہ کوسون اسکو مین پاتا نہین　　ہاتھ دوڑاتا ہون جب عمرِ گریزان کیطرف

رخ کا عاشق ہون ترے مین دل ہی عاشق خال کا　　یہ تو کافر کیطرف ہی مین مسلمان کیطرف

اسقدر اپنے لبِ لعلین پہ اونکو ناز ہی　　دیکھتے بھی وہ نہین لعلِ بدخشان کیطرف

خوب کھائے اسکے تو جھٹکے کمندِ زلف کے　　حضرتِ دل اب نجانا کوے جانان کیطرف

دیکھیے بنتی ہے جان پر یا نکل آتے ہین ہم
پھر لیے جاتا ہے دل اوس آفتِ جان کیطرف

پان کی سرخی لبِ لعلین پہ آئی تو کہا
آج پھولی ہے شفق دیکھو بدخشان کیطرف

میرے دودِ دل کو وہ یہ دیکھکر کہنے لگے
دیکھنا اچھا نہین زلفِ پریشان کیطرف

دوڑتے رہتے ہین وحشت مین ہمارے دونون ہاتھ
گاہ دامن کیطرف گاہے گریبان کیطرف

جب خیال آیا اونھین خونِ قتیلِ ناز کا
آئے مہندی ملکے وہ گنجِ شہیدان کیطرف

بھولے وہ دستِ تمنا کی نہین بیباکیان
ڈرتے ڈرتے آتے ہین گورِ غریبان کیطرف

تیرے چھلّے سے بدلنا کیسا گر لائین تو ہم
دیکھنے کے بھی نہین مہرِ سلیمان کیطرف

دیکھلین پریان اگر تیرے چھپر کھٹ کی بہار
پھر نہ دیکھین یہ کبھی تختِ سلیمان کیطرف

سیکڑون پریان کھڑی آتی ہین وان ہمکو نظر
جب کبھی جاتے ہین اوس تختِ سلیمان کیطرف

عشق خال و رخ سے ہے مذہب مذبذب مین مرا
گاہ ہندو کیطرف گاہے مسلمان کیطرف

جان و تن پر خیر گذرے تو غنیمت جانیے
حضرتِ دل لیچلے پھر کوے جانان کیطرف

آکے تربت پر مری بھی چھپتے چھپتے ایکدن
جب گذر اونکا ہوا گورِ غریبان کیطرف — ق

یہ کہا افسوس کر مل ملکے فرمانے لگے
لائی ہے الفت تری شہرِ خموشان کیطرف

مرغ دل کو جو پھنسا کر لے گیا تھا ای احمد
پھر وہی صیاد آیا طائر جان کیطرف

جذبۂ الفت اگر کچھ بھی نہین اوسکو احمد
دل کھنچا جاتا ہی کیون اوس آفت جان کیطرف

ردیف قاف

چھیڑا ہی کچھ جو قصۂ راز نہان عشق
سن لیجیے خدا کے لیے داستان عشق

کیا پوچھتے ہو صدمۂ درد نہان عشق
مدت سے دل کے پار ہی پیکان سنان عشق

عاشق بسے ہین لالہ رخون پر تمام عمر
ہی داغ اپنے سینے مین باقی نشان عشق

اوس گل کے ساتھ باغ مین جانا اگر ہوا
بلبل کو ہم سنائینگے کچھ داستان عشق

کچھ غم غلط جو کیجیے تو کس سے کیجیے
ملتا نہین جہان مین کوئی رازدان عشق

پروانے بے سبب نہین ہوتے ہین جلکے خاک
بیشک زبان شمع پہ ہی کچھ بیان عشق

تیوری چڑھا کے دیکھنا یہ بے سبب نہین
مجھ پر بھی آپ رکھتے ہین شاید گمان عشق

بیتاب ہوگے جانے دو اب انکا تذکرہ
کچھ بھی سناؤنگا مین اگر داستان عشق

بولے یہ سنکے قصۂ فرہاد و قیس کو
باقی رہے جہان مین نہ راحت رسان عشق

او عندلیب تیری طرف سے ضرور آج
کہتی ہو گوش گل مین صبا داستان عشق

شادی و عیش اب ہین نہین ولیکن نام کو — رنج و الم ہین باقی فقط ہمدمان عشق

الفت اسے کسی نہ کسی سے ضرور ہے — پہلو مین دل ہے یا کہ ہے یارب مکان عشق

سن سنکے میرے نالونکو فرماتے ہین وہ آج — یارب اسی پہ پھٹ پڑا کیا آسمان عشق

حالت کو غیر دیکھکے میری وہ بول اوٹھے — اب انکے بعد کون رہا مہربان عشق

ہوگا چمن مین جانا جو فصلِ بہار مین — بلبل کو ہم پڑھاینگے کچھ بوستان عشق

باز آئینگے نہ الفتِ گیسو سے عمر بھر — چھوڑینگے جیتے جی نہ کبھی آستان عشق

افسانہ سوزِ عشق کا مجھسے سنے کوئی — ہے ختم مجھپہ اندنون بیشک بیان عشق

مجکو جو دیکھتے ہوے دیکھا تو یہ کہا — کچھ آپ پر بھی ہوتا ہے مجکو گمان عشق

ق

افسانہ کہنے کے لیے غیر منے کہتے ہو — کیون مجھسے آپ سنتے نہین داستان عشق

بولے یہ سنکے عاشق بیدل کے مرگ کو — لو کیون کریگا کوئی بھلا امتحان عشق

ثابت قدم ہے کوچہ کاکل مین اپنا دل — منظور جبطرح سے ہو لو امتحان عشق

کچھ مجھسے سنکے بولے کہ لعنت خدا کی ہے — گز بھر جو حال عشق تو سوگز بیان عشق

افسوس ہے کہ قیس نہ فرہاد ہی رہا — کسکو سنائین جاکے اب داستان عشق

ردیف کاف تازی

سمند ناز پہ ہو کر سوار مدت تک
کیے ہین تیر نگہ سے شکار مدت تک

رہا تصور مژگان یار مدت تک
چبھا کیے مرے دلمین خار مدت تک

نہ آون ہوش مین آئے جو یار مدت تک
رہے اوسے بھی مرا انتظار مدت تک

پھرینگی مجھسے جو یون چشم یار مدت تک
رہیگی گردش لیل و نہار مدت تک

مین وہ اسیر چمن ہون کہ بعد اسیری بھی
قفس مین آئی ہوے بہار مدت تک

وہ بدنصیب وہ حسرت نصیب ہون یارو
جلی نہ شمع بھی نزد مزار مدت تک

فراق یار مین گھلکر مین ہوگیا ایسا
نظر نہ آیا مرا جسم زار مدت تک

تپ فراق صنم مین ترا تدن اکثر
گھلا کیا ہو مرا جسم زار مدت تک

مین وہ ہون بسمل شوریدہ کہ بعد فنا
عجب نہین جو اٹھے گرد مزار مدت تک

شباب اوٹھگا یہ جوبن سے اونکے کہتا ہے
غضب ڈھائینگے تیرے ابھار مدت تک

فراق یار مین کس رو سیہ کو نیند آئی
رہا ہون [illegible] آنکھو مین بیقرار مدت تک

شب وصال گلے سے لگا کے کہتے ہین
رہا ہے واسطے تیرے بیقرار مدت تک

فراق یار نے یہ حال کر دیا اپنا
چھپا مجھی سے مرا جسم زار مدت تک

بہار آتی ہی جوش جنون سے پھر اکثر
رہا ہی داغون سے تن لالہ زار مدت تک

یقین ہی بعد فنا جستجوے جانا مین
اوڑینگے ہیسے پریشان غبار مدت تک

جو موت آئی سفر مین کریگی پھر بیچین
ہماری روح کو حُبّ دیار مدت تک

جو یاد آئینگی کچھ خوبیان مری اونکو
یقین ہی روینگے اہل دیار مدت تک

بنے گا قصر کدورت یہ ایکدن بیشک
رہا جو دلمین کہین یہ غبار مدت تک

پس فنا یہ احمد دوستون کا حال ہوا
ملا نہ اونکا نشان مزار مدت تک

سلامت کیسے رہ سکتے ہین وصل یار ہونے تک
غضب ڈہاتے رہینگے گر وہین ہشیار ہونے تک

گلے کٹتے ہین کس کس کے غضب ڈہاتے ہین وہ کیا کیا
ابھی تو نیچے ہین دیکھیے تلوار ہونے تک

مے خوناب سے بھر بھر مجھے ساغر پلاتا جا
مے وحدت سے ای ساقی مجھے سرشار ہونے تک

سنا عشق عارض ہی ابھی سے کیا جینگے ہم
اسیر حلقہاے گیسوے خمدار ہونے تک

شب فرقت مین ہوتا ہی ہجوم نالہاے دل
بچانا جان کا مشکل ہی وصل یار ہونے تک

تلاطم بحر عالم مین ہو اونکی سیدھی چالونسے
بپا ہوگی قیامت اونکی کج رفتار ہونے تک

خیالِ خام ہی گر شوق ہو نظارہ بازی کا
قیامت ہوگی قائم وعدۂ دیدار ہونے تک

شبِ فرقت تری ایذاسے کیونکر دیکھین بچتے ہین
نصیب ہوسہارے چشمِ مستِ یار ہونے تک

نہین معلوم الفت مین بگڑتے یاکہ بنتے ہین
ہمارے اونکے دیکھین وعدۂ دیدار ہونے تک

دعائین دیتے ہین ہم گالیان دیتے ہو تم ہمکو
یوہین کیا ظلم ہوگا وعدۂ دیدار ہونے تک

اشارے کرتے جائینگے وہ اپنی ترچھی چتونسے
چمن مین نرگسِ بیمار کے بیمار ہونے تک

اثر دلمین نہین ہو اونکے کچھ میری محبت کا
وگرنہ آگئے ہوتے وہ حالِ زار ہونے تک

بچے ہین تیغ ابروسے بچینگے اور کوئی دم
جگر کے پار بس تیرِ نگاہِ یار ہونے تک

ابھی سے دیکھتے ہین اور کیا کیا رنگ لاتا ہی
رخ اونکا ای احمد رشکِ گلِ گلزار ہونے تک

پوچھا ہی ضعف اپنا فرقت مین اب یہانتک
سوجا ٹھہر کے آتا نالہ بھی ہو زبان تک

دعوی کرینگے ملنے ٹھہریگا یہ کیا پھر
تحصیل بلبلونکی ہو صرف باغبان تک

ورنہ زیادہ کشش تھا بیٹھا نہ چھوڑنے پر
پیر مغان بھی آیا میکدے آستان تک

دعوی مسیح پن کا کس منہ سے وہ کرینگے
زندہ نکرسکے جب بالونکی چھیان تک

جو جو دیے ہین صدمے فرقت نے اوسکی مجکو
اوس بات کو احمد ہین لاتا نہین زبان تک

ایذا اوٹھائین ای بت عیار کب تلک
ٹکرائین سرکو ہم پس دیوار کب تلک

ہوتے ہین اپنے دل کے خریدار کب تلک
رہتا ہی گرم حسن کا بازار کب تلک

اب دیکھتے ہین طاقت جوش جنونکو ہم
رہتا ہی گشت کوچہ و بازار کب تلک

رہتا ہی خال سے خط رخسار یار سے
جھگڑا ایمان کا فرو دیندار کب تلک

روز فراق مین ترے دندان کی یاد سے
آنکھون سے اپنی بہیے گہر بار کب تلک

ابروسے ہی اشارۂ قاتل یہی ہنوز
مرتا ہی دیکھین زخمی تلوار کب تلک

دلکو پھنسا کے پیچ مین گیسوے یار کے
آفت دکھائے چرخ ستمگار کب تلک

نازو ادا سے مجکو دکھا کر بہار حسن
ترسائیگا تو ای بت عیار کب تلک

ہم دیکھتے ہین الفت زلف سیاہ یار
رکھتی ہی اس بلا مین گرفتار کب تلک

ملتی ہی ای احمد ہمین سرمے کے واسطے
خاک مزار احمد مختار کب تلک

ردیف کاف فارسی

خوب لایا پرتوِ رخسار رنگ
یون بدلتا ہی زمانہ یار رنگ

انقلابِ دہر ہی پیشِ نظر
دیکھتے ہین دیدۂ بیدار رنگ

دامنِ نظارۂ قاتل ہو سرخ
کچھ دکھا ای دیدۂ خونبار رنگ

دیکھکر بیہوش وہ کہنے لگے
نشہ مین لاتے ہین کچھ ہشیار رنگ

دل مین شوقِ دیدۂ یار ہی
لائیگی کچھ حسرتِ دیدار رنگ

ہی بہارِ موسمِ گل لطف پر
لا رہا ہی اب بنا گلزار رنگ

ہی شبابِ یار جوبن پر احد
لائے دیکھین کیا بتِ عیار رنگ

ردیف لام

صاف کرتی ہی گلے مل کے یہ بسمل قاتل
ہی لگاوٹ تری تلوار کی قاتل قاتل

کیون نہ تلوار تمہاری ہے مرا دل قاتل
شوخیان جور کی سکھتی ہی قاتل قاتل

عشوۂ و ناز و ادا شکل و شمائل قاتل
ایک سے ایک ہین ٹکڑے ترے قاتل قاتل

جتنے جانباز ہین تیرے ہین یہ بسمل قاتل
حشر مین اوٹھینگے کہتے ترے قاتل قاتل

بعد مرنے کے بھی یہ شوق شہادت ہی مجھے — پھر جو جی جاؤن تو کہنے لگون قاتل قاتل

اسقدر دید کی حسرت تھی پسِ قتل مجھے — مردم دیدہ پکارا کیے قاتل قاتل

تو پڑی قتل اگر تیغ بکف ہووے کبھی — سارے عالم سے صدا آئے کہ قاتل قاتل

یاد آئیگی جو لذت تہِ شمشیر کی وان — روح جنت مین پکاریگی کہ قاتل قاتل

لذتِ قتل نہین بھولی ترے کُشتے کو — ہی صدا آتی لبِ گور سے قاتل قاتل

قابلِ دید تماشا ہی قتیلون کا ترے — کہتے ہین چشم سخنگو سے کہ قاتل قاتل

سحر کیا جانیے قاتل نے کیا ہی ہمپر — دم نکلتا ہی مگر کہتے ہین قاتل قاتل

کھینچنا تیغ کبھی ہنسکے گلے سے ملنا — یہ ادائین بھی ہین حق ہین مرے قاتل قاتل

تیغ کو اپنے گلے سے وہ لگا کر بولا — اسطرح دیکھو گلے ملتے ہین قاتل قاتل

نیم جان چھوڑ کے قاتل جو گیا ہی مجکو — قطرۂ خون سے صدا آتی ہی قاتل قاتل

جان کیون عشق مین اوس ابرو پر خم کے نجائے — تیغ ابرو کا تصور بھی ہی قاتل قاتل

حشر مین پرسش اعمال کو ڈھونڈھینگے مجھے — مین خدا جانے کدھر کہتا ہون قاتل قاتل

اسقدر ہی جگر و دل کو محبت تجھسے — ہر لبِ زخم سے کہتے ہین کہ قاتل قاتل

حشر مین جبکہ خدا پوچھے گا اعمال مرے
اوس سے پوچھونگا کدھر ہی مرا قاتل قاتل

قتل کے پیچھے پکارا تو یہ بولا قاتل
دیکھیے لطف ابھی کہتا ہی قاتل قاتل

روح کو میری خدا طاقت گفتار تو دے
وہ جدھر جائے پکارون اوے قاتل قاتل

عشق مین تم نہ یہ سمجھو کہ ہین غافل مجھے
جانثار لین جا کے دیتے ہین قاتل قاتل

قتل مومن کا تو لکھا نہین قرآن مین کہین
سورۂ لیل تری کیون ہی یہ قاتل قاتل

نامہ بر کوچۂ قاتل کا یہ اپنے ہی پتا
غل مچا ہوگا ہر اک سمت کہ قاتل قاتل

خط کو دیکر کے مرے اتنا زبانی کہنا
جان لبون پر ہی مگر کہتا ہی قاتل قاتل

کشتۂ تیغ ادا ہون مری تربت سے لحد
بعد مردن بھی صدا آئیگی قاتل قاتل

ردیف میم

خزان کے جاتے ہی بس عشق گلعذار ہین ہم
چلے ہین بو کی طرح پردۂ بہار مین ہم

یہ محو ہوگئے ہین رنگ گلعذار مین ہم
طلسم دیدۂ حیرت بنے بہار مین ہم

سمجھتے رنگ سے گل کے شکست رنگ کو ہین
خزان کو دیکھتے ہین پردۂ بہار مین ہم

چمن مین بیٹھے ہر سمت جلوۂ گل کو
مثال صورت تصویر ہین بہار مین ہم

بدل دل کے وہ جوڑے چمن مین کہتے ہین — دکھا رہے ہین تلون نیا بہار مین ہم

نہو جو اسکے بھی دخل اونکے جیمین جیمین ہی — کیسکے وحشت دل ہی بنین بہار مین ہم

پھرے ادھر ادھر اک جا نہ تھم سکے دم بھر — رہے ہوا کیطرح موسم بہار مین ہم

کیسکی شان یہ نمائش ابھی سے کہتی ہی — ضرور رنگ نیا لاوینگے بہار مین ہم

یہ اتفاق تو دیکھو کہ جب بہار آئی — ہوے اسیر قفس موسم بہار مین ہم

گلون کو اپنا وہ عارض دکھاکے کہتے ہین — جمائین رنگ تو کچھ دیدۂ بہار مین ہم

جو تجکو ای گل رعنا نہ پایا گلشن مین — ترے فراق مین مرمر گئے بہار مین ہم

پس فنا بھی گلو دیکھنا وہ بلبل ہین — بنینگے نور نظر دیدۂ بہار مین ہم

گلو نسے وحشت دل اپنی جاکے کہتی ہی — جو دیکھو رنگ دکھائین نیا بہار مین ہم

کسیکی نکہت جامہ کے ہم جو عاشق تھے — تو گل مین چھپ گئے بو کیطرح بہار مین ہم

وہ عندلیب ہین دیکھانہ روے گل جسنے — جدا چمن سے ہمیشہ رہے بہار مین ہم

خزان مین دیکھو تو پژمردہ ہوگئے بالکل — جو گل کیطرح تھے پھولے بہت بہار مین ہم

شباب مین ہوے عاشق تمہاری کاکل کے — اسیر سنبل پیچان ہوے بہار مین ہم

گلون پہ مار خدا کی یہ منہ چھپاتے ہین
اُٹھی جا ہین چمن سے کدھر بہار مین ہم

وہ عندلیب ہین فصلون پہ مرنا جینا ہے
خزان مین مر گئے تو جی اٹھے بہار مین ہم

رہے جو قید خزا مین تو غم نہین ہو ہمین
خدا کرے کہ قفس سے چھٹین بہار مین ہم

نہ لکھے کی تھی خبر اور تھا نہ یہ معلوم
کہ ہونگے دام مین صیاد کے بہار مین ہم

قبائے گل کیطرح پھاڑ کر گریبان کو
چلے ہین نکہت گل کیطرح بہار مین ہم

جنازہ نکلے الٰہی پھنسانے والے کا
تڑپ تڑپ کے قفس مین رہے بہار مین ہم

وہ عندلیب ہین گر کچھ کرین تو ابھی
ہزار نغمہ سنائین احد بہار مین ہم

خرام ناز سے اوس گلعذار کے پیکر
ہوے ہین سرمۂ احد دیدۂ بہار مین ہم

چلین گے لکھنؤ سے ای احد جو مرزاپور
خزان کو دیکھین گے پھر یہ وہ بہار مین ہم

جو پہونچے پھر کے کبھی یار کے دیار مین ہم
تڑپ تڑپ کے رہے بس فراق یار مین ہم

سوائے حسرت و حرمان نہ کچھ ہوا حاصل
جو پہونچے بنکے تمنا مکان یار مین ہم

رہا جو سر مین یہی سودائے جنون باقی
فلک کیطرح پھرینگے تلاش یار مین ہم

نہ پوچھو ہمدمو کیوں رات دن یہ رہتے ہیں
مثال آینہ حیران خیال یار میں ہم

یہ شوق تھا جو وہاں تک رسائی ہوتی تو
ہوا کیطرح پہونچتے ہواے یار میں ہم

خدا ہی خیر کرے جان پر حزین پہ مری
بلا کے صدمے اوٹھائے فراق یار میں ہم

نہ نکلی حسرت دیدار تک بھی آنکھوں کی
بہت دنوں پہ جو آئے دیار یار میں ہم

خدا گواہ ہی کیا کیا مصیبتیں جھیلیں
یہ لطف ہی کہ نہ آئے خیال یار میں ہم

کسی نے لی نہ خبر اس غریب بیکس کی
گئے تھے چھوڑ کے جس دلکو کوے یار میں ہم

فراق یار میں یہ وردا اپنا مصرع ہی
الہی ہونگے کبھی پھر کنار یار میں ہم

اوسیکا ہی یہ نتیجہ کہ بیٹھے روتے ہیں
چلے تھے ہو کے کبھی خوش جو کوے یار میں ہم

نہ گرم ہوتے کبھی ہم پہ سرد مہر یسے
جو اعتدال ہی ہوتے مزاج یار میں ہم

خدا کرے کہ وہ پھر راہ راست پر آئیں
کجی عجیب ہیں سنتے مزاج یار میں ہم

یہ کس رذیل کی صحبت کا ہو گیا ہی اثر
الہی سنتے ہیں جو فرق وضع یار میں ہم

حذر تھا انکو بری صحبتوں سے نفرت تھی
سنا تھا جو نہ کبھی سنتے ہیں وہ یار میں ہم

پتا بھی ملتا نہیں صاف سخت مشکل ہی
الہی جائیں کدھر اب تلاش یار میں ہم

ہماری جان کا ابتو خدا ہی حافظ ہی
نہ پوچھو صدمے اوٹھائے جو ہجر یار مین ہم

الٰہی ہوگا نہ کیا اب قرار اس دل کو
پھرا کرینگے یون ہی کیا ہوا ے یار مین ہم

الٰہی سوز محبت کا کب اثر ہوگا
برنگ شمع جو سے جلتے ہین بزم یار مین ہم

بظاہر اور ہی باطن مین اور ہی کچھ ہی
اوسکی شان سمجھتے ہین شان یار مین ہم

بیان سوز محبت کا اپنی ہی یہ احمد
غزل جو لکھتے ہین بیٹھے مکان یار مین ہم

یہ آرزو تھی کہ تا عمر ہجر یار مین ہم
نگاہ شوق رہے چشم انتظار مین ہم

شب وصال بھی مضطر ہین شوق یار مین ہم
نگاہ دیدہ بسمل ہین انتظار مین ہم

الٰہی دل مین یہ کس جلوہ گر کی آمد ہی
تمام دیدہ حیرت ہین انتظار مین ہم

صبا بھی پانؤن مین مہندی لگا کے بیٹھی ہی
نہ آئی سے لیکے خبر یان ہین انتظار مین ہم

شب وصال یہ اللہ رے شوق دید اپنا
اک انتظار سے بنے چشم انتظار مین ہم

خیال گیسوے جانان یہ مجھسے کہتا ہی
دراز ہے شب فرقت ہین انتظار مین ہم

یہ بولا وصل کی شب آکے ساقی مہوش
سرور بادہ سے ہوے چشم انتظار مین ہم

وہ بولے خواب مین آکر ہماری بالین پر
تم انتظار مین ہو یا ہین انتظار مین ہم

نہ اٹھنا تھا ہمین لازم تمہارے در سے کبھی
تھے شوق دید اگر چشم انتظار مین ہم

تھا وعدہ آنے کا شب کو نہ آئے تا بسحر
نگاہ یاس رہے چشم انتظار مین ہم

کیا نہ آئے کا شکوہ تو ہنسکے بولے وہ
ہین انتظار ابھی چشم انتظار مین ہم

جو اتفاق سے یان تک کرم کیا تمنے
ہماری آنکھون مین بیٹھو تھے انتظار مین ہم

نہ آتے وہ ہین نہ جان تن سے یہ نکلتی ہی
عجیب صدمے مین یارب ہین انتظار مین ہم

صدا ادھر سے یہ آتی ہی پھر شب وصلت
ہین پاس آج ترے چشم انتظار مین ہم

جو الٹے پانون پھرے آتے ہی تو ہنسکے کہا
بنے ہین پھیر یہ قسمت کے انتظار مین ہم

جو جان دینے کو کہیے تو منع کرتے ہو
تمہین کہو کہ رہین کب تک انتظار مین ہم

کسی کا جلوہ رخسار آج کہتا ہی
بنے ہین نور نظر چشم انتظار مین ہم

نہین وہ آتے مرے پاس تو نہ آئین احمد
لو آج جان ہی دیتے ہین انتظار مین ہم

ادھر ادھر پھرے ہر دم اٹھائے یار مین ہم
رہے ہے کبھی نہ ہوا کسطرح قرار مین ہم

عیاں ہوتا کہ تعلق یہ دونون جانب سے
پھرو خدا کے لیے جبکہ ہون قرار مین ہم

ہزار جھونکے دیے اضطراب نے پھر بھی
برنگ صبر رہے پردۂ قرار مین ہم

مثال آتش بر ہم نشستہ کے بھڑکین
ہون بیقرار زیادہ جو ہون قرار مین ہم

ابھی سے کہتے ہین غافل ہمسے تم ہونا
چھپے ہوے ہین ابھی پردۂ قرار مین ہم

قرار سے بھی لیا صبر کہتے ہو ٹھیرو
قرار کو جو ہو تسکین تو ہون قرار مین ہم

یہ اپنے پہلو مین بے چینی دلکی کہتی ہی
اک اضطراب ہین گویا تنِ شکار مین ہم

صبا بھی پانونکو پانی نمک کرکے رکھتی ہی
یہ سوز عشق لیے آئے ہین مزار مین ہم

گمان خانۂ آتش ہی میری تربت پر
دہک رہے ہین تپ غمسے یہ مزار مین ہم

جو آئے میری طرف بھول کر تو یہ بولے
کہانسے آگئے اوجڑے ہوے دیار مین ہم

جو دانا رشتۂ دانا مین ہمکو سمجھین تو بس
برنگ دانۂ تسبیح ہین شمار مین ہم

ہماری خاک کی تسبیح اونسے بنوائی
ہزار شکر کہ اب آگئے شمار مین ہم

ہم اپنا جامۂ ہستی اوتار کرکے احد
یہ پھیل پھیل کے سوتے ہین اب مزار مین ہم

زندگانِ کوے جانان کو کرین کیا یاد ہم
صورتِ نقشِ قدم چھٹکر ہوے برباد ہم

ہونگے اسکو پھر جلا کر دیکھنا آزاد ہم
آہ کھنچینگے قفس مین جس گھڑی صیاد ہم

ہین ہدف ہم ناوکِ مژگانِ چشمِ یار کے
دیکھیے رکھتے ہین کیسا سینۂ فولاد ہم

اوڑتے ہی ہم آشیانے سے دام مین تیرے پھنسے
کیا کرینگے یاد گلشن کو بھلا صیاد ہم

مرغ بسمل کیطرح ہونگے طپان ای جانِ جان
بعد مردن بھی لحد مین کرکے تمکو یاد ہم

گھر مین وہ تشریف لاکر میرے فرمانے لگے
خانۂ ویران کو کرتے ہین ترے آباد ہم

ان گلونکے عشق مین صدمے اوٹھائے اسقدر
ڈھونڈھتے پھرتے ہین خود اب خانۂ صیاد ہم

کہتے کہتے رک گئے کیا سمجھکر ای جانِ من
بے تامل کہیے کرتے ہین جو ہو ارشاد ہم

مر کے زندانِ تنے چھٹینگے تو رہینگے قبر مین
بعد مردن بھی نہونگے قید سے آزاد ہم

عمر بھر باغِ جہان مین دل کو تو رونا پڑا
کیا چلینگے اس چمن سے اب بھلا دلشاد ہم

بھولے بیٹھے ہین ہم اپنی ہستی موہوم کو
رہروانِ ملکِ فانی کو کرین کیا یاد ہم

حال قرآن مین بہشتِ نوکا پڑھکر بول اوٹھے
قل ہو اللہ کو پڑھاتے ہو تا گرشداد ہم

وصل کی شب وہ گلے ملکر کے فرمانے لگے
یاد ہین اب بھی تمھین کرتے تھے جو بیداد ہم

حلقۂ ماتم سمجھو حلقۂ زنجیر کو
یاد گیسو میں جو کرتے ہیں کبھی فریاد ہم

لطف آزادی کا اپنے چھوڑ کر ہرگز کبھی
قیصر و فغفور کے ہوتے نہ پھر داماد ہم

یاد آتا بیستون پر جوش وحشت میں جو تو
آب شیرین پر دلاتے فاتحہ فرہاد ہم

نالے کرتے ہیں یہی کہہ کے ہجر یار میں
بھولے وہ بیٹھے ہیں کرتے ہیں جسے اب یاد ہم

جی نہ بہلا جا کے گلشن میں بھی اپنا ایکدم
یاد قامت میں رہے روتے تہ شمشاد ہم

مجتمع ہیں خاک و باد و آب و آتش اسمین سب
یعنی اس پیکر میں ہیں اب پیکر اضداد ہم

ذبح کرنے میں توقف گر ہے تجکو کوئی دم
دے چھری ہمکو گلا کاٹیں ابھی جلاد ہم

جاتے ہو عمر گریزان کیطرح سے روٹھکر
بھولے سے بھی اب نہ تمکو پھر کرسکینگے یاد ہم

فرق حسن و عشق کا ہے میرے اونکے اسلیے
وہ پری کہلائیں اور کہلائیں آدم زاد ہم

مرغ بستان شاخ گل پر کہتے ہیں خوش ہو کے یہ
باغبانون سے کے ہیں گویا باغ میں داماد ہم

جی میں ہے اب تیلیون کو توڑ کر ہو ویں رہا
کب تلک کنج قفس میں پھر کریں فریاد ہم

زلف میں دلکو پھنسا پایا تو یہ کہنے لگے
دام گیسو خال دانے سے بنے صیاد ہم

ہار پہناتا ہے غیروں کے گلے میں لطف سے
شانہ بر باد چمن کچھ بھی ہیں تجکو یاد ہم

خاک کوے یار کی لا کر بنائین کعبہ اور
عالم ایجاد مین کچھ تو کرین ایجاد ہم

لطف وہ اپنی سیہ مستی کا سب جاتا رہا
ہجر ساقی مین رہے مدت تلک ناشاد ہم

ٹکڑے ہوتا ہی جگر دل ہی پہ بنجاتی ہی بس
ای احد فرقت مین کرتے ہین اوسے جب یاد ہم

لو دیے دیتے ہین جان تمکو نہین گر یاد ہم
سختیان کب تک اوٹھائین ای ستم ایجاد ہم

پہلے آسان جانتے تھے دل لگانیکو بتو
یہ نہ سمجھے تھے کہ ہونگے عشق مین برباد ہم

خواب مین وہ جلوہ فرما کرکے یون کہنے لگے
کرتے ہین ویران سرای دلکو بس آباد ہم

ذبح کرنا پیچھے آ پہلے گلے لگجا مرے
عید قربان ہی ذرا دے لین مبارکباد ہم

کیا عجب میخانۂ ساقی سے یہ نکلے صدا
بعد اس میکش کے دیکھو ہوگئے برباد ہم

منہ پہ باتین بوسۂ لب کی جو لائے تو کہا
منہ لگانیکے سبب آخر ہوے ناشاد ہم

بے ثباتی ہے جہانکو دیکھتے جاتے ہین پر
دیکھنے پر بھی ہین اندھے مثل مادر زاد ہم

عشق کے دیوانے کو تجویز کرتا ہی جو فصد
تو ہی دیوانہ کہ ہین دیوانے ای فصاد ہم

چار دن بھی سیر گلشن تھی نہ قسمت مین لکھی
عمر بھر دیکھا کیے ہین خانۂ صیاد ہم

طائرِ جان نے تو یہ پرواز کرتے ہی کہا
اس قفس کو تو کیے جاتے ہین اب برباد ہم

اتنی فرصت دے ہمین جلدی نکر تو قتل مین
دیکھلین دم بھر نظر بھر کر اُسے جلاد ہم

پانوٗن وان پھیلا کے تم سوتے رہے آرام سے
رات بھر کرتے رہے یان نالۂ و فریاد ہم

قید کرتا ہی عبث تو ہم نہین رہنے کے بند
بیڑیون کو توڑ ڈالین گے تری حدّاد ہم

تو تو تھا مخلوق خالق بنگیا کیونکر بھلا
پوچھتے ہوتا اگر اس عہد مین شدّاد ہم

یاد آیا شب کو گلشن مین جو وہ سروِ سہی
رات بھر رویا کیے بیٹھے تہِ شمشاد ہم

نا شکیبائی سے اپنی عشق مین ہرگز کبھی
جان شیرین کو نہ دیتے صورتِ فرہاد ہم

خانۂ دل مین ہم اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز
رکھتے ہین مضمون نو کو صورتِ اولاد ہم

باغ مین بھی ہم سمجھتے ہین ترے قامت کا یار
سرو کو شمشاد کو بھی بندۂ آزاد ہم

جب اُٹھائین سختیان بھی صورتِ فرہاد و قیس
عشق بازی مین ہوے مشہور تب اُستاد ہم

ہین وہ دیوانے کہ ویرانے سے الفت ہی ہمین
بے ستون پر ڈھونڈھتے ہین تربتِ فرہاد ہم

مانگتے ہین ای شبِ فرقت خدا سے ہم امان
سختیان کرتی ہین تیری جب کبھی پھر یاد ہم

پھونکدین ہم ایکدم مین گنج قارون بھی ہو گر
مفلسون کے پاس آئی ہون اگر داماد ہم

بوسۂ لب لیا باتون مین تو کہنے لگے
مانتے ہین تمکو بھی اِی حضرتِ اُستاد ہم

جب اثر دل مین کیا اون کے کہا یہ آہ نے
سر کرین دل کیا ہی ہو گر قلعۂ فولاد ہم

وہ سوِ گورِ غریبان آکے یون کہنے لگے
رکھتے ہین کتنے شہیدِ خنجرِ بیداد ہم

لیکے دل میرا ملاؤ گے مجھے تم خاک مین
اسطرح سمجھے نہ تھے پہلے تمھین اُستاد ہم

عشق سے باز آؤ کہتے ہین وگرنہ ای احد
کرتے جائین گے تمھارے ساتھ اک بیداد ہم

پہلے اپنے وقت سے بس ناسخ و سعدا گئے
کس سے مانگین ای احد اپنی غزل کی داد ہم

ردیف نون

مبتلاے رنج و غم مجسا کوئی انسان نہین
آفتابِ حشر بھی صبحِ شبِ ہجران نہین

دلمین حرمان کے سبب باقی کوئی ارمان نہین
قابلِ حسرت ہماری جان بھی ایجان نہین

چاہتا ہون جب علاجِ علتِ خود رفتگی
بیخودی کہتی ہی غفلت کے لیے درمان نہین

تازگی کو تازہ ہی دم سے ترے ای جانِ جان
نازنینِ تجسا زمانے مین کوئی انسان نہین

بوے الفت جسمین ہو بس اوس سے ملنا چاہیے
جسکو ہو الفت نہ اشنا کی وہ کچھ انسان نہین

میری صحت کی طبیبون کو عبث تاب فکر ہی
درد وہ رکھتا ہون مین جو لائقِ درمان نہین

تیرگیِ بخت سے کیا خوب پائی ہی سزا
کب سیہ رو تیرا ای شامِ شبِ ہجران نہین

خانۂ دل کو مرے ویران نہ سمجھا ای بتو
وحشت آبادِ جنون ہی خانۂ ویران نہین

بال کو سُلجھا کے رخ پر چھوڑ کر کہنے لگے
آجکل اس سرزمین پر ابر ہی باران نہین

سوزِ الفت بزمِ عالم مین ہر اک کے دل مین ہی
کون پروانہ ترا شمعِ رخِ جانان نہین

درد ہی حسرت کبھی حرمان کبھی ماتم کبھی
خانۂ دل مین کوئی انکے سوا مہمان نہین

سب ہین گریان قطرۂ شبنم یہ سارے اشک ہین
گلشنِ ایجاد مین کوئی بھی گل خندان نہین

زلف کو چھوڑا ہی چہرے پر تو ہنسیے بھی ضرور
لطف ہی کیا ابر کا گر برق بھی خندان نہین

چار دن تجھے زندگی کے کٹ گئے سب رنج مین
جز مرے انسان لقمۂ خنجر کوئی انسان نہین

چھوڑ کر بتخانہ کعبہ کیون نجائین ای احد
اپنے پہلو مین وہ بت غارتگرِ ایمان نہین

خالِ رخ کو کب خیالِ چہرۂ جانان نہین
کون کہتا ہی کہ ہندو حافظِ قرآن نہین

وصل کی شب حالِ دل کچھ آپ پر پنہان نہین
اب نہین سنتے کہ کچھ ای جان جانِ من ہم ہان نہین

وحشتِ دل رکھتی ہی قیدِ تعلق سے جدا
کب برنگِ بوئے گل جامے سے ہم عریان نہین

روتے ہین دن رات ہم یادِ رخِ دلدار مین
تر ہمارا اشک سے کب گوشۂ داماں نہین

یاس ہو اسدرجہ جب پوچھتے ہین حالِ دل
نامرادی کہتی ہو دل مین کوئی ارمان نہین

دیکھتا ہو جو مجھے حیران وہ ہو جاتا ہو خود
او خیالِ یار مجسا دوسرا حیران نہین

آپ تو او ٹھکر چلے جاتے ہین پہلو سے مرے
پر یہ سن لینا کہ میری جان بھی اب جان نہین

کب نہین پیشِ نظر ہو جلوۂ رنگِ بہار
دامنِ نظارہ مین کب وہ گلِ خنداں نہین

دیکھیے گر غور سے تو مرقدِ عشاق پر
یاس و حسرت کے سوا کوئی بھی وہان گریان نہین

کب نہین جامہ دری سے دستِ وحشت کو ہو شوق
چاک کب اپنا گریبان دیکھو تا دامان نہین

شورِ ماتم رہتا ہو برپا دلِ عشاق مین
کب یہان دل چل ترے باعث صفِ مژگان نہین

پھنس گیا کمبخت خود دامِ بلا مین جا کے آپ
تجھسا دنیا مین دلِ ناداں کوئی ناداں نہین

صورتِ پروانہ جلتے ہین دلِ عشاق یان
یہ تسلی اچھی تری شمعِ رخِ جانان نہین

اپنے کوٹھے پر وہ مہرو جسطرح ہو جلوہ گر
اسطرح بامِ فلک پر اخترِ تابان نہین

ہو کے عریان تو لپٹتا ہو تو لگ جاتی ہو آگ
شعلۂ جوالہ ہو ایجان تنِ عریان نہین

صدقے تیرے ناز کے قربان ترے انداز کے
بے ترے اب چین دم بھر بھی مجھے یہان نہین

حسرتِ دیدار رہی گر سنگ چھاتی پر پڑی
ہم بھی کیا دھونی رماتے اے درِ جاناں نہین

دیکھیے گر غور سے تو ماتمِ عشاق ہین
کب سیہ پوش اے احد شامِ شبِ ہجراں نہین

بہار آئی ہے سب وحشت کے ساماں ہوتے جاتے ہین
بلا سے جانِ شورِ عندلیبان ہوتے جاتے ہین

رخِ رنگین کے جانب گیسو پیچاں ہوتے جاتے ہین
ہزاروں گبر کعبے مین مسلمان ہوتے جاتے ہین

تری اٹکھیلیوں نے خون ارمان ہوتے جاتے ہین
اسی رفتار مین پامال انسان ہوتے جاتے ہین

ستارے کفش کے تیری دمِ رفتار گر گر کے
فروغِ حسن سے مہرِ درخشاں ہوتے جاتے ہین

بتِ پردہ نشین سے وصل اب دشوار ہوتا ہے
دلِ پُر ہوس سے باہر ارمان ہوتے جاتے ہین

محبت کی نظر سے دیکھتے ہو دمبدم مجکو
تمہارے عاشقِ شیدا پشیمان ہوتے جاتے ہین

نکلکر سبزۂ خط ہر طرف سے روے رنگین پر
ترے سیبِ زنخداں کے نگہبان ہوتے جاتے ہین

نہ ہو اے حضرتِ دل تم خیالِ زلف جانے دو
تمہارے ساتھ اب ہم بھی پریشان ہوتے جاتے ہین

مٹانا نقشِ ہستی کا ہو منظورِ نظر شاید
جو بہرہ ور ظلم اے چرخ گردان ہوتے جاتے ہین

پریشان آپ شانے سے وہاں کرتے ہین گیسو کو
یہاں مجموعۂ خاطر پریشان ہوتے جاتے ہین

مریضِ غم کے حق مین وصل اونکا زندگانی ہی
لبِ شیرین کے بوسے آب حیوان ہوتے جاتے ہین

ہمارے پاس لاتی ہو اوڑا کر نکہتِ گیسو
صبا کے آج ہم ممنون احسان ہوتے جاتے ہین

تری رنگت کے آگے ای بہارِ عارضِ جانان
پشیمان لالہ و نسرین و ریحان ہوتے جاتے ہین

ہزارون نیم بسمل سیکڑون بیجان عالم مین
لگاوٹ سے ترے ای تیغ بران ہوتے جاتے ہین

نہ کیونکر خار حسرت کی جگہ ہو غنچہ دل مین
خزان ہوے پہلے کیا کیا گلستان ہوتے جاتے ہین

نہین صورت رہائی کی کوئی ای جوششِ وحشت
مقفل خانۂ زنجیر زندان ہوتے جاتے ہین

سواری اوس گلِ رعنا کی سوے گلشن آتی ہے
ترے مطلب تو ای مرغِ خوش الحان ہوتے جاتے ہین

کہا لوگون نے جب جاکر احد بھی مرتے ہین تم پر
تو فرمایا کہ کہدو اونسے نادان ہوتے جاتے ہین

ترے رخ کے جلوے عیان ہوگئے ہین
مہ و مہر مثلِ کتان ہوگئے ہین

بجز رنج کے منہ نہ دیکھا خوشی کا
جدا جبسے ریحانِ جان ہوگئے ہین

سمائی ہو الفت تری اسطرح پر
جدا پوست سے استخوان ہوگئے ہین

نہ موے میان کا کھلا ایک عقدہ
اسی فکر مین سب بے نشان ہوگئے ہین

تصور ترے تیر مژگان کے قاتل
مرے دل مین نوک سنان ہوگئے ہین

یہ سکتے ہین وہ حالتِ غم کو سنکر
یہ قصے تو پہلے بیان ہوگئے ہین

دکھایا ان آنکھون نے سیلاب کیا کیا
یہ آنسو بھی آب روان ہوگئے ہین

یہ کہتی ہو خاقان وکسرا سے قسمت
تم ایسے بہت خاک یان ہوگئے ہین

تبدل زمانے کا یہ رنگ لایا
کہ کمظرف بھی شعرخوان ہوگئے ہین

ہوا رشک تاتار جنت کو جب سے
ترے بال عنبر فشان ہوگئے ہین

خدا کے لیے اونکو مت چھوڑ قاتل
تہِ تیغ جو نیمجان ہوگئے ہین

کسیکو نہین چین فرقت مین انکی
یہ دلبر اذیت رسان ہوگئے ہین

کہا کرتی ہو خاک سے روح اپنی
کسیکے لیے بے نشان ہوگئے ہین

جنھین کجکلاہی کا تھا اپنے غرا
تہ خاک وہ بھی نہان ہوگئے ہین

رقیبون نے کیا جانیے کیا کہا ہو
کہ بیطرح وہ بدگمان ہوگئے ہین

دکھائین نہ کیون تیغ بدلے خوشی کے
کہ دشمن مرے آسمان ہوگئے ہین

احمد مجھے کہتا ہو وہ شوخ ہنسکر

بہت آپ تو ناتوان ہو گئے ہین

لطف مے ہو باغ ہو کالی گھٹا ہو مین نہون
وائے قسمت ساقی معجز نما ہو مین نہون

روح کہتی ہی وہ پابندِ بلا ہو مین نہون
دل فقط زلفِ بتان کا مبتلا ہو مین نہون

اوسکے کوچے مین نجاؤن یہ بھی ممکن ہی بھلا
جس جگہ پر میرا حاصل مدعا ہو مین نہون

ہی دعا یہ حشر تک دیکھون نہ روے آسمان
جس زمین پر اے خدا اوسکی ادا ہو مین نہون

کیون نہو شوقِ شہادت بدنصیبی سے گلا
مستعد جب قتل پر قاتل ہوا ہو مین نہون

مرغِ دل کہتا ہی تیرے بام پر اے شاہِ حسن
بلبلِ سدرہ ہو عنقا ہو ہما ہو مین نہون

سنئے فرقت نہین اوٹھتی دلِ بیتاب سے
ہجر مین بس روح قالب سے جدا ہو مین نہون

بلبلِ نالان گلستان مین دعا کرتی ہی یہ
یا الٰہی جب خزان کی ہان ہوا ہو مین نہون

وحشتِ دل تیرے کوچے سے نکالے حیف ہی
کھڑکیونکا جب ترے پردہ اوٹھا ہو مین نہون

تو جو بھیجے وصل کا پیغام شادی مرگ ہو
اے مسیحا دردِ دل کی جب دوا ہو مین نہون

اے خداوندِ دو عالم روح بھی نکلے مری
وہ بتِ کافر اگر مجھسے جدا ہو مین نہون

یہ دعا ہی جب زمینِ کوچۂ جانان چھٹے
میرے سر پر آسمانِ غم گرا ہو مین نہون

ای احمد شرمِ گنہ وان تک مجھے جانے نہ دے
جب سرِ تختِ عدالت لکھا ہووین نون

مہ و خورشید جسکو دیکھکر شرمندہ ہوتے ہین
اوسی کافر کی الفت مین ہم اپنی جان کھوتے ہین

بھر آتا ہی جو دل اپنا کبھی فرطِ محبت سے
فراقِ یار مین ہم دو دو پہر چھپ چھپ کے روتے ہین

ہوے ہین قتل جو دستِ نگارین سے ترے قاتل
شہید و ہین وہ داخل ہوکے زیرِ خاک سوتے ہین

گمان ہوتا ہی اک عالم کو اکثر شاخِ مرجان کا
وہ جسدم پنجۂ نازک کو دریا مین ڈبوتے ہین

لگاتے ہین گلِ رخسار کو اپنے جو خوش ہوکر
دلِ ناداں ترے حق مین وہ کانٹے آج بوتے ہین

عجب عالم ہی ہر فردِ بشر کا تیری محفل مین
بسانِ شمع جلتے ہین مثالِ ابر روتے ہین

نہین رہتے ہین اکسان ایک دو دن صاف دل ہو کر
کبھی ہوتے ہین خوش ہمسے کبھی آزردہ ہوتے ہین

گذر ہوتا ہی اونکا قبرِ عاشق پر تو کہتے ہین
خدایا چھوٹ تو اونسے آج کیطرح سوتے ہین

شبِ فرقت کے سونے والونکا یہ حال آج ہی ہای
سحر کو اوٹھکے اشکِ حسرت سے اپنے منہ کو دھوتے ہین

گلاب و عطر کی کثرت مین یہ معلوم ہوتی ہی
بدن کو جسکے گھڑی بھر مین وہ اپنا مل کے دھوتے ہین

نہ اوٹھینگے زمین سے صور کے پھکنے تلک شاید
قیامت کے کرے مین ہم نرالے لوگ سوتے ہین

شبِ فرقت میں دیکھو آکے کیفیت تڑپنے کی
کبھی سر کو پٹکتے ہیں کبھی اٹھ اٹھ کے روتے ہیں

صدا آتی ہے یہ ہر دم لبِ گورِ غریباں سے
اسی منزل میں سر پر ہاتھ رکھکر لوگ روتے ہیں

شکایت بیوفائی کی نہ تم میری کبھی کرنا
کہے دیتے ہیں جانسے لوگ ہم ہاتھ دھوتے ہیں

نہ تھا جز فرشِ گل دنیا میں بستر جیتے جی جسکا
وہ زیرِ خاک فرشِ خاک کی سطح سوتے ہیں

نہالِ عشق میں کہتے ہیں پھل لگتے نہیں دیکھا
عبث تخمِ محبت مزرعِ دل میں یہ بوتے ہیں

نہ سمجھو میرے رونے کو عبث ای ہمدمو ہرگز
ہم اپنی چشمِ تر سے جامۂ ہستی کو دھوتے ہیں

نظر آتا ہے عالم چشمۂ حیواں میں ناگن کا
لبِ لعلیں پہ سوتے ہیں جب اوسکے بال چھوتے ہیں

وہ مثلِ موج لہراتے ہیں زلفونکو جو دریا میں
یہ گردابِ بلا میں دیکھیں کس کسکو ڈبوتے ہیں

پتا قاصد یہ رکھنا یاد اکثر اوسکے کوچے میں
ق　سسکتے ہیں بلکتے ہیں تڑپتے جان کھوتے ہیں

جہاں یہ دیکھنا پھر اوسجگہ یہ بھی نظر کرنا
نمایاں وزنِ بیداد میں بھی کچھ نئی ہوتے ہیں

نظر آئیں جو دردمندیں تو جھک کر بندگی کرنا
جو پوچھیں تم کہاں سے آئے خاطر کہنا ہوتے ہیں

ہمارے خط کو دیکر یہ زبانی اونسے کہدینا
کوئی دم میں رخصت عالمِ فانی سے ہوتے ہیں

جو پوچھیں اسکا باعث کیا ہے تو پھر اونسے کہدینا
تمہارا نام لے لیکر کے وہ ہر لحظہ روتے ہیں

تصور مین وہ رہتے ہین عجب حالت ہوا اونکی
نہ کھاتے ہین نہ پیتے ہین نہ کوئی لحظہ سوتے ہین

جو کچھ ہون نرم ان بات تو نسے تو پھر صاف کہدینا
تمہاری مہربانی ہو تو پھر وہ اچھے ہوتے ہین

کہا دیکھو احد کو کوئی پھر ہم کل سے سنتے ہین
خدا جانے کہ وہ ہر لحظہ کیون چھپ چھپکے روتے ہین

عجب حال اگرچہ بہت خراب ہو نہین
جو غور کیجے زمانے مین انتخاب ہو نہین

گناہگار ہون گرچہ بہت خراب ہو نہین
نظر کرے جو تو محشر مین بحساب ہو نہین

جہان مین کہنے کو گو بندہ شراب ہو نہین
نظر جو کیجے تو بس طالب ثواب ہو نہین

دکھا کے چہرۂ پر نور کو وہ کہتے ہین
زمین پہ [illegible] خورشید کا جواب ہو نہین

یہ چرخ نیلی کی عادت ملی ہی دونکو
جو برق ہنسنے مین وہ رونے مین سحاب ہو نہین

یہی تمہاری عدالت کا مقتضا ہی بس
ہون غیر لطف کے خاطر پہ عتاب ہو نہین

بجا [illegible] لب پہ سزا ملی مجکو
گناہگار ہون وا مقابل عتاب ہو نہین

نہین غرض [illegible] کسی سے ایناتی
جہان مین یار خم و جام فرق شراب ہو نہین

کرے جو ذبح کوئی لوٹنے وہی لگجاے
عجب [illegible] ہون کیسا پر اضطراب ہو نہین

بنو صورت فرہاد و قیس ہم ان دونون
جو کوہ و دشت مین پھر کر کہین خراب ہوئین

جلایا آتش ہجران نے اسقدر مجکو
بر شتہ سینۂ و دل صورت کباب ہوئین

زمین کو ہو تزلزل عجیب حالت ہو
پس فنا یہ لحد مین پر اضطراب ہوئین

مری فنا سے ہزارون ہون موج زن دریا
دکھائے رنگ طلسمات وہ حباب ہوئین

بوقت نزع یہ عزم مکان بیجا ہو
نہ اوٹھو پاس سے بیٹھو پہ اضطراب ہوئین

رقیب حال سے کیونکر مرے پتا پائین
خیال یار مین ہتا مثال خواب ہوئین

کسیکے مصحف رخ کا یہ صاف ایما ہو
جو آسمان پہ سے اوتری وہی کتاب ہوئین

سوائے دوست کے گر لاکھ سر پٹک مارین
نہ آوُن ذہن مین غیرونکے ایسا جواب ہوئین

اگرچہ زندہ ہون پر دور کے سبب سے اب
کسیکی بزم کی نسبت خیال خواب ہوئین

نگاہ اونکی یہ پھر کر کے صاف کہتی ہو
زمانہ کھاتا ہی چکر وہ انقلاب ہوئین

زبانسے پوچھو نہ احوال میرے رونے کا
بچشم دیکھو تو بس چشمۂ پر آب ہوئین

بتو نہ سمجھو مجھے خاص اپنا بندہ تم
تمہارے ملنے سے ابتک پر اجتناب ہوئین

تمنا صاف یہ روح القدس کے دلمین تھی
براق کے شب معراج ہمرکاب ہوئین

یہ خاک پاے بتِ خوش خصال کہتی ہے
فروغ دیدۂ خورشید و ماہتاب ہون مین

وہان وہ برق کے مانند ہنستے رہتے ہین
مثال ابر یہان دیدۂ پر آب ہون مین

احد مدینہ ہو مدفن مرا پس مردن
نہ ہے نصیب کہ خاک در جناب ہون مین

شرارے میرے نالون سے جواب اختر نکلتے ہین
وہی شب کو فلک پر بنکے سب اختر نکلتے ہین

مقابل مین ترے جب کبھی دلبر نکلتے ہین
گرے اپنی نظر سے خود سہوا اختر نکلتے ہین

چھپی بالون مین پر افشان جبین وہ یاد آتی ہے
شب مین فلک پہ جگمگری اختر نکلتے ہین

جو جاتے شبکو ہو تم بام پر یہ ٹوٹے پڑتے ہین
تمھی پر جان دینے کو یہ کیا اختر نکلتے ہین

شب ہجران مین وہ دل کا ایسا چھا گیا عالم
سیاہی کچھ لیے گردون کا اب اختر نکلتے ہین

نہین افشان جبین کی اونکی چھپ جاتی ہے زلفون مین
گھٹا گھنگھور مین چھپ چھپ کے اختر نکلتے ہین

شب مہ ہو جو ایسا بام پر آجا کرو ہم اکثر
تجھی کو دیکھنے ادھر تیرا اختر نکلتے ہین

تجلی پر [illegible] کی ایسے اپنے نازان ہین
چڑھا سے ہین منہ اختر کو جب اختر نکلتے ہین

جو زلفون کے تصور مین خیال آتا ہو دندان کا
تو کیا [illegible] کے یہ دن ہی اختر نکلتے ہین

ارادہ شام سے اونکا ہو مجھسے پاس آنے کا
کہ مجھ سے طالعِ خفتہ مرے اختر نکلتے ہین

ہجوم دلبران اونکے نکلنے مین یہ ہوتا ہی
کہ جیسے گردِ مہ کے سیکڑون اختر نکلتے ہین

رخ و دندان کو تیرے دیکھکر ہر شب ہی پیکر
بہم شرمندہ اور نادم مہ و اختر نکلتے ہین

چڑھے تھے حسن کے زورون پہ یار کسکو دیکھا ہی
نگاہِ خلق سے اوترے ہوئے اختر نکلتے ہین

بھٹک جاتا ہون جس شب کو مین راہِ وادیِ الفت
تو اوس شب کو فلک پر بھی نہین اختر نکلتے ہین

مقابل مین رخ و دندانکے دونونکو جو آتا ہی
بہم اک جان و قالب مہ و اختر نکلتے ہین

چمک بالونمین افشان جبین کی دیکھکر تیری
لباسِ شب مین کیا ماتم زدہ اختر نکلتے ہین

نہین ممکن مرے خورشید رو کے سامنے آئین
اوترتے جب ہین وہ کوٹھے سے تب اختر نکلتے ہین

چمک مین تیرے دندانکی چمک کو جو نہین پاتے
کفِ افسوس کو ملتے ہوئے اختر نکلتے ہین

مقابل میرے گلرو کے کوئی گلرو نہین ہوتا
کہ جیسے شمس کے آگے نہین اختر نکلتے ہین

فلک کا رتبہ حاصل ہی نہین شعر کو اپنی
نکلتے ہین جو مضمون نئے وہ اختر نکلتے ہین

جنون اب جلوہ گاہ و تازہ شاید کچھ ہی باقی ہی
پھپھولے پانو مین جو صورتِ اختر نکلتے ہین

تمہارے حسن کے شمس سے جلا اوڑے تھے خاک کے ذرے
وہی ذرے فلک پر بنکے اب اختر نکلتے ہین

صدا آتی ہی یہ فرہاد اور مجنونکی تربت سے
عجب یہ خاک کے پتلے بھی غارتگر نکلتے ہین

قدم لیتی ہی آرایش بھی جھک جھک کر اونکا
عجب انداز سے وہ آج بنکر ٹھنکر نکلتے ہین

شرارت کر نہ بیٹھین یہ کسی سے ڈرتا رہتا ہون
کبھی جو طفلہاے اشک یہ باہر نکلتے ہین

مجھے وہ دیکھکر بولے نشانۂ عشق ہین دیکھو
ہجوم یاس و حسرت کا لیے لشکر نکلتے ہین

اشارا ہی یہی اوس ترک کی ابرو کی چتونکا
اجل سے کہہ دو آئے لیکے ہم خنجر نکلتے ہین

صفت مین نے جو کی ہی روے رنگین کی ترے اے جان
مرے ہر شعر مین مضمون پری پیکر نکلتے ہین

بھلا شوق گر جلوے دکھائے روے رنگین کے
تعجب کیا ہوا ابر تو پری پیکر نکلتے ہین

نظر بھر بھر کے تجکو دیکھتے ہین یہ سسکتے ہین
ترے بسمل کے یون ارمان تہ خنجر نکلتے ہین

اونھین بھولین نہین بے باکیان دست تمنا کی
مری تربت کی جانب سے جو وہ بچکر نکلتے ہین

جو رکھتا ہون تخیل انکے اونکے روے رنگین کا
یہی سب مجھ مین بنکر پری پیکر نکلتے ہین

تصور تیرے مژگان کا خنجر کے بھی ای قاتل
جو وہ نشتر نکلتے ہین تو یہ خنجر نکلتے ہین

رہائی کی خبر کیا امید اونکی زلف پرشکن سے
شکار اس دام سے ای دل کہین بچکر نکلتے ہین

تصور ہو جو تابانکی [illegible] جو کرنے کا
تو ہر شب بام پہ بنکر پری پیکر نکلتے ہین

تمنا ہی کسی پازیب کی جھنکار بجائین
تو نالے پُر اثر دیکھین نہین کیونکر نکلتے ہین

تصور جو رہا کرتا ہی اونکے روے رنگین کا
مرے مضمون بھی ان روز دن ہی سیکر نکلتے ہین

دم تقریر دیکھو تو یہ کیا شیرین بیانی ہو
بنات اسکو سمجھیے پارۂ شکر نکلتے ہین

شب وصلت گلے مل ملکے فرمانے لگے مجھسے
احد بتلاؤ تو ارمان بھلا کیونکر نکلتے ہین

مسخر چشم سے کرنے کو جب باہر نکلتے ہین
غضب کے مردم دیدہ بھی جادوگر نکلتے ہین

بڑھائی ہو گلون کے روبرو جو آبرو اپنی
بدن مین موتیے کا عطر وہ ملکر نکلتے ہین

خبر لیدے اب ای تسلی خانۂ دل کی
نہین معلوم طفل اشک کیون مضطر نکلتے ہین

جسے دلبر سمجھتے ہین وہی اب نم رنگین ہیز
برنگ مردم دیدہ حیا پرور نکلتے ہین

کسیکی زیب و زینت باعث توقیر زینت ہو
قدم لیتی ہو آرائش جو وہ باہر نکلتے ہین

قریب مرگ سب ارمان دل سر پٹکر بولے
اب او دل تجھسے ہم سب جلا ہوکر نکلتے ہین

ہوا ہون جیسے میں مٹی مین اے جوش جنون ایسا
رگون سے خاک میری چھانکر نشتر نکلتے ہین

مجھے رگمائے تمہین تو گئے تھے شوق سے لیکن
پر کیون روکے ہوئے ہر بکس نخن نشتر نکلتے ہین

قیامت مین بھی شہرت ہی تری شوکت کی ای ظالم
دبا کر پانؤنکو سب فتنۂ محشر نکلتے ہین

نہین معلوم صیادون نے کیا آفت مچائی ہی
چمن سے آج مرغانِ چمن مضطر نکلتے ہین

تصور تیری مژگان کے شبِ فرقت مین ای قاتل
رگ جان کے لیے ہر ایک نشتر نکلتے ہین

دل اپنا کوچۂ دلبر مین جسدم شور کرتا ہی
پکڑ کر ہاتھ سے پہلو کو ہم مضطر نکلتے ہین

بگڑ جاتے ہین حرفِ مدعا سنکر وہ قاصد سے
ہمارے دلکے ارمان دیکھین اب کیونکر نکلتے ہین

کہان یہ شوخیان عشوہ کرشمہ ناز غمزہ مین
بتانِ ہند اکثر فتنۂ محشر نکلتے ہین

پتا ملتا نہین فرقت مین تم پوچھے کیا گذری
جو اشک آنکھون سے اپنی آج کچھ مضطر نکلتے ہین

گلے پر پھیر کر خنجر مرے کہتا ہی وہ قاتل
چٹا دیتا ہون خون اب اسکے کچھ جوہر نکلتے ہین

گلے مین ڈالکر بانہین یہ بولے وصل کی شب وہ
بتا دے دلکے ارمان ہمسے تم کیونکر نکلتے ہین

خدا جانے ٹھکانے کب لگے گی اپنی محنت یہ
تلاشِ یار مین ہر سمت ہم مضطر نکلتے ہین

احد پاؤن احداونکو تو پھر جانے نہ دون ہرگز
اگر مجبور ہون اکثر مین وہ اکثر نکلتے ہین

بہر حالت شریک بزم خیر و شر نکلتے ہین
[illegible] ہم بہتر نکلتے ہین

شگفتہ ہوتی ہی ہر شی جو مردم بھر نکلتے ہین
بہارِ باغ فصلِ گل مین وہ ہو کر نکلتے ہین

جگر بھی اور دل بھی خون ہین دو پی خرابی کے
مرے دشمن یہی میرا ہی لہو پیکر نکلتے ہین

دوپٹا اوڑھکر کہتا ہون کیون نکلے تو کہتے ہین
حیا ہین پردۂ غیرت مین ہم چھپکے نکلتے ہین

اثر بھی کچھ نکچھ میری محبت کا تو ہونا تھا
خدا کی شان ہی میری طرح مضطر نکلتے ہین

کسیکی شوخیِ دستِ حنائی کے تصور مین
مری آنکھون سے لختِ دل لہو ہوکر نکلتے ہین

شفق بھی منہ چھپا لیتی ہی اپنا پردۂ شب مین
جو مہندی شام کو وہ ہاتھ مین ملکر نکلتے ہین

جو جی مین آتا ہی کہتے ہین ہم رندونکو جل جلکر
کبھی جو حضرتِ ناصح سوئے منبر نکلتے ہین

قضا کا ہی بہانا پڑ نگا ہین جان لیتی ہین
اجل سے بھی زیادہ یہ پری پیکر نکلتے ہین

جو کہتا ہون نہ نکلے ایک بھی ارمان مرے ابتک
تو وہ کس بھولے پن سے کہتے ہین کیونکر نکلتے ہین

اثر دکھلایا گلرویونکی الفت نے پسِ مردن
چڑھانے پھول تربت پہ میرے دلبر نکلتے ہین

دمِ گلگشت گلشن کہتے ہین مرغان گلشن سے
چمن مین آج موجِ بوئے گل بنکر نکلتے ہین

تلاشِ یار مین اکثر جو [illegible] جلتا ہون
پھپھولے پاؤن کے [illegible] مرے سر [illegible] نکلتے ہین

[illegible] نگہ سے دلکباب [illegible]
جنہین یا غیر کے [illegible] نکلتے ہین

کفن کی جا ذرا دیکھو تو یہ شوقِ شہادت ہے
کہ رکھکر جامۂ ہستی کو ہم سر پر نکلتے ہین

غبار اپنے پڑے دامن سے اونکے اوڑ کے تو بولے
کسیکے دل کے ارمان خاک ہونے پر نکلتے ہین

پلٹ جاتا ہی پانوؤنسے پسِ مردن غبار اپنا
مری تربت کی جانب سے جو وہ بچکر نکلتے ہین

جدا سب سے نگہ نیچی خرام آہستہ آہستہ
پشیمان قتل ناحق سے وہ یون ہوکر نکلتے ہین

بناوٹ سے ہماری قبر پر آتے ہین ماتم کو
نکھر کر سوگ کے پردے مین بھی ہمسر نکلتے ہین

غبار و نمین جو باقی تھی تمنا کچھ لپٹنے کی
بگولے کی طرح سے باندھکر چکر نکلتے ہین

کہا کرتا ہی دل اپنا احد کو کوئی دیکھو تو
سنا ہی وہ دوپٹا ڈالکر منھ پر نکلتے ہین

کہا دیکھو احد کو کوئی پھر ہم کل سے سنتے ہین
جو اوسکے گھر مین جاتے ہین وہ بس رو کر نکلتے ہین

بتائین حال کیا کیون ای بتِ غافل تڑپتے ہین
ہمین تھا ناز جس دل پر لیے وہ دل تڑپتے ہین

پڑے ہین خاک پر حالت اپنی اب ہی ای قاتل
بدقت سانس لیتے ہین بصد مشکل تڑپتے ہین

کیا قتل ایک عالم کو ولیکن وائے بیدردی
نہ دیکھا مڑ کے تونے کسطرح بسمل تڑپتے ہین

نہین ہون فرقتِ جانان نہین خالی ایکدم مین مضطر
جگر بھی اور دل بھی ہین مرے شامل تڑپتے ہین

لگا بہرِ خدا اک ہاتھ مشکل اپنی ہو آسان
کلیجہ منہ کو آتا ہی جب ای قاتل تڑپتے ہین

شبِ مہ مین زمین پر دیکھکر چلتے ہوے تجکو
ستارے آسمان پر ای مہِ کامل تڑپتے ہین

مری بیتابی کو وہ دیکھکر لوگونسے یہ بولے
حصولِ مدعا مشکل ہی لاحاصل تڑپتے ہین

غضب کی دی خدا نے بسملانِ ناز کو طاقت
زمین ہلجاتی ہی جسوقت ای قاتل تڑپتے ہین

رہا کرتی ہی صحبت گرم وان ہر رات غیرونسے
یہان ہم بسترِ غم پر عبث ای دل تڑپتے ہین

گذرتے جاتے ہین سب آشنا اس بحرِ فانی سے
ہمین بیٹھے ہوے بس اک لبِ ساحل تڑپتے ہین

اجازت جانیکی اندر نہین ملتی تو باہر سے
کسیکی دیکھکر آرایشِ محفل تڑپتے ہین

اودھر غیرون کے ملنے سے تجھے فرصت اگر ہو تو
ادھر بھی بوسۂ لب کے ترے سائل تڑپتے ہین

عجب حالت ہی اپنی آج کل بس صورتِ بسمل
تجھے ہم دیکھکر ای رونقِ محفل تڑپتے ہین

تو وہ لیلی ہی جسکا شور اک عالم مین ہی برپا
ہزارون صورتِ مجنون پسِ محمل تڑپتے ہین

ستارے رات بھر گنتے ہین نیند آتی نہین ہمکو
تجھے ہم یاد کرکے بس ای غافل تڑپتے ہین

تماشا ہی عجب اک آج اوس قاتل کے کوچے مین
کہین نادان تڑپتے ہین کہین عاقل تڑپتے ہین

نہ پڑ جائے کہین تا داغِ خون پھر تیرے دامن تک
ذرا ہشیار ہو جا ہم اب ای قاتل تڑپتے ہین

مسافر وہ ہین منزل تک پہونچنا جنکا مشکل ہی
قدم اوٹھتا نہین بس وہ بیٹھکر منزل تڑپتے ہین

لگا کر تیغ مجکو ہنس کے قاتل مجھسے یون بولا
سنبھل جاؤ نہ تڑپو تم کہین عاقل تڑپتے ہین

عجب اوس بت کے کوچے مین تماشا دیکھتے ہین ہم
کہین عامل تڑپتے ہین کہین کامل تڑپتے ہین

سنا یارون کا آگے قافلہ منزل تلک پہونچا
ہمین پیچھے فقط اے حسرتِ منزل تڑپتے ہین

لگا کر تیغ لوگون کو وہ قاتل ہنسکے یہ بولا
تڑپنے ہی کے تھے یہ لوگ بس قابل تڑپتے ہین

وہ آغوش تمنا مین نہ آئینگے کبھی اپنی
عبث ہم جان کو دیتے ہین لاحاصل تڑپتے ہین

نہ سر پٹکو نہ تڑپو تم احمد کہنا مرا مانو
تعشق لاکھ ہو لیکن کہین عاقل تڑپتے ہین

مرتے ہین جسکے عشق مین اوسکو خبر نہین
آہِ جگر خراش مین بالکل اثر نہین

ہم بھی طریق مہر و مروت سے پھرتے ہین
دل مین تمھارے جاے محبت اگر نہین

خال سیاہ یار کی الفت مین زاہدا
کافر ہوے ہین سجدۂ بت سے حذر نہین

پوچھو نہ ابتداے شب غم کا ماجرا
وہ شام ہی کہ جسکو امیدِ سحر نہین

درپیش راہ منزلِ معدوم سبکو ہی
وہ کونسی ہی روح کہ جسکو سفر نہین

حاصل کوئی نہین ہی خطِ اشتیاق کا
ای مرغ دل سوائے ترے نامہ بر نہین

کعبہ سمجھکے توڑتے ہین دل کو اور بھی
سچ تو یہ ہی بتون کو خدا کا بھی ڈر نہین

ہم تو احد ہین خوف قیامت سے بےحواس
آرام سے وہ ہین جنھین محشر کا ڈر نہین

نہین ہی عشق مین کچھ لطف اس زمانے مین
تمام عمر گذر جاتی ہی بہانے مین

ہزارون پیچ ہین زلفون نے دل پھنسانے مین
کہ بال بال ہی تکلیف غم کے کھانے مین

پیا ہی خون جگر غم کو ہمنے کھایا ہی
اثر دیا تھا یہی میرے آب و دانے مین

دل و جگر کی طرف دیکھکر وہ کہتے ہین
اڑاتے دونون کو ہین ایک ہی نشانے مین

ستاتے دل ہو تو تم عبث غریبون کا
مزا بتاؤ تو ملتا ہی کیا ستانے مین

جو آئے پاس ہو میرے تو پھر برائے خدا
کرو نہ شرم و حجاب مجھسے منہ دکھانے مین

کہان وہ قند مکرر مین لطف ای دلبر
ملا مزا جو ہمین منہ سے منہ ملانے مین

گئے جو شوق سے مقتل مین تو یہ باعث ہی
ہم اپنی زیست سمجھتے ہین سر کٹانے مین

پھڑک کے طائر جان بس نکل ہی جائیگا
جو آج بھی کہین تاخیر کی پھر آنے مین

وہ مرغ ہون کہ مین صیاد کے فقط ڈر سے
رہا نہ چین سے اکدن بھی آشیانے مین

ہر اک کے سامنے تحقیر سے نہ دیکھو تم
ملیگا آپ کو نظرون سے کیا گرانے مین

شب وصال نہ آؤ تو پھر ہمین آئین
نہو جو خوف و خطر کچھ ہمارے آنے مین

پھلا نہ پھل کوئی جز یاس و حسرت و حرمان
ملا یہ نخل تمنا ترے لگانے مین

تمھین بتاؤ کہ تمکو ملا بھلا کچھ بھی
ہمارے کعبۂ دل کے بتو یہ ڈھانے مین

اوڑایا خاک کو کوے صنم سے جو تو نے
ملا صبا تجھے کیا اسکے پھر اوڑانے مین

او نھین کے تیر نگہ کا ہون مین بھی اب زخمی
جو قتل کرتے ہین عالم کو آنکھ اوٹھانے مین

جو قتل کرنا ہے کیجے گلا یہ حاضر ہے
کرو نہ سوچ سمجھ تیغ کے لگانے مین

تو ہین بھی جانب ملک عدم روانہ ہون
تمھین نہین جو توقف یہانسے جانے مین

بگڑتے روز ہو اور گالیان بھی دیتے ہو
بتایئے تو ہی کیا فائدہ ستانے مین

ہر ایک بات مین لوگونسے جو جھگڑتے ہو
بگڑ ہی جائیگا منہ تیوریان چڑھانے مین

یہ کالے آئے ہین پینے کو بھو آب حیات
دہن پہ زلف نہین آئی ہے نہانے مین

[illegible] و گرہ پڑیگی پھر وقت
ہمارے شیشۂ دل کے بتو بنانے مین

جو پاس آنا ہمارے ہی تو چلے آؤ
کرو نہ بہر خدا عذر آج آنے مین

کہا کسی نے جو عاشق کو کیون ستاتے ہو
تو بولے ہنس کے مزا ملتا ہی ستانے مین

جنون نے ساتھ نچھوڑا جو مرتے مرتے تک
تمام عمر کٹی خاک ہی اوڑانے مین

تمام خلق مین بدنام اور ذلیل ہوے
احمد ملا یہی بس ہمکو دل لگانے مین

بہارِ گل چمن مین آئی ہی بلبل چہکتے ہین
بُرا صیاد کا ہو ہم قفس مین سر پٹکتے ہین

شہادت کی ہوس ہی صورتِ بسمل پھڑکتے ہین
ازل سے ہم میانِ کوچۂ قاتل سسکتے ہین

جو وہ گلرو کبھی گلشن مین جاتا ہی تو پھر گل
سراپا چشم حسرت بنکے کس حسرت سے تکتے ہین

زمین پر عکس اوس خورشید رو کا جسکہ پڑتا ہی
شعاعِ مہر کی صورت ہر اک ذرے چمکتے ہین

ہوا ثابت یہ یعنی نصلِ گُل سے مجھے ناصح
بڑے بیہودہ گو ہین آپ کیا بیہودہ بکتے ہین

چھڑا لیجا ئیگا شاید ارادہ آج ہی اونکا
جو پہلو مین وہ دزدیدہ نگہ سے دلکو تکتے ہین

پسِ مردن بھی میری خاک سے شاید مکدر ہین
جو تربت پر مری آتے ہوے دامن جھٹکتے ہین

جواب بد دماغی دون دماغ اپنا کہان ایسا
دماغِ حضرتِ ناصح پھرا ہی کچھ وہ بکتے ہین

خیال تنگ آغوشی مرا جب اونکو آتا ہی
تو اکثر تنگیِ جامہ سے وہ اپنی جھجکتے ہین

جو پوچھا گالیان دیکر ہوے کیون تم دل کو بے
لگا کر آگ دل مین ہم یونہین پانی چھڑکتے ہین

بھلا اب خاک نکلیگی ہماری آرزوے دل
تہِ شمشیرِ قاتل اور ہم دم بھر سسکتے ہین

ہوے ہین جیسے ہم اونکی کمر کے چاہنے والے
عدم والے عدم مین تب سے میری راہ تکتے ہین

خیال روے تابان مین جو مین بیہوش ہوتا ہون
پسینا پونچھکر اپنا مرے منہ پر چھڑکتے ہین

ہماری قبر کو وہ شوخ ٹھکرا کر لگا کہنے
پڑے سوتے ہو تم اللہ رے ہم تمکو تکتے ہین

نکلکر مانگ کی الفت سے عشقِ زلف کر بیٹھے
چلے جو راہ سیدھی چھوڑ کر تو اب بھٹکتے ہین

نزاکت کے سبب سے وہ قدم چلنا بھی مشکل ہی
جو بل کھاتی ہی زلف اونکی تو وہ خود بھی لچکتے ہین

نہین بس مین قصورِ شعلۂ رخسار تابان کچھ
جھلک اوس شمع رو کی دیکھکر ہم خود سے لپکتے ہین

نہین بھولے ابھی تک شوخیان بیباکیان تیری
تجھے دست تمنا یاد کرکے وہ جھجکتے ہین

وہی نام خدا سے ہی ابھی عالم لڑکپن کا
پکڑتا ہون جو مین دامن تو وہ اب تک جھجکتے ہین

گریبان چاک اپنے جامۂ ہستی کا ہوتا ہے
پہنکر جب قباے پست وہ سینہ مسکتے ہین

وہ رفتار سے جھا ہوا بچپن انداز کیا طرفہ
نزاکت بھی قدم لیتی ہی جس دم وہ لچکتے ہین

کہا لوگون نے حالِ زار کو میرے تو فرمایا
کوئی پوچھے تو جا کر اونسے کیون وے بکتے ہین

خدا حافظ ہی بس اب زندگیِ چند روزہ کا
تپِ فرقت کی حالت پر جھلکی اعضا دہکتے ہین

بنے ہین دست قدرت سے سراپا نور کی صورت
ہولے مثل موج شمع محفل مین لچکتے ہین

احد اس گلشنِ ایجاد مین گر غور سے دیکھو
تو بس ہنستے ہین اس ہستی پہ جو غنچے چٹکتے ہین

تجھسے ملے تو خوب شاد ورنہ تو جان گنوائے ہین
در پہ ترے تو دل مین یہ سوچ سمجھ کے آئے ہین

بزم سے اوسکی اوٹھکے ہم گھر مین جب اپنے آئے ہین
حسرت و یاس و رنج و غم ساتھ مین اپنے لائے ہین

ہاتھ مین تیغ لیکے تو رک گیا کیون بتا تو سچ
قتل جو کرنا ہی تو کر سر کو تو ہم جھکائے ہین

وصل ہو تجھسے دیکھین کب شوق یہی ہی دل مین اب
ہجر مین تیرے بارِ غم سر پہ تو ہم اوٹھائے ہین

قصد نکیجے جانے کا جانے نہ دونگا ہو جو ہو
شکر خدا مرے یہان بھولے سے آپ آئے ہین

چھپنے کا حال یہ نہین سچ کہو کام کیا کیا
ہاتھ مین اپنے کسکا دل آپ بھلا چرائے ہین

عذر بہانے کا ہی یہ آپ مین آؤنگا وہان
مہندی [illegible] آج وہ رنگِ حنا جو لائے ہین

شوق سے آکے کوئی دم آنکھون [illegible] بیٹھیے
غیر کی بزم [illegible] جواب ہوگئے خفا اوٹھ آئے ہین

اپنی کمان ابرو کو کھینچکے ان بتون نے پھر
دلمین جگر مین سینے مین تیر نگہ لگائے ہین

جانیے اونکا آنا جب آئین جو پاس مِلا
جلوہ ہزار بارہون خوابمین تو دکھائے ہین

نازکو اونکے دیکھیے آے جو خواب مین کبھی
آنکھون مین مرکے ایکدم خانۂ دلمین آئے ہین

آنا ہمارے پاس جو مد نظر نہین ہی آج
مہندی بہانے نکے لیے سنتے ہین وہ لگائے ہین

وہ جو گئے ہین باغ مین زلف کو غنچہ چھوڑ کر
پھولونکے دلمین آج وہ بوکیطرح سمائے ہین

اپنا کہین یہ حال کیا جوش جنونکے فیض سے
داغ کہین ہی داغ نو فصل مین گل کے کھائے ہین

آئے بھلا وہ کیون یہان بعد فنا نہے نصیب
جذبۂ دل ترے سبب قبر تلک وہ آئے ہین

تجھسے بتائین حال کیا ہونا تھا جو وہ ہوگیا
ہجر مین تیرے خون دل آنکھونسے ہم بہائے ہین

دنیا کے لوگون کو احد دوست سمجھو تم کبھی
کوئی نہین ہی اپنا یان جتنے ہین سب پرائے ہین

پھنسا کر دام گیسو مین دل ایمان جہان سوہین
اندھیری راتمین لوٹے ہین تونے کاروان برسون

گلے ملکے غیرون سے مزے لوٹے وہان سوہین
تڑپتے رہگئے ہم بستر غم پر یہان برسون

فراق یار نے شل کمان خم کر دیا مجھکو
رہا تقدیر کی صورت کبھی پر آسمان برسون

نہ عرضِ حال اپنا پاکے موقع کر سکے آخر
رہی بن نام کے خاطر مرے منہ مین زبان برسون

وہ کچھ سنکر کے حالِ درد وغم کہنے لگے ہنسکر
نہ ہو گی ختم شاید آپکی یہ داستان برسون

اجازت کوچۂ جانانکی حاصل ہو گی تب اسکو
پڑھے گر بلبلِ نالان گلستان بوستان برسون

ہوئی حالت مری ای ترکِ شوقِ شہادت مین
پڑی مین مرغِ بسمل کی طرح تڑپے ہی جان برسون

کہا ہی خواب مین اکدم کہین تب جلوہ فرمائے
رہا ہی نام اوس قاتل کا جب وردِ زبان برسون

اجازت دی ہی تب پیرِ مغان نے می پرستی کی
کیا ہی لغزشِ پا کا مرے جب امتحان برسون

تپِ ہجرِ صنم کی آتش افروزی ذرا دیکھو
جلین بعدِ فنا بھی قبر مین سب ہڈیان برسون

مری دیوانگی سے شور زندان مین رہا برپا
نہ سوئین چین سے اکدم بھی پڑ کر بیڑیان برسون

پھنسی جب دام مین بلبل لگی رو رو کے یون کہنے
قفس مین خون رولائے گا خیالِ آشیان برسون

قصورِ بوسۂ لب بس ابھی موقوف بدخوئی
سنائین گالیان تو نے مجھے او بدزبان برسون

شفیعِ حشر فرمائینگے محشر مین اوسے لاؤ
گھسا جسنے جبین سے میر اسنگِ آستان برسون

نہ رکھ امید ای دل اونسے جلدی وصل ہونیکی
ابھی تو منتظر رکھیگا کہنا اون کا ہان برسون

چھپاؤ کچھ نہ باتین ہمسے کہنا ہو جو کچھ کہدو
تمہارے تو سبھی ہین ای بتو ہم رازدان برسون

کٹے جاتے ہین دن فرقت کے دن وصلت کے آتے ہین / نہ گھبرا ای دلِ مضطر رہے گا شادمان برسون

خدا کالا کرے منہ دشمنون کا جنکے باعث سے / رہے شکوے گلے کچھ اونکے میرے درمیان برسون

نہ جائیگا ہمارے دل سے لطفِ وصل مدت تک / رہیگی یاد تیری مہربانی مہربان برسون

پھنسو مت عشق کے پھندے مین کہتے ہین ابھی ہم سے / کنوئین جھکوائیگا تمکو خیالِ نوخطان برسون

رہا محبوس زندان مین مگر شکرِ خدا پھر بھی / صبا لائی اوڑا کر بوے زلفِ یاریان برسون

نہ پڑ ای دل تو اسکی چاہ مین ورنہ سمجھ لے تو / زنخدان کی محبت بھی جھکائیگی کنوان برسون

ہین وہ مردودِ درگاہِ خداوندِ دو عالم ہون / نہ کھائیگا سگِ جانان بھی میری ہڈیان برسون

ہوا حاصل یہی بس ہمکو اس دل کے لگانے سے / تپ ہجرِ صنم نے مجکو رکھا ناتوان برسون

احد بعدِ فنا یہ اپنے یارون کا ہوا عالم
ملا ڈھونڈے سے تربت کا نہ اونکے پھر نشان برسون

نہ ڈھونڈھے سے ملا اپنا کہین اصلا نشان برسون / بتونکے عشق مین ایسے رہے ہم لامکان برسون

شریکِ دم رہا آخر یہ سوداے گران برسون / خیالِ زلف جانانین رہے آشفتہ جان برسون

اوٹھائے لطف کرکے ہمنے سیرِ بوستان برسون / رہے گلشن ترا پھولا پھلا ای باغبان برسون

یہ باعث ہی یہ ہے غم سے ہم آشفتہ جان برسون
ہم زلف دوتا مین دل رہا اپنا نہان برسون

نہ ڈھاؤ خانۂ دل کو ہمارے ای بتو ہرگز
اُٹھانے سے نہین اُٹھنے کا گر کر یہ مکان برسون

کٹین راتین بہت آرام سے جبتک بھلے دن تھے
بغل مین آکے سویا لپٹے وہ آرام جان برسون

او نھین موقع رہین اکدن پا کے بیخوف و خطر ہوکر
کہا مین نے ابھی ترساؤگے بوسے کہ ہان برسون

تصور رات دن رہنے لگا ان شعلہ رویونکا
جلائیگی ہمین پھر آتش عشق بتان برسون

مین وہ مقتول ہون جسکے لہو کے ذائقے سے پھر
تری تلوار چاٹیگی بس ای قاتل زبان برسون

سگ جانان کے منہ تک اوڑکے تب جاکے پونہچی ہین
پسی ہین آسیائے چرخ مین جب ہڈیان برسون

تپ ہجر صنم نے کی ہی ایسی آتش افروزی
جلے ہین شمع کے مانند مغز استخوان برسون

حقیقت تب کھلے تمکو مرے دل کے ستانیکی
کرو تم بھی کسیکو پیار جب ای مہربان برسون

نہین ملتی کہین مجکو جگہ دم بھر ٹھہرنیکی
ابھی شاید پھرائیگا یہ دور آسمان برسون

صفت مینے جو کی ہی گیسوے خمدار جانانکی
رہا اولجھا ہوا اپنا کچھ اندازِ بیان برسون

گیا دل سے نہ اپنے زندگی بھر عشق جانانکا
شریک دم رہا ہو کرکے یہ تکلیف جان برسون

رہا وحشت کا اپنے سلسلہ زندانمین بھی باقی
صبا لائی اوڑاکے جسے زلف یاریان برسون

خدا کے واسطے باز آ تو ان ظلمون سے ای ظالم
ترے تیرِ نگہ نے مجھکو رکھا نیمجان برسون

جو یاد آیا کبھی ظالم کا چلنے مین ٹھہر جانا
تو فرقت مین مجھے آئی ہین پیہم ہچکیان برسون

مجھے تھی شش جہت مین جستجو جسکی وہی دیکھو
نظر کی طرح آنکھونمین رہا ہی نہان برسون

مرا ہون آتشِ فرقت مین جلکر جسکے باعث سے
ہما بھی کھاکے پچتایگا میری ہڈیان برسون

ہماری ناتوانی دیکھکر لوگون سے وہ بولے
احمد بیار تھے شاید نصیبِ دشمنان برسون

نالے دو چار دلِ افگار کرون یا نکرون
شور محشر مین بپا یار کرون یا نکرون

ترک الفت مین دلِ زار کرون یا نکرون
زندگی بھر مین اوسے پیار کرون یا نکرون

قبر کو میری یہ ٹھکراکے لگا کہنے وہ شوخ
فتنۂ حشر کو بیدار کرون یا نکرون

مرغ دلکو یہ لگا دیکھکے کہنے صیاد
دام گیسو مین گرفتار کرون یا نکرون

دل تڑپتا ہی جگا دینگے تو ایذا ہوگی
جی مین آتا ہی کہ بیدار کرون یا نکرون

تیغ ابرو کا اشارہ صفِ مژگان سے ہی
کشتہ چشم سے تلوار کرون یا نکرون

تجھسے بتا ای دل پوچھتا ہون آجکی رات
نالہ کوئی بھی دل افگار کرون یا نکرون

اونکی آنکھونکا اشارہ مری آنکھونسے ہی — مردم دیدہ کو بیمار کرون یا نکرون
وعدۂ وصل مین دیکھو تو تردد یہ احمد — سوچ مین بیٹھے ہین اقرار کرون یا نکرون

ردیف واو

نئے انداز کی شوخی سے کیون زینت کے خواہان ہو — ادھر آئینہ حیران ہی ادھر تم آپ حیران ہو
وہ فرماتے ہین جیسے عاشق گیسوے پریشان ہو — اور اس ایسے احمد کیون صورت شام غریبان ہو
دوئی ظاہر مین ہی باطن مین اوحد کا سامان ہو — مثل مشہور ہی الفت مین دو قالب ہین اک جان ہو
وہی مومن ہی کامل الفت رخ مین جو نالان ہو — اذان دے جو کوئی کعبے مین وہ اچھا مسلمان ہو
کبھی تشریف فرما خانۂ دیدہ مین ای جان ہو — تماشا پتلیون کا دیکھو گر اس گھر مین مہمان ہو
جو تو صحن چمن مین ناز سے ای گل خرامان ہو — قدم لینے کو تیرے فتنۂ محشر نمایان ہو
صدا آتی ہی کیون غفلت مین تم ای اہل بستان ہو — برنگ بوے گل اس باغ مین دو دن کے مہمان ہو
دم گریہ تصور گر خرام ناز کا جان ہو — قیامت ہو بپا لیکن غریق بحر طوفان ہو
برنگ بوے گل راز چھپ سکتا نہین ہمسے — دہن کا اسکے مضمون گرچہ غنچے مین بھی پنہان ہو
عجب بازار الفت کا بھی اولٹا پتا لکھا ہی — نگاہو نین نکلے جو جنس وہ قیمت مین ارزان ہو

سوئے مسجد چلا مین تو کہا یہ ہنسکے اوس بت نے
رہو بندے بتون کے کہنے سننے کو مسلمان ہو

شکایت کی نہ ملنے کی تو فرمانے لگے دیکھو
نظر آئے وہ کیونکر جو نظر سے آپ پنہان ہو

وہان اغیار سے ہو گرم صحبت ہم یہان تڑپین
مزے لوٹے کوئی یون اور کسیکا خاک ارمان ہو

یہی مطلب عیان ہی صاف خال روئے جاناں سے
بنے ہندو جو کوئی تو کوئی بیشک مسلمان ہو

نشان ملتا نہین ملکِ عدم کے جانیوالونکا
خدارا چپ یہ کیون ای ساکنِ شہرِ خموشان ہو

گزندِ چشمِ نرگس سے خدا محفوظ بس رکھے
مبارک جاتے ہو جاؤ تمھین سیرِ گلستان ہو

مقابل ابرِ تر کے چشمِ تر ہی لطف ہو جسدم
زمین پر تو ہو خندان آسمان پر برق خندان ہو

زمانہ تک بھی تابع آپکی نیرنگیون کا ہی
طلسمِ دہر تم اس عالمِ امکان مین ایجان ہو

عبث یہ پوچھتے ہو تم کہ بتلاؤ تو ہم کیا ہین
سرورِ دل ہو تسکینِ جگر ہو راحتِ جان ہو

زمین پر سے چڑھا یا آسمان پر کی خطا ہمنے
گھٹے کیون غم سے جب ہمنے کہا تم ماہِ تابان ہو

احمد جو رات بھر بیچین رہتے ہو تو بتلاؤ
خیالِ گیسوئے شبرنگ مین کسکے پریشان ہو

رقیب مانگے جو بوسہ تو کچھ حذر بھی نہو
یہ کیا غضب ہی کہ میری طرف نظر بھی نہو

اثر رہا ہی یہی عاشقی مین کیا یارب
تڑپ تڑپ کے مرین ہم اونھین خبر بھی نہو

جو پاس آکے کہین ایک دم ٹھہر جاؤ
تو پھر مجھے کبھی دردِ دل و جگر بھی نہو

بُرا ہو عشق کا ایسا خراب حال کیا
جو جائین محفلِ جانان مین تو گذر بھی نہو

جو خود وہ آتے نہین ہین کیا غضب ہی بھلا
ہمارے نالۂ جانسوز کا اثر بھی نہو

وہ کام حضرت دل تمکو چاہیے کرنا
نہو جو نفع تو کچھ اوسمین ضرر بھی نہو

نہین وہ آتے تو اندھیر کیا ہی یہ یارب
شبِ فراق کا مُنھ کالا ہو سحر بھی نہو

جو شب کو کہیے ٹھہرنے کو تو بگڑتے ہو
تمام رات نکیو نکر پھر وقت سحر بھی نہو

بشر ہین وہ بھی شکایت احد یہ بیجا ہی
بشر نہین ہو جو نہ شر نام پھر بشر بھی نہو

یہ شہادت ہی تھی کیا مجھ خستہ تن کی آرزو
تھی مری تقدیر شاید تیغزن کی آرزو

کاٹا خود اپنے گلے کو جب نہ اوس سے کٹ سکا
پڑگئی اپنے گلے اوس تیغزن کی آرزو

زندہ جاوید مجھکو کردیا اک وار مین
زندگی آئی تھی بنکر تیغزن کی آرزو

یہ سمجھکر کسکے سر چلینگے میری لاش سے
رو رہی ہی کیا کیا لپٹکر تیغزن کی آرزو

عشقِ ابرو بے سبب دلمین نہین اپنے ہوا
بنکے آئی ہی قضا اوس تیغزن کی آرزو

سر کے جب تک سر نجائیگی نہوگی مخلصی
ہی گلے کا ہار اپنے تیغزن کی آرزو

اسقدر شوقِ شہادت ہی کرے گر قتل وہ
روح بنجائے ابھی اوس تیغزن کی آرزو

خود گلے کو کاٹ کر اپنے مرا جاتا ہون مین
ولے حسرت خوب نکلی تیغزن کی آرزو

مین نہ آتا بھولکر بھی جانبِ ہستی کبھی
کھینچ لائی ہی عدم سے تیغزن کی آرزو

سرفروشی کا مجھی پر خاتمہ ہی سوچلے
رخ کریگی پھر کدھر اوس تیغزن کی آرزو

پھر مین زندہ ہون کرے وہ قتل یہ ہی انتظار
تکتی ہی حسرت سے مجکو تیغزن کی آرزو

جب چلا مقتل کی جانب مین تو اسدرجی خوشی
آئی لینے کو مرے اوس تیغزن کی آرزو

قتل اکدن ہونگا اب بیشک مین اوسکے ہاتھ سے
بنگئی قسمت مری اوس تیغزن کی آرزو

ابروِ قاتل کا اب رہنے لگا مجکو خیال
گھر لگی کرنے ہی دلمین تیغزن کی آرزو

دم نہ نکلے راتدن تڑپا کرون مین خاک پر
اب یہی شاید کہ ہی اوس تیغزن کی آرزو

قتل ہونے پر مین آمادہ ہون اوسکو ہی گریز
کم ہی میری آرزو سے تیغزن کی آرزو

ٹکڑے ٹکڑے لاش ہو برباد اسکی مٹی ہو
باقی ہی کیا کیا ابھی تک تیغزن کی آرزو

وہ قتیل ابروِ خمدار ہوں مین ای احمد
مدتوں روئیگی مجکو تیغ‌زن کی آرزو

ای جنوں نکلی نہ کچھ مجھ خستہ تن کی آرزو
رہگئی غربت مین رو رو کر وطن کی آرزو

مرگیا مین اسکی گردش کا مزا جاتا رہا
ملگئی سب خاک مین چرخِ کہن کی آرزو

پھل لگا تلوار کا نخلِ تمنا مین مرے
خوب نکلی بوسہ سیبِ ذقن کی آرزو

پانی دیتا مین رہوں یہ پانو ٹکور گرا آکر
مرتے مرتے تک تھی یہ زخمِ کہن کی آرزو

اس سمجھ پر تیری ای پیرِ فلک پتھر پڑین
خاک مین تو نے ملائی کوہکن کی آرزو

نامرادی کہتی ہی کیا ہو شبِ وصلت اگر
مین کہین بنجاؤں اوس پیمان‌شکن کی آرزو

شمع کو حالِ سوزِ دل جو لکھنا ہی مجھے
ہی سوادِ دودِ شمعِ انجمن کی آرزو

باغ مین جائے تو دھو دھو پانو تیرے پئیں
مدتوں سے ہی یہ مرغانِ چمن کی آرزو

ای جنوں دشتِ جنوں مین ہو مری مٹی عزیز
مجکو غربت مین نہین غسل و کفن کی آرزو

نکہتِ زلفِ معنبر بس گئی پھولوں مین آج
خوب بر آئی عروسانِ چمن کی آرزو

سر سے پا تک آتشِ فرقت نے پھونکا ہی مجھے
بنگیا ہوں آج شمعِ انجمن کی آرزو

بندگی بھی کیجیے سجدہ بھی آکر کیجیے
توبہ توبہ یہ ہی اوس توبہ شکن کی آرزو

دشتِ غربت مین مرَ امین گر کہین تو ای جنون
خاک اوڑائیگی یہان سب وطن کی آرزو

زلف کے سودے مین ای دل یہ پریشان خاطری
ہی خطا یہ ہی جو تاتار و ختن کی آرزو

وصل ہوگا خاک اب حسرت بھلا نکلیگی کیا
نامرادی نکلیگی پیمان شکن کی آرزو

وادیِ غربت مین بھی اسنے نچھوڑا اپنا ساتھ
بیکسی بنکر کے آئی ہی وطن کی آرزو

وصلِ شیرین ہو نہین تو جان ہی فرقت مین جائے
جان پر کھیلی ہوئی ہی کوہکن کی آرزو

دربدر کرنا پریشان کرکے میری خاک کو
باقی ہی اتنی ابھی چرخِ کہن کی آرزو

جب یہی ہی حکم ہو دروازۂ زندان بھی بند
خاک نکلیگی اسیرانِ کہن کی آرزو

وادیِ غربت مین اپنی بیکسی سے ای احد
روئی ہی کیا کیا لپٹکر کے وطن کی آرزو

خواہشِ رخ ہون نہ زلفِ پرشکن کی آرزو
دیر و کعبے مین ہون شیخ و برہمن کی آرزو

بیکسی و نامرادی ساتھ اب چھوڑینگی کیا
شام غربت نکلیگی صبحِ وطن کی آرزو

کون کہتا ہی کہ آنکھین اوسکی صید افگن نہین
اوس نگاہِ آہو کُش کو ہی ہرن کی آرزو

باغمین اکدن وہ گل بھولے سے آجائے کہین
ہے یہ مدت سے عروسان چمن کی آرزو

خاک ہونا ہی مآلِ کار ہے جب اے فلک
کسلیے آخر کرین تجھسے کفن کی آرزو

بیکسی نے مجکو غربت مین یہ بیکس کر دیا
رو رہی ہے اپنی قسمت کو وطن کی آرزو

سوز و گریہ مثل میرے چاہیے عاشق مین ہو
ہے یہی مدت سے شمعِ انجمن کی آرزو

نکہتِ گیسو اڑا کرکے کہین لائے صبا
ایک مدت سے ہے یہ مشکِ ختن کی آرزو

کیون نہ غربت مین رہے ہر دم وطن کا اب خیال
بنگئی یادِ وطن اہلِ وطن کی آرزو

تو اگر صحرا کی جانب صید کو جائے کبھی
آنکھ فرشِ راہ ہو ہے یہ ہرن کی آرزو

جب یہ سمجھے ہم کہ اکدن خاک مین ملجائینگے
خاک پھر مخمل کی ہو یا گلبدن کی آرزو

نامرادی سے مُرادین تیری سب پوری ہوئین
قبر مین ہے پاؤن لٹکائے کفن کی آرزو

تو وہ شیرین ہے کہ تیرے شوق مین بعدِ فنا
سر کو اپنے پھوڑتی ہے کوہکن کی آرزو

وعدہ کرکے وصل کا خود منحرف وہ ہوگیا
بنگئی قسمت مری پیمان شکن کی آرزو

ہے بہارِ باغ کی بھی آنکھ فرشِ راہ آج
جانیے کس گل کو ہے سیرِ چمن کی آرزو

دفن ہون گلشن مین اے صبا ہم بعدِ فنا
ہے فقط اتنی اسیرانِ چمن کی آرزو

بوسۂ رخسار مانگا تو لگا کہنے وہ شوخ
پہلے منہ بنواؤ تو نکلے دہن کی آرزو

ایکدن بھولے سے جا نکلا جو سیرِ باغ کو
بوے گل مین بس گئی اوس گلبدن کی آرزو

آج زاہد بھی ہوے بدمست پی پیکر شراب
خوب نکلی ساقیِ توبہ شکن کی آرزو

قدردانانِ سخن جتنے تھے وہ جاتے رہے
کیا کرین اب ای احمد ہم کسبِ فن کی آرزو

ردیف ہای ہوز

دیکھتا ہی آج کل وہ شوخ اکثر آینہ
ہو رہا ہی وقت کا اپنے سکندر آینہ

خوب حیران صورتِ اصلی کو ہوتا دیکھکر
کاش لیجاتا لحد مین بھی سکندر آینہ

دیکھکر کے جلوہاے صانعِ روزِ ازل
ہونکیون حیران بنکر ای سکندر آینہ

نیک و بد کے واسطے مقصود خود بینی نہین
ہم ہین سمجھے اپنے دلکو ای سکندر آینہ

ہونگے انسان دیکھکر خود بین اگر ہوتی خبر
توڑ دیتا ہاتھ سے اپنے سکندر آینہ

دیکھتے ہین غور سے کیا آپ اب اسکی طرف
بادشاہِ وقت ہو اور ہی سکندر آینہ

کاش ملجاتا تو کہدیتا بتون کو تونے کیون
کر دیا خود بین بناکر ای سکندر آینہ

قبر مین اک آینہ رکھدینا تھا اسکی ضرور
دیکھ لیتا بعد مردن بھی سکندر آینہ

اسطرح اقلیم دل پر کب حکومت تھی بھلا
کردیا ہنے دکھاکر کے سکندر آینہ

رکھدیا ہوتا کسی نے تو لحد مین بعدِ مرگ
دیکھ لیتا چشمِ حسرت سے سکندر آینہ

ای بتو خود بینی پر اترانا یہ اچھا نہین
لیگیا آخر بنا کرکے سکندر آینہ

تو وہ شاہنشاہِ ملکِ حُسن ہی ہوتا اگر
ہاتھ مین لیکر کے دکھلاتا سکندر آینہ

دیکھ لیتا صورتِ خاکی کی صورت بعدِ مرگ
لیگیا ہوتا کفن مین گر سکندر آینہ

صورتِ خالق ہوا ہی اوسمین صورت خلق کی
صورتِ دل ہو نہین سکتا سکندر آینہ

ای احد رہتا ہی ہر دم روبروے روے یار
اندنون رکھتا ہی کیا بختِ سکندر آینہ

نیک ہو یا بد نہین ہی کینہ پرور آینہ
روبرو ہو کرکے کہدیتا ہی مُنہ پر آینہ

مہربان وہ گلبدن ہی اب تو تجھپر آینہ
دامنِ نظارہ مین بھرے گُلِ تر آینہ

اس ادا سے تو نے دیکھا افسونگر آینہ
رہگیا ہی چشمِ شوقِ دیدہ بنکر آینہ

لیگیا تھا خط مرا اون پر توِ رخسار سے
بنکے آیا سایۂ بالِ کبوتر آینہ

یہ نہین ہی جلوۂ دلدار دل مین جلوہ گر
ہوگیا ہی پرتوِ رخ سے منور آینہ

انتہا بھی آخرش خود بینی کی ہی یا نہین
دیکھیے گا کب تک آخر بندہ پرور آئینہ

بے سبب زلفِ سیاہِ یار چہرے پر نہین
دیکھنے کو آئی ہی زلفِ معنبر آئینہ

سخت گوئی سے ترا دل توڑتا ہی دل مرا
آئینے کو مارتا ہی دیکھو پتھر آئینہ

سینہ و رخسار و پیشانی نہ سمجھین اسکو آپ
ایک جا ہین مجتمع خورشید و اختر آئینہ

تو وہ ہی خورشید رو گر دیکھنے کا شوق ہو
آسمان سے مہر و مہ آ جائین بنکر آئینہ

بد نصیب ایسا ہو نہین چاہون جو آرایش کبھی
منہ چھپائے مجھسے خود پردے مین ہوکر آئینہ

یار کی آٹھون پہر تجھسے لڑی رہتی ہی آنکھ
لڑ رہا ہی آج کل تیرا اسقدر آئینہ

دیکھنے کو کسکو دیکھے کون اوسکی شان ہی
نرم عارض کو ترے دیکھے یہ پتھر آئینہ

سنگدل ہونا کسیکا کیکے دل اچھا نہین
آپ دیتے ہین تو لین اسکو سمجھکر آئینہ

بے تردد صورتِ اعمال کو سب دیکھلین
دل کا میرے گر بنائین اہلِ محشر آئینہ

سبزۂ خط یہ نہ سمجھو روے تابان کے ہی گرد
کر لیا ہی ایک طوطی نے مسخر آئینہ

وہ صفائی ہی بیانمین میرے دیوانکو احمد
شاہدِ معنی کا سمجھینگے سخنور آئینہ

وصل مین ٹوٹے نہ لڑکر سینہ ہی گر آینہ / دل سے کھیے گا ذرا پہلو بچا کر آینہ

تیرے رُخ کے آگے جب ہوتا ہی ششدر آینہ / دل چُرا لیتا ہی کچھ پہلو بچا کر آینہ

ناز سے دیکھا ہی کسنے آج رکھکر آینہ / بنگیا ہی دید کی صورت سراسر آینہ

جسطرف رُخ آپکا ہو اوسطرف ہو جائے یہ / دل کا میرے گر بنے ای بندہ پرور آینہ

ہاتھ سے اوسکے جواب خط جو بازو پر بندھا / ہو گیا از خود ہی بازوے کبوتر آینہ

سقف ہو دیوار ہو در ہو زمینِ صحن ہو / کرتی ہی ہر شی کو وہ چشمِ فسونگر آینہ

تو نے دیکھا ہی نگاہِ تیز سے جو اِسکو آج / کانپتا ہی رعب سے محفل مین تھرتھر آینہ

دیکھکر کے جلوۂ رخسار کو حیران ہو نہین / ہو گیا ہی محوِ حیرت کیون سراسر آینہ

ہو تمھارے روبرو مُنہ کے بھلا یہ مُنہ کہان / لیکے مُنہ تو دیکھلے خورشیدِ محشر آینہ

دیکھتے ہی دیکھتے خود ہمنے خود بین کر دیا / ورنہ کب رہتا تھا ہر دم پیشِ دلبر آینہ

عشق کس آینہ رو سے اسکو ہی حیران ہو نہیں / جستجو مین پھر رہا ہی کسکی گھر گھر آینہ

اسقدر خود بینی انسان کو نہ ہرگز چاہیے / دیکھنا اچھا نہین ہر دم ستمگر آینہ

جب نہوا وسمین صفائی صورتِ دلدار / مُنہ کی کیون کھائے نہ پیشِ روے دلبر آینہ

سبزۂ خط کا نمو ہی چہرۂ پر نور پر
اب تو طوطی دیکھے گا ای بندہ پرور آینہ

کچھ زمانہ ہی عجب جتنے ملنے والے اپنے ہین
زنگ ہین یہ پیٹھ پیچھے اور منہ پر آینہ

رشک سے ابسات کے یہ ہو مقابل مین نہو
کر رہا ہی ای پری رو کارِ خنجر آینہ

سامنے آئینے کے بیٹھا ہی وہ حیران ہمیشہ
عکسِ ابرو یہ ہی یا باندھے ہی خنجر آینہ

دیکھکر کے آینہ کہنے لگے دیکھو احد
ٹوٹتا ہی کیا مزے اوپر ہی اوپر آینہ

دیکھلے او گلبدن تیرا دہن گر آینہ
صورتِ غنچہ ابھی مٹھی مین لے زر آینہ

دل سے میرے آپ رنجش کا اگر پوچھین سبب
تو کدورت رو برو ہو جائے بنکر آینہ

صاف طینت وہ ہین گر آئے کدورت بھی یہان
بنکے جائے ایک دم مین پانسے جوہر آینہ

تو وہ مستِ ناز ہی مے پینے کی خواہش ہو گر
ہاتھ مین بنجائے تیرے آپ ساغر آینہ

دیکھکر کے عکسِ ابرو آینے مین کہتے ہین
خوب باندھی تو نے شمشیرِ دو پیکر آینہ

تو وہ بحرِ حسن ہی کہتی ہین موجین زلف کی
آ گئی گر لہر دکھلا دینگے جوہر آینہ

تو وہ مستِ ناز ہی رکھدے کہین گر ناز سے
شیشہ بنجائے ابھی دستِ سبو پر آینہ

دیکھنے سے میرے اونکے دلمین آیا ہی غبار
گرد دامانِ نگہ سے ہی مکدر آئینہ

عشق ہی مجکو جو اوسکے سینۂ شفاف سے
خواب مین مین دیکھتا رہتا ہون شب بھر آئینہ

سامنے آئینے کے بیٹھا ہی وہ حیران ہو نیز
عکس ابرو یہ ہی یا باندھے ہی خنجر آئینہ

اس صفائیِ بیان پر کیون نہ سمجھین ای احد [?]
صفحۂ دیوان کو میرے ہر سخنور آئینہ

تھی دلمین جو یادِ ابروے خمدار ہمیشہ
پہلو مین چلا کی مرے تلوار ہمیشہ

خونریزی پہ قاتل کی ہی مائل تھی طبیعت
باندھے رہا طفلی مین بھی تلوار ہمیشہ

گردن نہین یہ سنگ فسان ہی جو لگائے
قاتل رہے پھر تیز یہ تلوار ہمیشہ

ابرو کا تصور کبھی جاتا نہین مجھسے
رکھتا ہون مین دلمین تری تلوار ہمیشہ

حسرت زدہ وہ ہون جو کہین قتل کریگا
منہ تکتی رہے گی تری تلوار ہمیشہ

تیغِ نگہِ ناز سے کشتہ نہ ہوا مین
رک رک گئی چل چل کے یہ تلوار ہمیشہ

وہ گرم طبیعت ہون کیا قتل جو قاتل
خون تھوکے گی منہ سے تری تلوار ہمیشہ

ابرو کو بنا کر ترے صانع نے کہا خود
خون کرتی رہے گی تری تلوار ہمیشہ

وہ سختی جان ہے کہ دمِ قتل عزیزو
منہ پھیر لیا کرتی ہے تلوار ہمیشہ

مٹی ہوا ایسا کہ عوض خون کے قاتل
بس خاک ہی چاٹا کی یہ تلوار ہمیشہ

وہ گریاں ہوں مقتل میں اگر قتل کرے گا
خون روئیگی قاتل تری تلوار ہمیشہ

کیا جانیے کیا ہے کہ گلوے رگ جان سے
رکھتی ہے لگا وٹ تری تلوار ہمیشہ

وہ سختی جان ہے کہ نہیں قتل جو ہوتا
کھا جاتی ہے منہ کی تری تلوار ہمیشہ

خون گرم رگِ جان کا بہت ہے مری قاتل
ڈر ہے کہ نہ تڑپے کہیں تلوار ہمیشہ

انداز سپاہانہ جو مرغوب ہے اونکو
باندھے ہوے رہتے ہیں وہ تلوار ہمیشہ

ویران جہان کرکے فقط گنج شہیدان
آباد کریگی تری تلوار ہمیشہ

خون کرنے سے ناحق کے یہ شرمندہ ہوئی ہے
سر نیچے کیے رہتی ہے تلوار ہمیشہ

قاتل ہے مرے مردم دیدہ کی یہ خواہش
آنکھوں میں رہے آکے یہ تلوار ہمیشہ

حسرت رہی مجکو نہ کیا اسنے کبھی قتل
غیروں پہ رہی تیز یہ تلوار ہمیشہ

جسپر پڑی وہ ملک عدم کو ہوا راہی
ہے برقِ اجل آپکی تلوار ہمیشہ

چڑھ جاتا ہے مقتل میں دم اسکا بھی دمِ قتل
چلتی ہے جو رک رک کے یہ تلوار ہمیشہ

خون کرنے سے ناحق کے ملا پھل یہی قاتل
مقتل مین پشیمان رہی تلوار ہمیشہ

مقتل مین جو مین دیکھتا ہون چلتی ہے قاتل
رفتار بدل کر تری تلوار ہمیشہ

مقتولِ وفا پیشہ تھا الفت کا ہماری
دم بھرتی ہے قاتل سے تلوار ہمیشہ

قاتل کے نہین ہاتھ مین ہے دستِ اجل مین
قبضے مین قضا کے ہے یہ تلوار ہمیشہ

وہ سیف زبان ہون مین کہ میدان سخن مین
چلتی ہے احد اپنی یہ تلوار ہمیشہ

وہ کشتہ احد ہون کہ عوض پھولون کے قاتل
تربت پہ چڑھا جاتے ہین تلوار ہمیشہ

پردے مین رہا جلوۂ رخسار ہمیشہ
جان لیتی رہی حسرتِ دیدار ہمیشہ

اللہ رے جاہِ حرمِ روے منور
کعبہ اسے سمجھا کیے دیندار ہمیشہ

ایما ہے رخ صاف یہ ہے خال کی جانب
کافر اسے سمجھا کرین دیندار ہمیشہ

منہ دیکھنے کہتا ہون تو کہتے ہین ہنس کر
ملتی نہین یون ہی لذتِ دیدار ہمیشہ

اللہ کرے حسن زیادہ ہو تمھارا
باقی رہے یہ گرمیِ بازار ہمیشہ

وہ غیرتِ یوسف تو ہے بازار جہان مین
بکتے ہین ترے ہاتھ خریدار ہمیشہ

ہو حُسن ترا رونقِ بازار کبھی گر
سو جان سے یوسف ہو خریدار ہمیشہ

اس خرمنِ ہستی کے جلانے کو ہمارے
بجلی ہی رہی ہے نگہِ یار ہمیشہ

اَللہ ری تاثیرِ نظر تا دمِ مردن
آنکھون مین پھرا کی نگہِ یار ہمیشہ

حالت ہوئی افتادگی مین ضعف سے ایسی
سمجھا کیے وہ سایۂ دیوار ہمیشہ

عالم مین جدھر دیکھو بس اک فتنۂ محشر
کرتی ہے بپا آپکی رفتار ہمیشہ

پانوئین جو ملنے کا حنا کے تھا انھین شوق
خون کرتی رہی شوخی رفتار ہمیشہ

عالم مین بپا شور نہ کیونکر ہو مریجان
ہے فتنۂ محشر تری رفتار ہمیشہ

آمد کی خبر او گلِ رعنا تری سنکر
آغوشِ تمنا رہا گلزار ہمیشہ

اَللہ ری وحشت مین مری دستِ درازی
پھٹ پھٹ گئے ہین دامنِ کہسار ہمیشہ

دنیا مین جو تو دیکھ تو ہم تیری طرح سے
ہین خاک نشین سایۂ دیوار ہمیشہ

سرمے کا نہ دُنبالہ ہو کیون آنکھون مین انکی
رکھتے ہین عصا مردمِ بیمار ہمیشہ

معشوق احد خوبی قسمت سے جو دیکھو
ملتے ہی رہے مجکو ستمگار ہمیشہ

ہے فتنۂ محشر تری رفتار ہمیشہ
دل لیتی ہے پازیب کی جھنکار ہمیشہ

دیکھو تو ذرا خفتگی بخت دم وصل
سو جاتے ہیں یہ دیدۂ بیدار ہمیشہ

جو کوئی گیا بادشہ وقت ہوا وہ
ہے ظلِّ ہما سایۂ دیوار ہمیشہ

سونگھا نہ کبھی ہڈی کو آکر مری اوسنے
نفرت ہی رہا کرتا سگِ یار ہمیشہ

نالے نہیں کرتے ہیں ترے عاشقِ کاکل
کہتی ہے یہ زنجیر کی جھنکار ہمیشہ

وہ وحشی ہوں فرقت میں جو روتا ہوں تو منہ کو
رکھ لیتا ہوں میں دامنِ کہسار ہمیشہ

تربت ہو مری قصر کے نیچے ترے اوسجا
جس جا پہ رہے سایۂ دیوار ہمیشہ

وحشت زدہ وہ تھا میں کہ بھاگا کیا مجھسے
وحشی کی طرح سایۂ دیوار ہمیشہ

ملجائے کہیں مجکو تو یہ پوچھوں میں اوس سے
رہتا ہے کہاں او بتِ عیار ہمیشہ

ہوتے ہو جو عاشق تو یہ کہتے ہیں کہ کہنا
ایذا میں رہے او بتِ عیار ہمیشہ

تا عمر رہا سلسلۂ حسن پرستی
ڈھونڈھا کیے معشوق طرحدار ہمیشہ

کچھ فرق نہیں حاضر و غائب میں سمجھتا
ہے پیشِ نظر صورتِ دلدار ہمیشہ

ہے وصل کی شب بوسۂ لب دیجیے مجکو
للہ نہ یوں کیجیے انکار ہمیشہ

کس منہ سے زبانسے مین کرون شکوۂ بیداد
پہلو مین دل اونکا ہو طرفدار ہمیشہ

پتھرا گئین یان روتے ہی روتے مری آنکھین
لیکن رہا تجھ سے ہی دل یار ہمیشہ

ہم نیک کرین جان جہان یا کہ کرین بد
پر آپ کے آگے ہین گنہگار ہمیشہ

ہو آسرا یان اور وہان آپہی کا حضرت
چھوڑیگا نہ دامن یہ گنہگار ہمیشہ

فرمایا کہ دیکھ آؤ احمد کو کوئی جاکر
سنتا ہون کہ رہتے ہین وہ بیمار ہمیشہ

حسرتِ دنیا رہی دنیا کے ساتھ
ہم ہوئے اعمال اور عقبا کے ساتھ

مہر ہو یا ظلم ہو شکوہ نہین
جاکے بھی ہین ساتھ اوس بیجا کے ساتھ

گھر مین وہ اپنے گئے یان رہ گئی
آرزوے دید نقش پا کے ساتھ

جب کہا لینگے بلاے زلف کو
بولے بکجاؤگے اس سودا کے ساتھ

اسقدر رویا فراقِ یار مین
بہ چلے آنسو مرے دریا کے ساتھ

بل نہین پڑتا ذرا اوس مین کبھی
کام ہوتا ہی جو کچھ شورا کے ساتھ

زلف کا لینا نہ سمجھو سہل ہو
جان بکجاتی ہو اس سودا کے ساتھ

جب نہ ساتھ اوس بت کے مین کچھ چل سکا
رہگیا بس چمٹ کے نقشِ پا کے ساتھ

دل ہر اک سبزہ لیے لیتا ہی آج
یہ خدا کا فیض ہی صحرا کے ساتھ

تم نہ سر پٹک پٹک پھرا اوٗ واعظو
جان جائیگی بتِ ترسا کے ساتھ

چھوڑا تب سے ماہ کا بھی دیکھنا
عشق ہی جب سے رخِ زیبا کے ساتھ

ہی ابھی نامِ خدا نادان مگر
دانا بنجاتا ہی وہ دانا کے ساتھ

چھوڑ کر کعبے کو بس اب اے احد
سچلیے بتخانے بتِ ترسا کے ساتھ

قتل کر ڈالو اگر کھینچا ہی تینے نیمچہ
کیون گلے سے یہ لگا رکھا ہی تینے نیمچہ

ابروے خمدار کو دکھلا کے وہ کہتے ہین آج
اسطرح کا بھی کہین دیکھا ہی تینے نیمچہ

قتل کر ڈالو جسے چاہو نگاہِ ناز سے
پایا او ابرو کمان اچھا ہی تینے نیمچہ

دیکھتے ہی موت کو بھی موت آخر آگئی
کس ادا سے یار یہ باندھا ہی تینے نیمچہ

قتل کس مجرم کا ہی آج پھر مد نظر
سچ کہو کسکے لیے باندھا ہی تینے نیمچہ

یہ اشارا ہی گلے کو کاٹکر مر جائیے
خط کے بدلے اسلیے بھیجا ہی تینے نیمچہ

کسقدر چھوٹی سمجھی ہے صدقے مین اس فہم کے	تیغ ابرو کو احد سمجھا ہے تینے نیمچہ

ردیف یای تحتانی

صدا ہی دردناک ایسی ہمارے شور و شیون کی	بیان دوست کیا چھاتی پھٹی جاتی ہے دشمن کی
عیان دیسے گر ہووے تجلی روے روشن کی	نگاہ دیدہ مین صورت کھنچے بیساختہ پن کی
غضب کرتی ہے یہ اولٹی تکاوٹ شوخ پرفن کی	نکلی کب بات بھی اے مشفق من آپنے من کی
مری تربت پر آکر بولے کس بیدل کی تربت ہے	اوداسی چھا رہی ہے روشنی پر شمع مدفن کی
نہین بیوجہ از روز دن جھجک اوٹھتے ہین وہ از خود	کھچین در پردہ اونکے چٹکیان لیتی ہین جوبن کی
کسیکی حسرت دل دیکھیے اب یون نکلتی ہے	یہ فرماتے ہین سن سنکر صدا او شور و شیون کی
تو وہ گل ہے اگر گلشن مین بھولے سے قدم رکھے	بہار خلد آئے ناز برداری کو گلشن کی
یہانتک بے زبانی وہ کرین شکوہ نہین اسکا	وہ خود مجبور ہین جاتی نہین عادت لڑکپن کی
گلے مین لیکے انگڑائی وہ باہین ڈالدیتے ہین	زیادہ عمر یارب اور ہو بیساختہ پن کی
پیام مرگ جسکو دیکھے تو اوسکو نہ کیون آئے	قضا کے واسطے خلقت ہوئی ہے تیری چتون کی
جو دکھلاکے ہنکھین میری آنکھونسے ہوا غائب	نگاہ یاس مین سوجھی ہے تصویر چتون کی

مین وہ دیوانہ ہون پا مین بہار آنے نہین پاتی
بنا کر ڈالدیجاتی ہی اک زنجیر سوسن کی

یہ جذبِ عشق تو دیکھو ہوا خاموش جب بولے
خدارا اب نہ غمزہ سے کہیے کہتہ مجھے من کی

سؤالِ بوسہ پر جھنجلا کے جو آتا ہی کہتے ہین
ابھی نامِ خدا خو بھی نہین چھُوٹی لڑکپن کی

اسی سے مرنے والے اونکے جی اوٹھتے ہین حیرت ہی
یہ روحِ مردگان ہی یا ہوا یارب ہی دامن کی

جو مرجاتے ہین ٹھوکر سے جلا دیتی ہی یہ اونکو
دمِ اعجاز رکھتی ہی ہوا کیا تیرے دامن کی

کبھی بل بے یہ ہی شانے سے بل اسکا نہین جاتا
تمھاری زلف جب دیکھو لیا کرتی ہی الجھن کی

وہ بولے آکے تبلاؤ احد یہ ماجرا کیا ہی
کہ جیسے آمد آمد ہو کسیکے گھر مین دولہن کی

بھلا طبعِ رسا کیا باندھ لائے خاک مضمون کو
زمین شعر ہی جب تنگ نہ اپنے ای احد من کی

احد بزمِ سخن مین فیض آتش سے جو جاتے ہین
دکھا دیتے ہین اکثر روشنی ہم طبعِ روشن کی

سحر کو گھر مین تیرے روشنی سے روے روشن کی
سراپا مطلعِ خورشید کی صورت ہی روزن کی

جہان مین کیون بھلا شہرت نہو اوس جلوہ افگن کی
بیاضِ صبحِ محشر ہی تجلی روے روشن کی

بر آئیگی تمنا یا رہیگی من ہی مین من کی
نگہ دیکھین ادھر پھرتی ہی کبتک تیری چتون کی

تجلی بخش دلمین مشکل ہی اوس جلوہ افگن کی
عجب خانۂ کعبہ مین ہمنے شمع روشن کی

تہِ خنجر سسکنے کی یہ حسرت دلمین ہی قاتل
ازل سے ہچکیان لیتی ہی رگ تک اپنی گردن کی

لبِ گور فریدونسے صدا آتی ہی کانونمین
لحد مین دھجیان اوڑتی ہین کیا پیراہن تن کی

دمِ آخر ہوئی حاصل ندامت سخت جانی سے
کٹی شمشیر قاتل سے نہ رگ جب اپنی گردن کی

برنگِ حضرت موسی مجھے آتا ہی غش اس سے
تجلی طور کی ہی کیا تجلی روے روشن کی

حرم مین چشم بد دور آہوین زخمی تڑپتے ہین
نگہ دیکھو تو آہو کش ہی کیا اوس صید افگن کی

تمھارے روے انور پر نہین عالم یہ بینی کا
چراغ طور نے پائی ہی بتی صبح روشن کی

غبارِ دامنِ دشتِ تمنا بعد مردن ہون
کریگی جستجو سرگشتہ کیا کیا شوخِ پرفن کی

رقیب اونکو اوبھارے پھرتا ہی سیرِ گلستانکو
نصیبِ دوستان انسوزون بن آئی ہی دشمن کی

جدھر دیکھو صفین باندھے کھڑے آہو ہین صحرا مین
نہین معلوم آمد آج ہی کس صید افگن کی

مقامِ نیستی عبرت کی جا ہی ہوشیار و نکو
خبر بعد فنا ہوتی نہین آسایشِ تن کی

وہ بلبل ہون چمن سے جب کبھی مین ڈھکر نکلا
منانے کے لیے میرے بہار آئی ہی گلشن کی

ہمارے خرمنِ ہستی پر اک بجلی گری آخر
دمِ گریہ جو یاد آئی ہنسی اوس شوخ پرفن کی

بناوٹ تک تصدق آپ کی اس سادگی پر ہی
تکلف بھی بلائین لیتا ہی بیساختہ پن کی

پسِ مردن لپٹ کر خاک سے یہ روح کہتی ہی
غضب کی خانہ بربادی ہوئی ہی خانۂ تن کی

کہا لوگون نے دیوانے احد بھی ہین تو فرمایا
حقیقت مین اگر مجنون ہین تو لیلےٰ بھی بن کی

احد وہ رحم دل ہون نہین کم فکرِ دوستان کیا ہی
گوارا قلب کو ہوتی نہین تکلیف دشمن کی

دیکھتے ہین پیار مین جب مجکو گھبراتے ہوے
ڈالدیتے ہین گلے مین ہاتھ شرماتے ہوے

دیکھکر مدت سے مجکو رنج و غم کہاتے ہوے
نالہاے دل بھی نکلے دلمین پچھتاتے ہوے

بڑھکے ہشیار سے غفلت مین مزا حاصل ہوا
جی چراتا ہون مین اپنے مین بھی آتے ہوے

اسقدر میری طرف سے بدگمانی ہو اونھین
خوابمین بھی وہ جھجکتے ہین یہان آتے ہوے

دل ہوا مجروح جان پر بنگئی دم چڑھ گیا
او نگاہِ ناز یہ سفاکیان آتے ہوے

اے جنون لے چل مجھے خارِ مغیلان کی طرف
ایک مدت ہوگئی تلوون کو سہلاتے ہوے

بالے آخر کیون تہ و بالا کیا کرتے ہو تم
بجلیان کانون کی کیون چلتے ہو تڑپاتے ہوے

خوابمین وہ دیکھتے ہین جب مری بیباکیان
منہ دوپٹے سے چھپا لیتے ہین شرماتے ہوے

غم نہین اسکا کرم درکار ہی ہر حال مین
بگڑی کو لگتی نہین کچھ دیر بنجاتے ہوے

انتہاے ظلم بھی ہی آخر ای جانِ جہان
ایک مدت ہوگئی ہر ستم ڈھاتے ہوے

مرحبا ای طالعِ خفتہ ہمارے مرحبا
صبح اونکو پاس ہمارے ہوگئی آتے ہوے

دل نہ باز آیا سرِ زلفِ بتان سے ای احمد
ایک مدت ہوگئی ہی اسکو سمجھاتے ہوے

اسقدر آلودۂ عصیان ہوا ہون ای احمد
پاس آئینگے فرشتے میرے شرماتے ہوے

رخِ تابان سے نقاب اپنے اوٹھاتے چلیے
جلوۂ عارضِ پرنور دکھاتے چلیے

باغ مین چلیے رقیبون کو رولاتے چلیے
غنچۂ دل کو مرے خوب ہنساتے چلیے

ہم شہادت کی نہ جانبازو نہین حسرت رہجاے
تیغ ابرو کے بھی دو ہاتھ لگاتے چلیے

آپ چلتے ہین مرے گھر مین نہ ہے بخت مگر
کوئی بتا بھی رقیبون کو بتاتے چلیے

مجکو لیکر کے چلے ساتھ تو فرمانے لگے
قصۂ درد و الم اپنا سناتے چلیے

آپ سے کرتے ہین اغیار تمسخر بیجا
گالیان اونکو بھی دو چار سناتے چلیے

اب ہوا جاتا ہی پامال زمانہ صاحب
ناز سے یون نہ قدم اپنا اوٹھاتے چلیے

گرمیسر ہمارے زمان آپ ہوے ہین صاحب
کشتۂ ناز کو ٹھوکر سے جلاتے چلیے

رونق افروز مرے گھر ہو جو آئے ہو ادھر
بخت خوابیدہ کو میرے بھی جگاتے چلیے

جب کبھی مین ترے کوچے کی طرف چلتا ہون
دل یہ کہتا ہی ذرا پانون اوٹھاتے چلیے

بوسۂ چشم عنایت ہو اگر ساتھ چلے
تھوڑی باتون پہ نہ یون آنکھ چُراتے چلیے

آئے وہ میری عیادت کو لگا کہنے یہ ناز
دیکھ لینا کبھی پھر بھی ادھر آتے چلیے

باغ مین آئے ہو دکھلاکے بہار عارض
گل و بلبل کا یہ جھگڑا ہی چکاتے چلیے

یہ اشارہ ہی نزاکت سے بوقت رفتار
ہاتھ بازو مین ذرا آپ لگاتے چلیے

ضعف سے منزل ہستی پہ پڑے ہین کبسے
قافلہ والو ہمین بھی تو اوٹھاتے چلیے

آئے ہو قبر پہ عاشق کی تو لازم ہی تمھین
اپنے سر کی کوئی چادر بھی چڑھاتے چلیے

بیٹھے محفل مین ہین جی مین یہی ہی اوسکے
دل جو ملجائے کسیکا تو چُراتے چلیے

فرقت یار نے تو گوشت نہ باقی رکھا
ہڈیان بھی سگ جاناکو کھلاتے چلیے

پیکر دانت مرینگے یہ ادا پر عاشق
لب لعلین کو نہ دانتونسے دباتے چلیے

چشم بد دور نظر اونکو نہ لگ جائے کہین
باغ مین آنکھ نہ نرگس کو دکھاتے چلیے

نازاونسے یہی کہتا ہی بوقتِ رفتار
چال وہ چلیے کہ نظروںمیں سماتے چلیے

مرگیا حسرت پامالی ابھی باقی ہی
میری تربت کو ذرا آپ مٹاتے چلیے

خاکِ پا کو بھی جی میں ہی اوٹھا کر اونکی
سرمے کی طرح سے آنکھونمیں لگاتے چلیے

دشت غربت سے پھر آنا جو سمجھتے ہو محال
تو دریا رسے بستر بھی اوٹھاتے چلیے

خوش ہوے راہ میں وہ مجسے تو بولے ہنسکر
اپنے سینے سے احد مجکو لگاتے چلیے

چاہنے سے کہا میں نے تو بھلا ملتا ہی
کہا میں تو نہیں سنتا ہون خدا ملتا ہی

مسکراؤ کبھی روٹھو بھی کبھی خوش بھی ہو
انھیں باتونمیں تو ملنے کا مزا ملتا ہی

راہ میں بوسۂ لب مانگا تو بولے ہنسکر
مال ایسا کہیں رستے میں پڑا ملتا ہی

مسکرا کرکے دکھاتے ہیں وہ آنکھیں ہمکو
اس بگڑنے میں تو بننے کا مزا ملتا ہی

منہ چھپا لیتے ہو تو صاف میں مرجاتا ہون
منہ دکھا دیتے ہو جینے کا مزا ملتا ہی

بات کچھ بھی ہنوئی یار جو خدمت سے ملا
بندگی کرنے سے بندون کو خدا ملتا ہی

مجکو دیکھا جو دعا مانگتے مسجد میں کبھی
ہنسکے کہنے لگے بتلاؤ تو کیا ملتا ہی

مانگا اک بوسہ وہ دو دیکے یہ بولے ہنسکر
خوش جو مالک ہو تو مانگے سے سوا ملتا ہی

اب عدم مین کہین ڈہونڈہینگے یہ سنتے ہین وہان
گر یار کا عنقا سے پتا ملتا ہی

جو کوئی جاتا ہی یانسے طرف ملک عدم
نہ نشان ملتا ہی اوسکا نہ پتا ملتا ہی

لطف نظارہ اوٹہائین ترے عاشق کیونکر
آنکھ ملتی ہی تو پیغام قضا ملتا ہی

چاندنی رات مین چھپ چھپ کے تو اکثر ہمسے
سچ بتا کس سے تو اے ماہ لقا ملتا ہی

ہوے ہمسے جو پریشان تو اولجھکر بولے
جو کوئی ملتا ہی گیسو مین پھنسا ملتا ہی

اونکو لپٹا کے جو بوسہ لب شیرین کا لیا
بولے ان باتونسے کیونکر تمھین کیا ملتا ہی

مر گیا عاشق دلگیر ہوا قصہ تمام
دام گیسو سے ترے آج رہا ملتا ہی

خون دل پیتے ہین پانی کی جگہ ہم جو مدام
غم غذا کے لیے ہر روز جدا ملتا ہی

بوے گیسو سے پریشان جو کرتی ہی تو دل
تجکو ان باتونسے کیا باد صبا ملتا ہی

حسن عارض مین خط سبز ہی اوسکا ملفوف
خط کے آنے کا لفافے سے پتا ملتا ہی

تیرے گیسو مین پھنسا تھا نہین معلوم یہ کیا
دل ناداں مرا پابستہ بلا ملتا ہی

حال کچھ اپنا کہینگے یہ بتادے ہمسے
میرا اگر کبھی تجھے باد صبا ملتا ہی

مجکو ہر حال مین خوش پاکے یہ بولے ہنسکر
یہ مرا بندہ ہی مجسے برضا ملتا ہی

زلف کو چہرے پہ وہ چھوڑکے بولے ہنسکر
ابر مین چاند ہی نظر و نہین چھپا ملتا ہی

غم غلط اپنا کیا کرتے ہین بیٹھے بیٹھے
شعر گوئی مین بھی اک لطف نیا ملتا ہی

آج بنکے بگڑنے کا ارادہ کیا ہی
نو عروسون سے کچھ انداز حیا ملتا ہی

پاس وہ جاکے رقیبون کے نہ بیٹھینگے احمد
سایۂ چغد سے کب ظلِّ ہُما ملتا ہی

کسیکو ہو نہ یارب الفت اوس گیسوئے پیچان کی
نہین رہتی ہی باقی عشق مین توقیر انسان کی

عجب رنگت ہی دیکھو تو لب گلرنگ جانان کی
اوڑی رہتی ہی سرخی اذنون لعلِ بدخشان کی

نہ پوچھو اذنون حالت مریضِ دردِ ہجران کی
جدائی دمبدم اب ہو رہی ہی جسم سے جان کی

کوئی پوچھے تو جاکر اونسے کیا جی ہی کے خواہان ہیز
خبر لیتے نہین آکر جو اب بھی وہ مری جان کی

نکیرین آئینگے مرقد مین تو دیوانہ کر دونگا
لیے آئے ہین اپنے ساتھ ہم تصویر جانان کی

تلاشِ یار مین ہم کھو گئے ہین آپ ہی ایسے
خبر دلکی نہ جانکو ہی نہ کچھ ہی دلکو بھی جان کی

کھلے جاتے ہین خود مجموعۂ خاطر کے شیرازے
خبر لائی ہی کیا بادِ صبا زلفِ پریشان کی

اثر پھیلا تمہارے مصحف رخ کی یہ الفت کا
خدا کی شان ہے کافر قسم کھاتے ہین قرآن کی

ترقی اور ہوتی ہے مری وحشت مزاجی کو
صدا آتی ہے جسدم کانین مرغ خوش الحان کی

عبث نشتر سے چھیڑا تو نے میرے عضو ظاہر کو
تجھے فصاد لینی فصد تھی میری رگ جان کی

ہر اک عضو بدن سے انکے بوے عشق آتی ہے
اسیران چمن مین بات باقی ہے گلستان کی

یقین آئے نہ تمکو گر مری وحشت مزاجی کا
حقیقت پوچھ لو دست جنون سے جیب و دامان کی

یوہین فرقت مین ورو کر زلیخا صاف کہتی تھی
گئے کیا قید مین یوسف کھلی تقدیر زندان کی

بھلا ہم پوچھتے ہین تمسے یہ کیسے مسیحا ہو
خبر لیتے نہین اب بھی جو تم بیمار ہجران کی

بوقت نزع وہ تشریف لا کر جاتے رہین لیکن
نہ نکلی لے لے اپنے منہ سے کوئی بات ارمان کی

جو آنا ہو تو آجا ورنہ مہمان ہے کوئی دم کا
ستمگر اب یہ ہے حالت ترے بیمار ہجران کی

تجھے منظور گر ہے قتل عالم کا تو اے قاتل
جگہ تجویز کرلے پہلے ہی گنج شہیدان کی

خدا کے واسطے باتین شریعت کی نکر زاہد
محبت مین نہین ہے یاد کچھ بھی دین و ایمان کی

وہ کہتے ہین یہ کسکی زلف کے ہو چاہنے والے
بنائے رہتے ہو صورت جو تم صورت پریشان کی

تماشا دیکھنا ہو تو ٹھہر کر دیکھ لے دم بھر
نکلتی کسطرح ہے جان تیرے بیمار ہجران کی

کسیکے گیسوئے شبگون کے ہونگے چاہنے والے
یہی تعبیر ہی شاید مرے خواب پریشان کی

نہو مضطر احمد شبکو تمہارے پاس آئینگے
قسم کھا کر کے جاتے ہین تمہارے چشم گریان کی

پھر خبر لے مرے دل اور جگر کی
قاتل تری آنکھین ہین دہائی ہی نظر کی

کچھ راز نہین کھلتا چڑھائی ہی کدھر کی
بگڑی ہوئی چتون نظر آتی ہی نظر کی

قسمت کھلی آئے وہ اگر دیدۂ تر کی
آنکھون مین جگہ رکھتے ہین اوس نور نظر کی

بے طرح مزاج آپکی آنکھون کا ہی بگڑا
کسنے نگہ گرم سے آنکھون پہ نظر کی

تکتے ہین وہ پہلو کو تو کہتا ہی مرا دل
اللہ بچائے مجھے برچھی سے نظر کی

جلوے کو ترے دیکھکے جب سے کہ ہی آئی
حالت تری ایجان ہی آنکھون مین نظر کی

چلمن کے پس پشت یہ سنتا ہون مین اکثر
کہتی ہی قضا بھی کہ دہائی ہی نظر کی

وہ غمزدہ اس بزم جہان مین ہون مین ایجان
گریان ہوا جسنے مری حالت پہ نظر کی

پوچھا نہ کبھی حال دل عاشق محزون
اک روز بھی تمنے نہ عنایت سے نظر کی

برباد کیا عشق مین قسمت نے پھنساکر
کچھ شکوہ نہ دل کا نہ شکایت ہی نظر کی

کہتے ہوئے محشر مین لحد سے یہ اوٹھینگے
مارا تو ہی آنکھون نے دہائی ہو نظر کی

مجروح ہین پریان ہون ملایک ہون کہ انسان
کس کسکے ہو سینے مین جگہہ تیری نظر کی

اسد رے تیری نگہہ ناز کی تاثیر
بجلی گری جس سمت کو بھولے سے نظر کی

جز سوز نہین شعلہ رخونسے ہین حاصل
پروانہ پہ کب شمع نے الفت سے نظر کی

پایا نہ شگفتہ گل رخسار سا ایجان
گلشن مین جو پھولون پہ کبھی جاکے نظر کی

رکھتے ہین جگہہ تیرے لیے مردم دیدہ
جسطرح جگہہ آنکھونمین رکھتے ہین نظر کی

میت پہ مری آکے قضا کہتی ہو مجسے
یہ کارروائی تو ادا کی ہو نظر کی

تصویر کو جب دیکھا تو چپکے سے یہ بولے
لو چاہیے کیا اور بن آئی ہو نظر کی

کس قہر کی چتون ہو بس اسد بچائے
مارا اوسے بے موت جدھر تو نے نظر کی

تصویر کو آنکھونسے لگا لیتے ہین تیری
آنکھونمین کی پاتے ہین جب نہ نظر کی

بجلی کیطرح رہتا ہو بیتاب مرا دل
کسنے نگہہ ناز سے پہلو پہ نظر کی

جیسے کہ تو او گل چمن دہر مین آیا
بلبل نے کبھی گل پہ نہ بھولے سے نظر کی

تیغ نگہہ ناز نے کشتہ کیا سبکو
عالم مین جدھر دیکھو دہائی ہو نظر کی

پامال ہوا کوچۂ کاکل مین مرا دل
تم نے کبھی بھولے سے بھی اسپر نہ نظر کی

جیتے رہے اب تک نہ مرے بچ گئے کیونکر
درپردہ یہی مجھسے شکایت ہی نظر کی

جب صانع قدرت نے ترا نقشہ بنایا
حسرت نے اوسے دیکھکے حسرت سے نظر کی

پوچھا بھی کبھی حال دل عاشق محزون
تم نے کبھی بیتابی دلپر بھی نظر کی

بے صید کیے دل نہ حرم والون کا چھوڑا
اسعد ری رسائی بت کافر کی نظر کی

مارا اوسے بے موت قضا کو کیا بدنام
تو نے جدھر اوس ترک ستمگار نظر کی

دنیا کے مرقع مین جو پایا تجھے یکتا
تو دیدۂ حیرت نے بھی حیرت سے نظر کی

دل کو کیا بیتاب مرے یا کہ جگر کو
ایجان جہان سب یہ عنایت ہی نظر کی

مرنے پہ جو جی جانے کا دھڑکا تھا اوسے کچھ
قاتل نے پس مرگ بھی مڑ مڑکے نظر کی

ادراک معانی بھی سخن سنج ہین رکھتے
ہم دیکھتے ہین آج نظر اہل نظر کی

تحسین ہو نا فہم کی کب لائق تحسین
تحسین کے لیے چاہیے وسعت بھی نظر کی

صد شکر اسعد فیض سے فیاض سخن کے
تا حیز امکان رسائی ہی نظر کی

پھر کوچۂ کاکل مین سنا اسنے نظر کی
مٹی نہو برباد کہین باد سحر کی

مت پوچھو کہ کیونکر شب فرقت مین بسر کی
شبنم کی طرح ہمنے بھی رو رو کے سحر کی

کہتا ہون ملو مجھسے تو فرماتے ہین جاؤ
کہتا ہون نہین شب کی تو وہ کہتے ہین سحر کی

کچھ حال کہون اس سے تو کیا خاک کہون مین
سنتا ہون کہ سنتے نہین کچھ باد سحر کی

دکھلاکے رخ و زلف یہ فرماتے ہین مجھسے
یہ رات کی صورت تو وہ صورت ہی سحر کی

کھو کرکے جوانی کو یہ پیری مین بھی غفلت
شب کا ہی نہین خواب یہ ہی نیند سحر کی

کہتا ہون شب وصل یہ گھبرا کے مین ہر دم
آواز سنائے نہ خدا مرغ سحر کی

خود بھی جلی پروانے کو بھی تو نے جلایا
کیا بات ہی ای شمع جو یون تو نے سحر کی

بالون مین چھپا کر رخ روشن کو یہ بولے
صورت ہی چھپی رات کے گھونگٹ مین سحر کی

خوشبو ترے گیسو کی اوڑا لائی یہانتک
ہو عمر فزون اور خدا باد سحر کی

در پردہ شب وصل اسے مجھسے تھی رنجش
بیوقت مؤذن نے اذان دی جو سحر کی

احمد سے غرور اسنے کبھی یہ بھی نہ پوچھا
بیمار شب ہجر نے کس طرح سحر کی

او شمع جلانا نہ تھا غم کرنا اگر تھا
ماتم مین جو پروانے کے رو رو کے سحر کی

برباد ہوئی کوچے سے اوس گل کے مری خاک
غارت کہین مٹی ہو خدا باد سحر کی

کس شوخ نے روزن سے سحر ہوتے ہی جھانکا
پیدا ہی تجلی جو قیامت کی سحر کی

سجدہ کرینگے صبح کو پیش رخ جانان
کعبے مین نماز ابتو ادا ہوگی سحر کی

کہتا ہی مرے عشق سے یہ حسن کسی کا
پروانے سے رخصت ہی بس اب شمع سحر کی

ہنستے ہوے اوس گل کو ضرور اسنے ہی دیکھا
بجلی کی سی جو چال ہی اب باد سحر کی

کیا قہر گلے ملکے تھا فرمانا کہ جاؤ
آواز احد آتی ہی اب مرغ سحر کی

فرقت مین دعا ہی مرے دل اور جگر کی
آئے نہ طبیعت کسی انسان پہ بشر کی

آنکھونسے لگاتا ہون تو کہتی ہی یہ تصویر
دیکھو تو یہ تصویر ہی تصویر بشر کی

لازم ہی بشر کو کہ کرے عشق خدا کا
عاشق جو بشر پہ ہو تو شامت ہی بشر کی

پہلے تو فقط نام تھا انسان مین ہمارا
حق تو یہ ہی انسان بنے الفت مین بشر کی

ملتے نہین گر وہ تو شکایت نہین اسکی
خلقت تو جداگانہ ہی ہر ایک بشر کی

الفت سے جو دیکھا اونھین تو بولے کہ دیکھو
جاتی ہی انھین ہاتو نہین بس جان بشر کی

ناصح کی نصیحت سے بھلا ہوتا ہے اب کیا
آئی جدھر آئی یہ طبیعت ہے بشر کی

ہے مصلحت وقت ہر اک کام مین تیرے
منہ کھولے کسی بات مین طاقت ہے بشر کی

گھبرانے سے ہوتا ہے بھلا کیا دل مضطر
ہوتا ہے وہی جو کہ ہے قسمت مین بشر کی

لازم ہے حسینون کو ستمگار بھی ہونا
الفت جو کرے انسے حماقت ہے بشر کی

ہم تڑپے یہان اور مزے لوٹے کوئی وان
قسمت بھی جدا گانہ ہے ہر ایک بشر کی

ملکر کے گلے وصل مین فرمانے لگے وہ
بڑھجاتی ہے آخر کو محبت بھی بشر کی

انسان کو لازم ہے نہو عاشق انسان
الفت مین نہین رہتی ہے توقیر بشر کی

تا عرش گئی فکر تو یہ بولے فرشتے
دیکھو تو پہونچی ہے کہان فکر بشر کی

پڑھتا ہون جو اشعار تو کہتے ہین فرشتے
دیکھو تو خداداد لیاقت یہ بشر کی

شرمندہ احمد حورونکو جنت مین کرینگے
تصویر لیے جائینگے ہم ایک بشر کی

جبسے کہ تمھارے رخ روشن پہ نظر کی
اور ہی ہوئی صورت نظر آتی ہے قمر کی

ہر سمت نظر آتا ہے اک جلوۂ خورشید
آمد ہوئے گھر مین ہے کس شمس و قمر کی

دیکھا ہی ترے جلوۂ رخسار کو جب سے
غم سے گھٹا جاتا ہی یہ حالت ہی قمر کی

جلکر کے سیہ داغ ہو خورشید فلک پر
صورت کبھی دیکھے جو مرے رشک قمر کی

راتون کو سوا بام پہ پھر نکلے نہین شوق
عادت جو مرے ماہ نے پائی ہی قمر کی

اب وصل کے پیچھے جو فلک تو نے کیا دور
حسرت نہین کچھ دلمین اب اوس رشک قمر کی

دیکھا ہی تجھے بام پہ چڑھتے ہوے جبسے
او تری ہوئی صورت نظر آتی ہی قمر کی

ای چارہ گرو بدلے مین اس چارہ گری کے
تصویر دکھا دو مجھے اوس رشک قمر کی

کھاتا ہی یہ کیون منہ کی اوسے دیکھکے اکثر
اعلی تو بہت شان تھی ای چرخ قمر کی

تیرے رخ روشن کے مقابل مین پریرو
توقیر نگاہون مین نہین اب ہی قمر کی

فرماتے ہین آئینے مین منہ دیکھکے اپنا
ہو میرے مقابل کہین طاقت ہی قمر کی

دنیا کے مرقع مین جواب اسکا نہین ہی
تصویر ہی بے مثل مرے رشک قمر کی

ای اشک مٹاتے ہو بھلا دیکھو تو کس کو
تصویر ہی آنکھون مین کسی رشک قمر کی

او غیرت خورشید تجھے دیکھکے اکثر
شب بھر رہا کرتی ہی نگہ نیچی قمر کی

پھرتے ہین احمد رات کو ہمراہ کسیکے

گردش مین ہی تقدیر کسی رشک قمر کی

جب سوئے کمر زلف تری سر سے ہی سرکی
عالم مین ہوا شور کہ ہو خیر کمر کی

کھنچ جائے مصور تو اسی سے کہین کھنچ جائے
پیچھے کھنچے عنقا کے جو تصویر کمر کی

ہون بعد فنا بوسۂ لب کا ترے خواہان
حسرت ہی جو مرنیکے لیے عمر دگر کی

ڈرتا ہون کہ بو خون تمنا کی نہ پھوٹے
ای دل بُری حالت ہی جدائی مین جگر کی

چھوڑیگی نہ بے خانۂ تن کے یہ جلائے
بیطرح یہ بھڑکی ہوئی آتش ہی جگر کی

بیتاب ہین وہ تو نہین اک حال پہ دونو
ہی برق کی حالت مرے دل اور جگر کی

توقیر ہو درگاہ شہ ملک عدم مین
ہو بال ہی بھرا اور رسائی جو کمر کی

غنچے نے تو بلبل سے بہت راز چھپایا
در پردہ مگر بادِ صبا نے یہ خبر کی

یہ ضعف سے حالت مری ای جانِ جہان ہی
لیکر کے چلی مجکو ہوا آئی جدھر کی

کوچے سے نکلوائے گئے طرہ ہی او سپہر
شہرت ہی رقیبون کے لیے شہر بدر کی

بولے کہ نہ سویا نہ تو سونے دیا مجکو
نالے مین ہی کمبخت کے کیا چیز اثر کی

کعبے نہ گیا چھوڑ کے مین کوچۂ جانان
قسمت مین نہ لکھی تھی جو تکلیف سفر کی

تارے بھی نکلتے نہین دل سے مرے باہر
کہتے ہین کہ ہوگی ہین تکلیف سفر کی

اب سوے عدم روح مری ہوگی روانہ
دیتی ہی شب ہجر خبر آج سفر کی

ای روح روان اس تن خاکی کو نہ توچھوڑ
مٹی ہوا یہ گھر جو کہین تو نے سفر کی

ہستی سے سوے ملک عدم جانا ہی اکدن
او دل تجھے کچھ فکر بھی ہی زاد سفر کی

برہم نہون گیسو کی طرح خوف ہی مجکو
ایمان کیطرح دل مین جگہ رکھتے ہین ڈر کی

اسطرح احمد راز دل اپنا ہوا مشہور
جسطرح کہ شہرت ہو زبانون پہ خبر کی

طفلی مین گھٹنیون چلے پھر اوٹھ کھڑے ہوے
ایام زیست کم ہوئے جیون جیون بڑے ہوے

وہ تیشہ زن جہان نہین جو سب سے بڑے ہوے
شکر خدا کہ دلکے تو ہم بھی کڑے سے ہوے

ہم خاک مین ملینگے اوٹھانے سے اور بھی
چھیڑو نہ نقش پا کیطرح ہین پڑے سے ہوے

لب کو دبا یا دانتون سے اوسنے گمان ہوا
موتی ہین گویا لعل ہین پر جڑے ہوے

دے ہمکو اپنا جلوۂ دیدار شاہ حسن
در پر ترے گدا کیطرح ہین کھڑے ہوے

دیکھا جو مجھ غریب کو پھر سائل وصال
بولے ہو اسلیے مرے در پر اڑے ہوے

دنیا مین قاعدہ یہی سنگین دلون کا ہی
دیکھا جسے ہی نرم زیادہ کڑے ہوے

دیکھا جو تیری قامت موزونکی چال کو
مارے ادب کے سرو گلستان کھڑے ہوے

ہوگا خدا کے سامنے اوس بت سے سامنا
جسدن اوٹھینگے قبر سے مردے گڑے ہوے

بولے شکستگی طبیعت کو دیکھکر
فوجِ الم سے خوب ہین یہ بھی لڑے ہوے

اللہ رے رعبِ شوکتِ حسنِ جمالِ یار
دم بھر نہ پاس بیٹھ سکے اوٹھ کھڑے ہوے

پوچھا کسی نے مجکو تو ہنسکر دیا جواب
مدت ہوئی اونھین تو گلے اور سڑے ہوے

جسکو نصیب وصل صنم ہو نصیب ہو
ہمکو تو اپنی جان کے ہین لالے پڑے ہوے

ہم بزم یار مین رہے در پئے نشست کے
آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اوٹھ بھی کھڑے ہوے

ہین تو تڑپ تڑپ کے مرا شوقِ دید مین
بالین پہ وقت نزع نہ آکر کھڑے ہوے

دیکھو بچشم غور تو عبرت کی ہی یہ جا
کیا کیا حسین ہین خاک کے اندر گڑے ہوے

ہمسے گریز کرکے تو جائیگا اب کہان
سایہ کیطرح ساتھ ہین ہم بھی پڑے ہوے

رنج فراق حسرتِ دنیا خیالِ حشر
کیا کیا نگین ہین خاتم دلپر جڑے ہوے

موجود جسمین سازتھے عیش و نشاط کے
دیکھا تو وہ مکان ہین اجڑے پڑے ہوے

اوراق تھے دلیل جو فصلِ بہار کے
دو دونکے بعد دیکھا تو سب ہین چھڑے ہوے

صحرا مین وہ غزالون کو لوٹے یہ دیکھکر
آنکھونکے یہ شکار ہین اپنے ترٹے ہوے

بل بے غرور حسن کہ دیکھا نہ مڑکے پھر
مشتاق دید کتنے ہین پیچھے کھڑے ہوے

اغیار بزم یار مین بیٹھے مزا کیے
مانند شمع جلتے رہے ہم کھڑے ہوے

ہین قید وہ بھی میری طرح فرق پر یہ ہی
بیڑی کے بدلے پانو مین اونکے کڑے ہوے

بیمارِ عشق سنکے وہ لوگونسے بول اوٹھے
دیکھو میان احد کو کہ کیون ہین پڑے ہوے

کب پاے جنون بستہ زنجیر نہین ہی
کب مجکو سرِ زلف گرہ گیر نہین ہی

کچھ کارگر ای دل تری تدبیر نہین ہی
سنتا ہون کہ مٹتا خط تقدیر نہین ہی

باتو مین کیا کرتے ہین مُردونکو وہ زندہ
اعجاز مسیحا ہی یہ تقریر نہین ہی

سن سنکے مرے نالونکو فرماتے ہین اکثر
کیونکر کہون اب اسمین کہ تاثیر نہین ہی

ہون نقش کتابی کا تسے محو تماشا
عالم ہی طلسمات کا تحریر نہین ہی

مین بھی روانہ طرفِ ملکِ عدم ہون
گر آپ کے اب جانے مین تاخیر نہین ہی

کچھ سوزِ جگر پیدا کر ای بلبلِ نالان　　نالون مین ابھی تک تہِ تاثیر نہین ہی

عالم ہی ابھی زلف کا چہرے کی طرح سے　　گردون ہی جوان رات بھی کچھ پیر نہین ہی

لوگونکو بنا دیتے ہین بت بات سنا کر　　گویا ہی طلسمات یہ تقریر نہین ہی

کب خاک مین تونے نہ جوانونکو ملایا　　کاوش تجھے کب ای فلکِ پیر نہین ہی

بل بے شبِ فرقت یہ تری جانگدازی　　تا صبح کوئی بچنے کی تدبیر نہین ہی

کسدن مری آنکھونکو نہین شوقِ تماشا　　کب پیش نظر یار کی تصویر نہین ہی

فرماتے ہین دکھلا کے یہی حلقۂ گیسو　　کیون دامِ بلا حلقۂ تسخیر نہین ہی

کیا بزم مین آئین ترے ای شوخِ ستمگر　　غیرونکے مقابل مری توقیر نہین ہی

پھانسی ملے الفت مین تری زلف کی مجکو　　اب نعش کی کچھ حاجت تشہیر نہین ہی

کسدن مجھے ابرو کا تصور نہین رہتا　　کب اپنا گلا بھی تہِ شمشیر نہین ہی

شکوہ نہین ایجان جہان عشق مین تمسے　　اپنا ہی قصور آپکی تقصیر نہین ہی

ہم کہتے ابھی سے ہین نہو عاشق کاکل　　پھر دیکھو نہ کہنا مری توقیر نہین ہی

جب قتل کیا تیغ ادا سے تو یہ بولے　　کچھ ہاتھ مین دیکھو مرے شمشیر نہین ہی

اب مجکو مٹایا بھی تو کیا خاک مٹایا
باقی کوئی خواہش فلکِ پیر نہین ہی

کب کشتۂ نظارۂ سفاک نہین ہون
کب پار مرے سینے کے یہ تیر نہین ہی

عالم ہی جوانی کا لڑکپن کی ہین چالین
اسد سے تلوّن ابھی تا خیر نہین ہی

ابرو کی ادا مجکو وہ دکھلاکے یہ بولے
او صاف ہین سب نام کو شمشیر نہین ہی

ہی لاش کو کوچہ مین پھرانے کا ارادہ
کیا قتل مرا یہ سبب تعزیر نہین ہی

جو صید ہی ہی صید ترے دامِ بلا کا
باقی کوئی اب ڈھونڈھیے نخچیر نہین ہی

کیون وعدۂ وصلت یہ احمد نازان ہو اس سے
یہ یار کا خط ہی خطِ تقدیر نہین ہی

بحرِ ہستی مین حباب آکر چلے
زندگی کا کہنے کو دم بھر چلے

وہ جو ہین پہلو سے دل لیکر چلے
کہدو اونسے کوئی یہ کیا کر چلے

جانبِ ہستی جو تم دلبر چلے
ساتھ لیکر فتنۂ محشر چلے

اب جیینگے کسطرح سے ہم بھلا
دل ہمارا لیکے تم تو گھر چلے

گم ہوئے وہ قافلے عشاق کے
کوچۂ کاکل مین جو شب بھر چلے

تیرِ مژگان کا تصور جو رہا | رات بھر سینے پہ پیکان خنجر چلے
چھوڑ کر دنیا کو عقبے کی طرف | تیرے دم پر ساقیِ کوثر چلے
فصل گل آئی ہوا جوشِ جنون | پھر رگ جان پر مرے نشتر چلے
آئیے تشریف رکھیے کوئی دم | بے سبب یہ کیون خفا ہوکر چلے
ابر باران دیکھکر نادم ہوا | اسقدر آنکھون سے اشک تر چلے
تیرے ہاتھون سے بتِ سفاک اب | ہم قضا سے پہلے ہی بس مر چلے
آئے تھے خالی مگر اب جاتے دم | لیکے اک اعمال کا دفتر چلے
تیرِ مژگان کا نشانہ کرکے وہ | تیغ ابرو کھینچ کر ہم پر چلے
قتل کس مجرم کا ہی مدِ نظر | سچ کہو کس کر کمر کسپر چلے
طی نہ راہِ عشقِ زلف و رخ ہوئی | گرچہ شب بھر اور ہم دن بھر چلے
مین وہ دیوانہ تھا میری خاک سے | جو بنا پتلا تو پھر پتھر چلے
رہ روانِ جانبِ ملکِ فنا | ٹھیر جاؤ ہم بھی تم دم بھر چلے
تین دن کی زندگی مین ہمدمو | حسرت و رنج و الم لیکر چلے

آئے مثلِ برقِ باغِ دہر مین ابر کی صورت بچشمِ تر چلے

سیرِ گلشن ہو مبارک جائیے بگڑے کیون ہمسے جو تم تنکر چلے

حق سے اب میرے گنہ بخشائیے تیرے در پر شافعِ محشر چلے

مدعائے وصل جب مین نے کہا پھیر کر وہ مجھسے منہ ہنسکر چلے

تیرے میخانے کے جانب ساقیا دور سے ہم دیکھکر ساغر چلے

ہین خفا کچھ آپ شاید آجکل بیٹھتے ہی آپ جو اوٹھکر چلے

چھوڑکر عشقِ بتان کو اے احد
کعبے کو بتخانے سے کیونکر چلے

کہونگا حشر کے دن یہ خدا سے بتون نے پہلے ہی مارا قضا سے

ملو ہر چند تم جور و جفا سے نہ باز آئینگے ہم مہر و وفا سے

جلاتے عیسے تھے حکمِ خدا سے جلا دو تم لبِ معجز نما سے

بچو گے حضرتِ دل اس بلا سے خطا کی اوس نے الجھے جو زلفِ دوتا سے

کہا بدنام مجکو مارا تو نے قضا رو کر یہ کہتی ہو ادا سے

بچو اے حضرتِ دل کہنا مانو
نہ اولجھو اونکی تم زلفِ دوتا سے

ملو اب شوق سے تم دستِ پا مین
ہمارا خون مشابہ ہی حنا سے

کسی نے حال جا کر یہ اونسے
کہا مرتا ہی بچھڑے پھر بلا سے

ستم ڈھاتے تھے پہلے ناز کے وان
گلے کٹتے ہین اب تیغِ ادا سے

خبر ملجائے اوس گل کی تو جانین
بہت پیغام بھیجا ہی صبا سے

دلا دیتے ہین روحِ کوہکن پر
منگا کر فاتحہ شیرین بتاسے

خدا کے واسطے ہی وصل کی شب
چھپاؤ منہ نہ اب شرم و حیا سے

نہ ڈھاؤ کعبۂ دل کو ہمارے
تم کچھ تو ڈرو اپنے خدا سے

معطر ہو گئے سب گل چمن مین
ہوئی زلف اونکی جب برہم ہوا سے

اوسکی چال سے پامال ہی دل
عیان شوخی ہی جسکے نقشِ پا سے

ہزارون جی اوٹھے قبرون سے مردے
بپا محشر ہی گھنگرو کی صدا سے

خدا کے واسطے سچ سچ بتاؤ
رہا کرتے ہو کیون مجھسے خفا سے

اوڑا کر زلف کی بو لاتی ہی یہ
ہماری زیست ہی بادِ صبا سے

ملے ملنے سے غیرونکے جو فرصت
ادھر بھی دیکھلو صاحب ولا سے

پھڑکتا مرغ دل ہی سر قفس مین
کہا اوس گل نے شاید کچھ صبا سے

مریض غم سے یہ بولے اطبا
نہوگے اچھے تم ہرگز دوا سے

جو لیکر بوسہ مانگا اور بولے
بشر خالی نہین حرص و ہوا سے

نہو عاشق کوئی زلف دوتا کا
خدا سبکو بچائے اس بلا سے

ق

دبا کر پانٔونسے دامن کو اپنے
جھکا کر سر کو بھی شرم و حیا سے

لگے کہنے یہ ہنسکر ای احمد تم
بہت ہو شربت وصلت کے پیا سے

احمد یہ اپنے جی مین ہی کرین گے
بتون کا شکوہ محشر مین خدا سے

دل و الجھا ہی تری زلف دوتا سے
نہو کیون سامنا شب بھر بلا سے

دکھاؤ بانکپن بہر خدا وہ
قضا کو موت آئے جس ادا سے

ارادہ قتل کا کس جرم پر ہی
ہمارے خون کے تم کیون ہو پیاسے

نہ دیکھا جسنے اس ناز و ادا کو
نہین واقف زمانے مین قضا سے

مرے دیوان مین گر دیکھو تو اکثر
بندھے مضمون تو فکر رسا سے

ہے تابان کسیکا اختر حسن
قیامت تک فقیرونکی دعا سے

مریض غم وہان ہوتے ہین اچھے
ترا گھر کم ہو کیا دار الشفا سے

سوال بوسہ پر جھنجلا کے بولے
بہت تنگ آئے ہین ہم اس گدا سے

نہ پڑتے عشق کے پھندے مین اے دل
جو کچھ آگاہ ہوتے انتہا سے

تمہارے حسن کے جلوے کا ایجان
اثر ہے دل پہ اپنے ابتدا سے

زبانی کہنا یون احوال قاصد
نہ واقف مدعی ہو مدعا سے

وہ شاہ حسن ہین مین بینوا ہون
ملینگے کیون وہ مجھ ایسے گدا سے

زمانے مین وہ ہون برگشتہ طالع
نحوست آتی ہے ظل ہما سے

تنفر اونکو مجھسے اس قدر ہے
کہ آئے خواب مین نا آشنا سے

پھنسا کر زلف کے پھندے مین دلکو
یہ کافر اتے ہین بس دغا سے

نہ پوچھو میرے سوز دل کی حالت
بھڑکتے شعلے ہین یان ابتدا سے

مجھے ہر حال مین خوش پاکے بولے
جو بیٹھے ہین وہ ملتے ہین حنا سے

خیال زلف تھا اب عشق رخ ہی — سے چلے کعبے کو ہم بھی کربلا سے
مجھے وہ دیکھکر لوگوں سے بولے — نظر آتے ہین یہ بھی مبتلا سے
تامل ہو بتانے مین اوسے بھی — پتا گر پوچھیے میرا پتا سے
عبث یہ تیغ ابرو سے کھینچتے ہو — ہمارے خون کے ناحق ہو پیاسے
بہت پوچھا نہ پایا ہمنے لیکن — پتا اونکی کمر کا بھی پتا سے
مثال لالہ فرقت مین ہین دیکھو — یہان بھی داغ دلمین ابتدا سے
شب فرقت مین ہاتھ اپنا اوٹھاکر — ق — دعا یہ مانگتے ہین ہم خدا سے
وہ آئین یا کہ بس دم ہی نکلے — کسی صورت تو چھوٹین اس بلا سے
احد احوال ان روزون عجب ہی — ق — نظر آتے ہین جو یہ آشنا سے
یہی کمبخت ہین در پردہ دشمن — نہین ڈرتے ہین کچھ روز جزا سے

احد اپنا عقیدہ بس یہی ہی
محمد نور ہین نور خدا سے

دل پر داغ خیال رخ تابان سے ہے — یا الٰہی پر طاوس یہ قرآن مین ہے

گل کی خواہش نہ دلِ بلبلِ نالانین رہے
تو جو اے غیرتِ گل جا کے گلستانین رہے

جب تلک رنگ حنائی کف پاہین رہے
پائمالی کی ہوس خون شہیدانین رہے

وقت امداد ہوا ای زلف دراز جانان
کبتلک یوسف دل چاہ زنخدانین رہے

کیا درازی ہے تری ای کششِ دستِ جنون
تار باقی نکوئی اپنے گریبانین رہے

یوسف مصر کو پونہچا دے وطن مین یارب
فرش اب دیدۂ یعقوب کا کنعانین رہے

عارض و خط کے تصور مین ہوئی عمر بسر
یا وہ کافر ہین رہے یا کہ مسلمانین رہے

ہے یہی اپنی خوشی اب کہ مثالِ شانہ
دل بھی الجھا ہوا اوس گیسوئے پیچانین رہے

گوہرِ اشک کے دانونکی بنائی تسبیح
رات بھر ذکر خیالِ دردندانین رہے

چاہیے دل سے نہ نکلے کسی یوسف کی شبیہ
روح گو قالبِ خاکی کے نہ زندانین رہے

مے گلرنگ کا ساقی نہ کبھی دور تھمے
جب تلک ساغر و مے محفلِ رندانین رہے

پاکدامن کے لیے بھی ہے مصیبت لازم
کہ وہ یوسفِ صدیق بھی زندانین رہے

شیفتہ ہو کے یہان اک بت کافر کے احمد
عمر بھر حلقۂ زنار پرستانین رہے

کاکلِ شکین جانان صید افگن بنگئی — دیکھیے زنجیرِ وحشت طوقِ گردن بنگئی

شہسواری کا کیا ای تُرک تونے جبسے شوق — تب سے رُوحِ عاشقِ دلگیر توسن بنگئی

سینہ پر داغ پر جب ہاتھ رکھا یار نے — شاخِ مرجان بلبلِ دل کی نشیمن بنگئی

کام آیا عشق تیرا قبر مین ای رُوے یار — یاد تیری روشنیِ شمع مدفن بنگئی

صاف دیوارون پہ عکسِ نور آتا ہی نظر — چادرِ مہتاب وسکی آج چلمن بنگئی

نکہتِ گل بسگئی بوے قباے یار مین — سے گلرو کا بہارِ باغِ دامن بنگئی

ہوگیا دورِ فلک سے حالِ دُنیا کا خراب — جاے شادی جس جگہہ تھی جاے شیون بنگئی

جان بچانے کے لیے تدبیر اب کیا کیجیے — ہم غریبون کی نگاہِ یار دشمن بنگئی

زخمیِ تیغِ نگہ وہ ہوگیا دیکھا جسے — قاتلِ عالم تری ای تُرک چتون بنگئی

تیرے ہی چشمِ عنایت سے خلیلِ کعبہ پر — دفعتہً سب آتشِ جوّالہ گلشن بنگئی

حسن نے چمکائی ایسی آتشِ رخسارِ یار — بزم عالم مین یکایک شمع روشن بنگئی

وصف قامت مین ترے سب بول اُٹھے سروِ سہی — باغ مین گویا زبانِ برگ سوسن بنگئی

آج کل ہو سنگدل کچھ اسطرحسے خوے یار — شیشۂ دل توڑنے کو جیسے آہن بنگئی

روح جسدم قالبِ خاکی مین آئی اے احمد
گلشنِ ایجاد مین مرغِ نوازن بن گئی

آمد گلِ رعنا کی جو گلشن مین نہین ہی
سنتے ہین کہ بلبل بھی نشیمن مین نہین ہی

یوسف کو نہ دیکھا تو یہ کہتی تھی زلیخا
وہ نور مرے دیدۂ روشن مین نہین ہی

اس طرح سے وحشت نے ہی کی دست درازی
اک تار بھی باقی مرے دامن مین نہین ہی

دیوانہ ترا دونو طریقے سے ہی باہر
یہ سلسلۂ شیخ و برہمن مین نہین ہی

دیوانے کا تربت مین جو کرتا ہون تجسس
آواز یہ آتی ہی کہ مدفن مین نہین ہی

جب دونو کی خلقت ہوئی اک کن کی صدا سے
پھر شیخ مین ہی کیا جو برہمن مین نہین ہی

ہر بار احمد دل کو پھنسا لیتے ہین گیسو
وہ کون ہی فن جو بتِ پرفن مین نہین ہی

آئینہ رکھکے سامنے صورت کو دیکھیے
اے شاہِ حسن حور سی طلعت کو دیکھیے

برباد ہو گئے طلبِ مال و زر مین لوگ
قارون کے ساتھ کیا کیا دولت کو دیکھیے

بعد فنا ہی لاش مری دوشِ یار پر
بختِ ہلے اوج کی ہمت کو دیکھیے

سودے مین اوسکی زلف کے جب سیر کیجیے
تا تار کو کبھی کبھی تبت کو دیکھیے

ہمسے شب وصال وہ پوچھتے ہین کسطرح
اب آج اونکے پردہ عفت کو دیکھیے

جوڑا جو کھل پڑا تو کمر تک لچک گئی
اوس ماہرو کے ناز و نزاکت کو دیکھیے

بیٹھے بٹھائے عاشق کاکل مین ہوگیا
سودیکو دیکھیے مری وحشت کو دیکھیے

ارمان سبکے دلمین ہے دوزخمین جتنے ہین
اکبار چلکے صورت جنت کو دیکھیے

پونہچائیگی صبا تو کہین سے شمیم زلف
خاموش ہوکے رخنۂ تربت کو دیکھیے

دیکھا جسے شہید کیا تیغ ناز سے
ان قاتلونکی چشم عنایت کو دیکھیے

غیرت دہ مسیح تو ہی نام آپکا
چلکر مریض عشق کی حالت کو دیکھیے

مسکن جو ہمکو باغ ارم مین ملے احد
طوبا کے بدلے یار کی قامت کو دیکھیے

نہ کیونکر آب خنجر گردن بسمل تلک آئے
تمنائے شہادت مین در قاتل تلک آئے

صبانے کردیا دم مین پریشان وائے ناکامی
جو بوئے گل بھی ہوکر ہم تری محفل تلک آئے

ہوئے بیتاب وہ ایسے اسطرح شوق شہادت مین
ہتیلی پر لیے سر کو جو قاتل تلک آئے

بچین گرداب عصیان سے الٰہی تا دمِ آخر
سلامت کشتی عمر رواں ساحل تلک آئے

اگر مجنون سنے حال وروِ ناقۂ لیلی
تو دل ہاتھون سے پکڑے پردۂ محمل تلک آئے

ہزارون آفتین سہنے اوٹھائین راہ الفت مین
گھٹے جب غم سے تب اوس ماہ کی منزل تلک آئے

تصور چھوڑ دو کہتے تھے تیسے ونکی مژگان کا
احد آخر یہ خارِ غم تمھارے دل تلک آئے

اوس مسیحانے اگر شکل دکھائی ہوتی
موت بھولے سے مرے پاس آئی ہوتی

نقش پا پر ترے ہم سر کو رگڑتے ای بت
تیرے در تک جو کسیطرح رسائی ہوتی

پانونکو معرکۂ عشق مین رکھتے نہ اگر
فوجِ غم کی مرے دل پر نہ چڑھائی ہوتی

آپکا عشق نہوتا جو یہ عالم کے لیے
روح کی خانۂ تن مین نہ سمائی ہوتی

دل کو بیتابی نہوتی نہ یہ رسوا ہوتا
کاش ایجان تری صورت نظر آئی ہوتی

شام سے ہوتا اگر کوٹھے پہ تو جلوہ نما
بام پر ماہ کی انگشت نمائی ہوتی

شاخ سمر جان نظر آجاتی ابھی سنبل مین
تیرے گیسو مین جو انگشت حنائی ہوتی

جلوہ فرما جو صنم خانہ نہین ہوتا وہ بت
دیر مین جمع ابھی ساری خدائی ہوتی

دیکھتے جلوۂ خلاق دو عالم کو احمد
دیر سے کعبے مین تقدیر جو لائی ہوتی

حسرت اپنے دلمین ای تقدیر آدھی رہگئی
وصل کی پوری جو تھی تدبیر آدھی رہگئی

نیم راضی ہو گیا منت سے میرے وہ صنم
ہاتھ جب جوڑے تو پھر تقصیر آدھی رہگئی

نیم جان تب سے تڑپتے ہین گلی مین ہم تری
جب سے تجکو خواہش نخچیر آدھی رہگئی

دل اولجھکر زلف پرخم سے نکل آیا مرا
پانوئین پڑکر مرے زنجیر آدھی رہگئی

ساتھ غیروںکے جو دیکھا راہ مین کل یار کو
خواہش دل ہوکے دامن گیر آدھی رہگئی

خانۂ دل کو بساکرکے مرے ویران کیا
اس مکان کی ای بتو تعمیر آدھی رہگئی

کیا کہین ہم کم نصیبی بخت کی اپنے دلا
وادی وحشت مین بھی جاگیر آدھی رہگئی

خط شوق یار مین یہ ہاتھ اپنا تھکگیا
لکھتے لکھتے اک قلم تحریر آدھی رہگئی

کیا غضب ہی جسکو دعوی اپنے تھا گفتار کا
سامنے اوس شوخ کے تقریر آدھی رہگئی

آئے وہ میرے جنازے پر جو پھر بعد الصلوۃ
تب لگے فرمانے کیا تکبیر آدھی رہگئی

سنکے حال مرگ بھکایا رقیبون نے اونھین
میرے مرنے کی وے تشہیر آدھی رہگئی

ہے یہی باعث نہیں آتا ہے جو تو گھر مرے — تجکو الفت ای بت بے پیر آدھی رہ گئی
کھینچ سکی تیری کمر کی جب نہ مانی سے شبیہ — ہو کے حیران بول اٹھا تصویر آدھی رہ گئی

دلمین تھا یہ بار دوش اپنا او تا رینگے احد
کیا کہین پر تیزی شمشیر آدھی رہ گئی

مجھے اے شمع الفت جو آگے تھی سو اب بھی ہے — تجھے اے تندخو نفرت جو آگے تھی سو اب بھی ہے
سسکنا ہے وہی ہر دم وہی رونا بلکنا ہے — دل بیتاب کی حالت جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی ہے ساق سیمین اور تن سیمین وہی اونکا — اونھین حاصل وہی دولت جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی سر مین سمایا ہے خیال کجکلاہی بھی — تو اونکو عادت نخوت جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی فضل الٰہی ہے شریک مجرمان ہر دم — وہی بخشش وہی رحمت جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی ہے کوچہ گردی اور وہی صحرا نوردی ہے — دل وحشی تجھے وحشت جو آگے تھی سو اب بھی ہے
دکھاتے ہین جو اک گردش مین آنکھین گردش ساغر — وہی مستی کی کیفیت جو آگے تھی سو اب بھی ہے
چمکتا ہے بدن جامے کے باہر صاف اوس بت کا — وہی کندن کی سی رنگت جو آگے تھی سو اب بھی ہے
ہنسانا جز رولانیکے اونھین آتا نہین ابتک — دل آزاری کی بس عادت جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی فضلِ خدا سے ہی شبابِ یار کا عالم
وہی شکل اور وہی صورت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

نہین لگتی ہی دم بھر آنکھ اوس گیسو کے سودے مین
بلاے جان شبِ فرقت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

وہی اتبک تمہارے حسن کا چرچا ہی عالم مین
حسینون مین وہی شہرت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

تجھے ملنے سے میرے ہی اگر انکار ای ظالم
مجھے تو خواہشِ وصلت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

مزاجِ یار مین اتبک وہی دشمن نوازی ہی
رقیبون سے وہی صحبت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

شبِ وصلت گلے سے لگ کے میرے وہ یہ کہتے ہین
ذرا بتلاؤ سچ الفت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

کرو توبہ ڈرو کہتے ہین تم اتنا ستانے سے
تبو اسد مین قدرت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

بہت جاتے ہو گھر اونکے ذرا بتلاؤ تو ہمسے
تمہاری ای احد عزت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

مجھسے ہوئی ہی کون خطا منہ سے بولیے
بیوجہ کیون خفا ہو ذرا منہ سے بولیے

ہمسے شبِ وصال ذرا منہ سے بولیے
کیجے نہ غمزہ بہر خدا منہ سے بولیے

تمکو اگر خیال مرا کچھ نہین رہا
دل کھو دیا کہان مرا منہ سے بولیے

بل بے غرور آنکھین بھی ملتی نہین کبھی
جن ایک اور سر پہ چڑھا منہ سے بولیے

فرماتے ہین نہ آئے جو شب کو ہمارے پاس
دلکو قرار کیسے رہا منہ سے بولیے

خنجر لگاکے سینے پہ بولے وہ ناز سے
جھگڑا ہی روز کا یہ مٹا منہ سے بولیے

حالت کو غیر دیکھکے کہنے لگا یہ شوخ
آئی جو ہو قضا تو ذرا منہ سے بولیے

کہتے ہین وہ نہ کہتے تھے آغاز عشق مین
لائیگی پیچ زلف دوتا منہ سے بولیے

کیسے ہوے ہو عاشق رخسار یار کے
سودا یہ کیسے سر مین ہوا منہ سے بولیے

ہمسے شب وصال گلے ملکے کہتے ہین
بگڑا مزاج کیسے بنا منہ سے بولیے

بجلی گرائیے گا جو ہو زلف چہرے پر
چھائی ہی کسلیے یہ گھٹا منہ سے بولیے

ملتے ہین لطف ملنے کا ملتا نہین ہمین
کیون اب نہین ہا وہ مزا منہ سے بولیے

کہتے ہین کیون یہ عاشق زلف دوتا ہوے
بیٹھے بٹھائے کیا یہ کیا منہ سے بولیے

گل کان کھولے شائق سمع کلام ہین
چلیے جو باغ مین تو ذرا منہ سے بولیے

یہ صدمۂ شب ہجران کو جانے دو
جو کچھ ہوا احد وہ ہوا منہ سے بولیے

نہ سمجھو روے انور اسکو مہر آسمانی ہی
نہین ہی فرق پر یہ مانگ خط کہکشانی ہی

اشارے کر رہی ہی یہ درازی دست وحشت کی
مجھے پھر دامنِ صحرا کی اب دھجی اُڑانی ہی

مقدر کھینچ لایا ہی عدم سے ملک ہستی میں
سوارِ توسنِ عمرِ رواں نے خاک چھانی ہی

اِدھر تو شوق نظارہ سے دم آنکھوں میں آیا ہی
اُدھر ہر دم وہ پابندِ صدائے لن ترانی ہی

رولا کر عاشقِ شیدا کو وہ بت ہنسکے کہتا ہی
ہمیں پھر خرمنِ ہستی پہ اب بجلی گرانی ہی

دوپٹا سرخ دکھلا کر وہ قاتل روز کہتا ہی
شہیدِ ناز کی تربت پہ یہ چادر چڑھانی ہی

کبھی میرا بھی ذکر آتا ہی جو افسانہ گویوں میں
تو وہ غصے سے کہتے ہیں یہ سب جھوٹی کہانی ہی

خزاں آکر چمن میں اسطرح سے روز کہتی ہی
مجھے اکدن سموں پر بلبلوں کے خاک اُڑانی ہی

کھڑا ہی تیغ کو کھینچے ہوئے جو میرے لاشے پر
ابھی قاتل کو شاید طاقتِ بازو دکھانی ہی

اوسکی جستجو میں مہر کی صورت ہیں سرگرداں
کھنچی جسکے لیے ہر جا ردائے آسمانی ہی

غضب کیا ہو گیا ہی دیر کا جانا ابھی ہمکو
بتوں کے عشق میں تو جان آفت سے بچانی ہی

پھرا ہمکو نہ اے ناصح سیہ کاروں کے کوچے سے
ابھی سودائے گیسو بھی بلا سر پر چڑھانی ہی

کسیکے شعلۂ رخسار کی الفت میں بس اکدن
مثالِ طور آتش خانہ تن میں لگانی ہی

جھکا دیجے احد گردن کو پیشِ ابروِ جاناں

اگر شوقِ شہادت مین تمھین تلوار کھانی ہی

جبسے کہ پیشِ چشم رخِ گلعذار ہی
نظارہ جلوہ گاہ شبیہ بہار ہی

بعدِ فنا پہ فیضِ رخِ گلعذار ہی
اپنا غبار سرمۂ چشم بہار ہی

جبسے تصورِ رخ و گیسوے یار ہی
مسکن کبھی حلب تو کبھی پھر تتار ہی

ابرو کمان ہی اور ہی صیاد ترکِ چشم
مریخِ چرخ تیرِ نگہ کا شکار ہی

صحرا مین گرد باد کو چکّر ہی بیطرح
شاید شریک اسمین ہمارا غبار ہی

آنکھین پسِ فنا بھی نہین ہوتین اپنی بند
ای شوق دید کسکا تجھے انتظار ہی

خالی خلش سے پایا نہ دنیا مین کوئی شی
دیکھا تو گل کے ساتھ ہمین بھی خار ہی

مانگا جو اونسے بوسۂ لب مینے پھر کبھی
بولے وہ ہنسکے آپکی شامت آ رہی

شاید پسِ فنا بھی کدورت ہی کچھ اونھین
بیوجہ یون نہ اپنا مکدر غبار ہی

دم بھر کو ٹلتا ہی جو آتے نہین ہین وہ
ای انتظار کسکا تجھے انتظار ہی

ای بحرِ حسن اپنی یہ حالت ہی بعدِ مرگ
اک گوشۂ حباب ہمارا مزار ہی

نزدیکِ چشم سبزۂ خط کا نمو نہین
ان آہوؤن کے چرنے کو اک مرغزار ہی

صرصر کے جھونکے جھونکے نسیم سحر کے ہین
وہ گل نہین تو گل بھی گلستا نہین خار ہے

اللہ رے شوقِ دیدِ شبِ وصل یار کا
آنکھو نہین انتظار کے بھی انتظار ہے

نادان نہین جو کوچہ کاکل مین جا ئو نہ
اندھیر پیچ اور وہان مارا مار ہے

بہر خدا جو آنا ہو دم بھر کو آئیے
مدت سے اپنے پہلو مین دل بیقرار ہے

بعدِ فنا بھی درپئ تخریب قبر ہے
ای گردشِ فلک نہین اب بھی قرار ہے

وہ ناتوان مرا ہون نکیرین کو تپا
ملتا نہین کفن مین کہان جسم زار ہے

دامن سے آنسو پوچھ کے پہلو پکڑ لیے ہاتھ
اشکو نکے ساتھ دل بھی یہان بیقرار ہے

سینے پہ رکھا ہاتھ تو کچھ ہنس کے بولے وہ
دیکھا یہ نخل حسن بھی کیا میوہ دار ہے

وہ ناتوان ہون ڈھونڈھو نہ یار بین خود ہی نہ پتا
مجھسے چھپا ہوا یہ مرا جسم زار ہے

دشتِ جنون مین آبلے یہ مثلِ چشم ہین
مژگانکی جا ہر ایک مغیلانکا خار ہے

عاشق ہون اوسکی مژگانکا صحرا مین دیکھیے
دلمین ہر ایک خار کے بھی مجھسے خار ہے

فرمایا دیکھ آہ احمد کو کہ سنتے ہین
جاری ہین اشک چشم سے دل بیقرار ہے

شاید دل اپنا عشق مین خون ہو گیا احمد

جو قطرہ اپنے اشک کا ہی رنگدار ہی

چشمِ مستِ یار کی زندان مین تاثیر ہی
قلقلِ مینا سے می ہر نالۂ زنجیر ہی

بعد مردن بھی یہ عشقِ زلف کی تاثیر ہی
موجِ دودِ دل سے اپنے پانوٗمین زنجیر ہی

ضعف سے یہ حال زندانمین بتِ بےپیر ہی
جسم پر اپنے گمانِ نالۂ زنجیر ہی

موت کس دیوانیکی زندانمین دامنگیر ہی
آج ماتم خانہ ہر اک حلقۂ زنجیر ہی

سرمے کا دنبالہ ہی چشمِ سیاہِ یار مین
یا کوئی خوش چشم آہو بستۂ زنجیر ہی

جانتی ہی دم سے میرے رونقِ زندان وہ
پانون پڑتی اسلیے وحشت مین زنجیر ہی

ابتدا سے سلسلہ ہی زلفِ جانان سے مجھے
پانوٗمین روزِ ازل ہی سے پڑی زنجیر ہی

او نسیمِ صبح تو پھولونکو یون جھونکے بدے
موجِ بوے گل کسی کی پانوٗمین زنجیر ہی

جانیے کس شعر وسے لو لگی ہی دل کو پھر
موجِ دودِ دل کی صورت پانوٗمین زنجیر ہی

پوچھنا لوگون سے یون قاصد نشان قصر کا
کسکے دروازیمین زلفِ حور کی زنجیر ہو

باندھ لاتے کیون نہین مضمونِ زلفِ یار کو
پانون اور فکرِ رسا کیا بستۂ زنجیر ہو

ہوکے پردے مین انہین کے دل تہِ چاہ ہو مرا
اب گلے مرغِ بسمل حلقۂ زنجیر ہو

یاد آجاتی ہو زلفِ یار اسکو دیکھکر
باعث وحشت ہمارے پاؤنکی زنجیر ہو

واہ ری تاثیر خاموشی دلِ بے ضبطِ عشق
جو صدا دیتی نہین وہ پاؤنمین زنجیر ہو

عشق مین گیسو کے ہم زنجیر پر رکھتے ہین سر
اندنون وحشی کو تیرے بیعتِ زنجیر ہو

تیری فرقت مین مجھے زندانین اور دریاے حسن
حلقۂ گرداب غم ہر حلقۂ زنجیر ہو

سلسلہ ہو زلف جانانسے مرے دلکو اسد
ہاتھ مین ازروزن اپنے عرش کی زنجیر ہو

مین وہ وحشی ہون مری وحشت مین یہ تاثیر ہو
جلوہ گاہِ صورتِ مجنون مری تصویر ہو

شکوہ کیا غیرونکے کھنچنے کا یہان مجھکو بھی
خود کھنچی مجھسے ازل ہی سے مری تصویر ہو

اشکو تم پچ بچکے نکلو مٹ نجائے یہ کہین
آنکھ کی پتلی کے اندر یار کی تصویر ہو

بیخودی مین اسقدر محوِ جمالِ یار ہون
جسطرف مین دیکھتا ہون یار کی تصویر ہو

جبسے کی ہو جلوہ فرمائی تری صورت نے یار
شیشۂ دل اپنا اک آئینۂ تصویر ہو

جب لگاتا ہون تری تصویر کو آنکھونسے میز
کہتے ہین دیکھو کسی بیدل کی تصویر ہو

خاک کے پتلے کو دنیا مین نہین ہو بیا غرور
صورتِ انسان یہانپن اک گلی تصویر ہو

تو وہ گل ہی دیکھکر سکتے مین تجکو ہو گئی
آج بلبل بھی چمن مین بلبلِ تصویر ہی

گو جدا مجکو کیا جل جلکے تو نے ای فلک
شکر ہی دل مین ہمارے یار کی تصویر ہی

جب نکیرین آکے پوچھینگے تو کہدونگا یہ نیز
ہون اوسیکا بندہ جسکی دلمین یہ تصویر ہی

گر مرقع مین جہانکے غور سے دیکھو اسے
سر سے پا تک صورتِ مجنون مری تصویر ہی

دیکھتا ہی جو تری تصویر کو کہتا ہی یہ
کس بلا کی کس غضب کی شوخی تصویر ہی

کہتے ہین ذی فہم دیوان کو مرے یہ دیکھکر
سر سے پا تک اسمین معنی کی کھنچی تصویر ہی

گاہ آنکھون سے لگاتے ہو گہے سینے سے تم
ہاتھ مین کسکی تمھارے ای احمد تصویر ہی

ہم تمھین سے پوچھتے ہین ای احمد سچ کہو
یہ غزل ہی یا کہ حسن و عشق کی تصویر ہی

تشنہ لب ہون عشق ابرو اپنا دامنگیر ہی
باعثِ تسکین فقط آبِ دمِ شمشیر ہی

رو کے جب مینے کہا اب موت دامنگیر ہی
ہنسکے فرمایا کہ یہ بھی خوبیِ تقدیر ہی

صید آہو کا ہوا ہی شوق پیدا یار کو
آنکھ اوس خوش چشم کی اندرونِ آہو گیر ہی

ڈھونڈھتا پھرتا ہون خود مین خانۂ صیاد کو
اسقدر شوقِ اسیری مجکو دامنگیر ہی

آج مقتل مین اشارا تیغ قاتل کا یہ ہی
ای پیاسو اسطرف آبِ دمِ شمشیر ہی

اسقدر نادم مری قسمت کو لکھکر کے ہوا
خود کفِ افسوس ملتا کاتبِ تقدیر ہی

کیون نہ تڑپے رات دن پہلو مین وا ابرو کمان
تیر مژگان کا ترے دل اندرون نخچیر ہی

اکطرف مشغول ہون تدبیرِ وصلِ یار مین
اکطرف تکتی مرا منہ خود مری تقدیر ہی

کیون رگِ گردن کو ہو الفت نہ قاتل تیغ سے
خود رگِ جان تشنۂ آبِ دم شمشیر ہی

ضبط نالہ جسقدر ممکن ہو ای دل چاہیے
فائدہ نالے سے کیا جب نالہ بے تاثیر ہی

لا کے کہتا ہی یہ مجھسے نامہ بر خط یار کا
دیکھلو نامہ نہین یہ نامۂ تقدیر ہی

کاٹ ڈالین لیکے قاتل خود گلے کو ہاتھ سے
تیغ سے تیرے گلے ملنے کی یہ تدبیر ہی

کیون نہو طبع رسا کو شوق مضمون بلند
اندنون ملکِ معانی مین مری جاگیر ہی

زخمیِ تیرِ نگہ ہو کر کے اُو ابرو کمان
دل مرا پہلو مین مضطر صورتِ نخچیر ہی

وصل کی شب اسقدر قاتل مؤذن ہی اذان
نعرۂ اللہ اکبر ذبح کی تکبیر ہی

گرد عارض سبزۂ خط دیکھکر کہتے ہین لوگ
مصحفِ رخ کی خطِ ریحان مین کیا تفسیر ہی

سنو خلیل اللہ سے مت ڈھاؤ یہ اوٹھنے کا نہین
کعبۂ دل ای بتو اللہ کی تعمیر ہی

دیکھکر بیخود ہوا مین یا کہ ہی اونکا قصور
جب کبھی گھر کی طرف آتے ہین وہ بیسے احد

کسکی آخر ای ہجوم بیخودی تقصیر ہی
نالہ کرکے نالہ کہتا ہی مری تاثیر ہی

کون بدبختی مین مجسا ہوگا دنیا مین اسد
جسکی قسمت سے لکھے نادم خامۂ تقدیر ہی

صدائے لبِ زخم بسمل یہی ہو
جگہ لوٹ جانے کی قاتل یہی ہو

نگہ کا ترے یار بسمل یہی ہو
ازل سے تڑپتا ہوا دل یہی ہو

جو نکلا وہ لیکے تیغِ ادا کو
مری جان تڑپی کہ قاتل یہی ہو

کشش سے کہو اب تعلق سے کہدے
نہین ملتے وہ دوری دل یہی ہو

ادا نے کبھی یہ سکھائی ہی تمکو
بہت بل کی لیتے ہو مشکل یہی ہو

لبِ زخم سے مرحبا کی صدا ہو
اشارا ترا تیغ قاتل یہی ہو

ہمین سے اب الٹی چراتے ہو آنکھین
ان آنکھونکے لٹنے کا حاصل یہی ہو

[illegible] قدم اپنا اونپر رکھنا
نہ تفرش نظر پر ہو مشکل یہی ہو

روان بحر خون آبِ شمشیر سے ہو
مے غسل کا گھاٹ قاتل یہی ہو

نہ پہنچیں تو مر جائیں براہِ طلب میں
بہت قرب او بعد منزل یہی ہے

دلِ غمزدہ کو نہ پٹی پڑھاؤ
سنا ہوگا اُستادِ کامل یہی ہے

نہ دیکھو حقارت سے اسکی طرف تم
کرے جو جگہ دلمیں وہ دل یہی ہے

ستانے کا شکوہ جو کرتا ہوں اُنسے
تو کہتے ہیں اب خواہشِ دل یہی ہے

رہِ عشق کی سختیاں یہ سنی ہیں
نہ چلنے سے طے ہو وہ منزل یہی ہے

سبب پوچھتے ہو مرے رنج کا تم
زبانسے نہ کچھ نکلے مشکل یہی ہے

رہِ کعبہ لیں اب رہِ دَیر چھوڑیں
ارادہ مرا حضرتِ دل یہی ہے

غمِ یار کی عمر زیادہ ہو یارب
مرا اندنوں مشفقِ دل یہی ہے

غزل گوئی آسان ہے لیکن کریں کیا
طبیعت نہیں لگتی مشکل یہی ہے

مجھے دیکھکر اہلِ مرقد یہ بولے
ٹھہریے احمد پہلی منزل یہی ہے

عمر بھر مجھسے پھری میری جو قسمت ہی رہی
مجکو ملنے کی فقط یار سے حسرت ہی رہی

لاکھ کیں ہمنے محبت کی بھی باتیں لیکن
تمکو ایمان جہان ہمسے عداوت ہی رہی

تا زیبا بھی اوٹھا سینے تمھارا ایجان
کیا کریں اگلی سی اپنی نہ طبیعت ہی رہی

لاکھ ہم انسے صفائی سے ملے بھی لیکن
آئینہ رویونکو جب کیسو کدورت ہی رہی

بندہ ہو کر کے کسی بت کے خدا کو بھولے
منہ دکھانے کی نہ اب حشر مین صورت ہی رہی

لاکھ چاہا کہ بچا سینگے کیسکو ای جان
اک نہ اک پر مری تا عمر طبیعت ہی رہی

عاشقِ گیسوئے پیچان ہوے جبسے ایمان
سر پر اک روز مرے اک نہ اک آفت ہی رہی

آپنے گرچہ مجھے صدمۂ بیجا بھی دیے
اس جفا پر بھی مجھے آپسے الفت ہی رہی

آگے آغوش تمنا مین نہ بیٹھے وہ احمد
خوبی بخت سے تا عمر شکایت ہی رہی

کہتے ہین وہ کہ میری بلا بھی نہ آئیگی
کیا وہ نہ آئینگے تو قضا بھی نہ آئیگی

سنتے ہین راہ کوچۂ کاکل کی بند ہے
اب لیکے بوے زلف صبا بھی نہ آئیگی

اک روز اپنا شیشۂ دل سنگ جور سے
ٹوٹیگا اسطرح کہ صدا بھی نہ آئیگی

نامِ خدا شباب پہ اترائے جاتے ہین
چھیڑونگا مین تو شرم و حیا بھی نہ آئیگی

قدغن یہ ہی کہ باد صبا کا نہو گذر
افسوس بوے زلف دوتا بھی نہ آئیگی

کچھ غم نہین ہی جان کے جانیکا غم ہی پر
ان ظالمون کو یاد جفا بھی نہ آئیگی

قاتل نگاہ لطف اگر ہم پہ ہی یہی
سر تک ہمارے تیغ ادا بھی نہ آئیگی

پچھتائینگے وہ ہاتھ کو مل ملکے میرے بعد
کیا اونکو یاد میری وفا بھی نہ آئیگی

اونکی طرح سے روٹھ گئے یہ بھی ای احمد
پیغام لیکے باد صبا بھی نہ آئیگی

ہوا نکلی ہی عنبر بیز یہ اوس گل کے دامن سے
نسیمِ نوبہاری پھر گئی آکر کے گلشن سے

گیا تھا مین پئے سیرت پر یہ شومی ہو
غبارِ خاطرِ فرحت مین نکلا نکلے گلشن سے

تمنا نکہتِ زلفِ دوتا کی تھی جو پھولو نمین
نکل آئی ہی موجِ بوے گل بنکر کے گلشن سے

چھری صیاد نے پھیری مگر حلقومِ بلبل پر
صبا کیون خاک اوڑاتی آخرش نکلی ہی گلشن سے

اسیرانِ قفس راہی شہرِ ملکِ عدم ہونگے
سلامِ آخری کہنا صبا یارانِ گلشن سے

مزا کیا ہو اگر تنہا جلی ای بلبلِ نالان
جلادے آشیان بھی آتشِ گلہاے گلشن سے

تری زلفِ دوتا کے پیچ نے یہ گل کھلائے ہین
چلی آتی ہی موجِ بوے گل بھی آج گلشن سے

تمہارے گیسوے مشکین کی نکہت جسکو پہنچی ہو
چرا کر دم کو اپنے بوے گل بھاگی ہی گلشن سے

اسیرانِ قفس کو پھر دوبارہ زندگی بخشی
صبا بنکر کے آئی ہے مسیحا آج گلشن سے

جو گل کھائے ہین اوس گل کی محبت مین وہ کافی ہین
ہم ای سیرِ چمن باز آئے اس گلگشت گلشن سے

جدھر دیکھو ادھر اک قدرتِ صانع نمایان ہے
طلسم دیدۂ حیرت بنے ہین سیر گلشن سے

خزان آئی نہین تا ہم یہ سب کمہلائے جاتے ہین
خدا جانے صبا کیا کہگئی گلہائے گلشن سے

کہا صیاد سے بلبل نے رو رو کر یہ مرتے دم
یہ ہے کونا ملا مرقد کا کچھ دیوار گلشن سے

خزان آخر چلی آتی ہے لیکن کھولکر دل کو
بہارِ باغ مل لے اور بھی دو روز گلشن سے

وہ بلبل تھا قفس مین جسکے مرنیکی خبر سنکر
بہارِ باغ گھبرا کر نکل آئی ہے گلشن سے

نہو جب پاس وہ گل تو بھلا کیا لطف ہو حاصل
بہلتا ہے کہین اپنا احد دل سیر گلشن سے

تمنائے اسیری گر کرے خواہش مرے تن سے
نکل آئے ابھی قمریکی صورت طوق گردن سے

جنون جسدم چھٹی ہو روح اپنی حبسِ تن سے
اسیری روئی ہے کیا کیا لپٹکر طوق گردن سے

نہ سمجھا عاشقِ جانباز پیدا دوسرا ہوگا
لگا کر تیغ پچھتایگا قاتل میری گردن سے

لگاوٹ روح کی دیکھو لگا کر تیغ جب کھینچی
نکل آئی ہے آبِ تیغ قاتل بنکے گردن سے

غضب کی سخت جانی ہے نہین جو قتل ہوتا ہے
لپٹ جاتا ہے جھلا کر کے قاتل میری گردن سے

بوقت قتل وحشت نے عجب وحشت دکھائی ہے
گریبان قضا کو پھاڑ کر نکلی ہے گردن سے

یہانتک سو گئے ہین اوس بت خوبی کی محبت مین
ملا ہے حلقۂ گرداب دریا طوق گردن سے

جو کیفیت کبھی تھی ایکدن میخانے مین اپنی
صدا قلقل کی اب تک آتی ہے شیشے کی گردن سے

جھکے گرچہ ہو دشمن بھی تو جھک جاتے ہین ہم اوس سے
جو دیکھا تیغ مین خم تو لگایا اپنی گردن سے

رہائی پر جنون برسون رہا وصبا اسیری کا
ہمین سمجھا کیے قیدی نشان طوق گردن سے

بوقت ذبح ہنستے ہین ہمارے زخم یہ ڈر ہے
نکل آئے نہ اچھو بنکے آب تیغ گردن سے

نہین اونکو محبت تو احد آخر یہ پھر کیا ہے
مین روتا ہون تو ہنسکر وہ لگا لیتے ہین گردن سے

نہ سمجھا دوست مجکو جا ملا اوس شوخ پرفن سے
خدا اس دل سے سمجھے ملگیا یہ کیسے دشمن سے

شب مہتاب مین ہنسکر یہ وہ شوخ کہتا ہے
تماشا دیکھیے کوندی ہے بجلی کے خرمن سے

بیابان آسیا دانہ ملا گردش ہوئی حاصل
مجھے آتا ہے چکر دانۂ رزق معین سے

ہمین سنتے ہین خود یہ گالیان ہم چھیڑ کر اونکو
مزاج ناز کو ہم پوچھتے ہین اونکے جوبن سے

بوقتِ شانہ یہ رخ سے نہین ہٹتی ہی زلف اوسکی
کنارہ کر رہی ہی ظلمت شب روز روشن سے

سمجھکر دامنِ نظارہ جنبش چاہیے ورنہ
چراغ زندگی ہو جائیگا گل بادِ دامن سے

وہ ناکامِ تمنا باغ عالم سے گیا ہون مین
مری افسردگی ظاہر ہی میری شمع مدفن سے

جو ایذا غیر کی چاہے وہ خود گردش مین پڑتا ہی
یقین جسکو نہو وہ پوچھلے سنگِ فلاخن سے

تواضع لاکھ دشمن سے ہو پر غافل نہو اے دل
خم شمشیر کا مطلب سمجھ تسلیم دشمن سے

ہمارے پاس آنے مین یہ ڈر فرطِ حیا سے ہی
نہ جھانکے مردم دیدہ کہین مژگان کی چلمن سے

ضرور اوس شہسوارِ حسن کا ہوگا یہ دیوانہ
مہ نو کا بنے گا طوق اکدن نعل توسن سے

کہانتک آخرش عصیان نمازِ آخری پڑھ لے
وضو کرکے دلِ ناوان تو آبِ تیغِ آہن سے

غضب کی تیرہ بختی ہی جو کھینچون آہ دم بھر کو
نکل آئے دھوان ایجان چراغِ روز روشن سے

سلامت کوچہ کاکل سے پھر کر آگیا اے دل
خدا کا شکر اچھا بچا قابوے دشمن سے

برنگ آسیا گھر بیٹھے روزی مجکو ملتی ہی
خدا بھر دیتا ہی منہ دانہ رزقِ معین سے

خیال خانہ بربادی اسے تھا جو نکلتے دم
لپٹکر روح کیا کیا روئی ہی دامانِ تن سے

پس مردن بھی باقی ہی اثر یہ ناتوانی کا
بکھرا اوٹھکر بیٹھ جاتا ہی بگولا اپنے مدفن سے

وہ ہو نہین سکتا ہم دل اجاب کا یان تذکرہ کیا ہی
احد تکلیف ہوتی ہی مجھے تکلیف دشمن سے

غزل گوئی نہین اپنی احد جادو بیانی ہی
تعشق دلکو میرے ہی جو چشم شوخ پر فن سے

کہین جھانکے جو تو آکر پرے اپنی چلمن سے
نکل آئے ابھی خورشید محشر تیرے روزن سے

نہ جائے رہائی کی تمنا تا اسیر و نہین
بنایا ہی قفس صیاد نے شاخِ نشیمن سے

بکھیڑے قصر و ایوانکے لیے یان زندگی مین ہین
وہان اک نام کے نکلین گے سترا یک مدفن سے

نکلکر جیسے پہلو سے ہوا ہی ہمنشین اوسکا
کبھی غفلت نہ ای دل چاہیے پہلوے دشمن سے

سوِ صحرا الٰہی کونسا خوش چشم آیا تھا
ہرن آنکھو نکو ملتے ہین نشانِ نعلِ توسن سے

جو آنا ہی او ٹھا کر آنکھ کے پردہ مین آ جاو
چلے آؤ جھجکتے کیا ہو تم مژگانکی چلمن سے

کیا ممنون منت اسقدر شمشیر قاتل نے
صدائے مرحبا آتی ہی ابتک اپنے مدفن سے

صدا پازیب کی ہمکو جو یاد آتی ہی زندان مین
تو بہلاتے ہین دل کو نالۂ زنجیر آہن سے

نہین پھولے سماتے ہین خوشی سے اپنے جامے مین
بہت تنگ آ گئے ہین اندنون وہ اپنے جوبن سے

چھپاؤ لاکھ منہ دامن سے لیکن چھپ نہین سکتا
عیان ہی طور کا شعلہ چراغِ زیرِ دامن سے

ہماری آرزو سے دل نہ نکلی وصل کی شب بھی
خدا شاہد ہے شکوہ پوچھ لو اوس شوخ پرفن سے

خرابی کی مری ہردم یہ دل باتین سکھاتا ہی
خدا محفوظ رکھے مجکو اس پہلو کے دشمن سے

چھپے یہ خونِ ناحق حشر مین ممکن نہین اپنا
نکل آویگا خون بنکے مین قاتل کے دامن سے

نہین ہٹکر کے رخ سے پشت پر یہ آگئے گیسو
تماشا ہے کہ بھاگی ظلمتِ شب روز روشن سے

مجھے تر دامنی پر بھی اسے ناصح یہ رتبہ ہے
فرشتے آنکھ ملجاتے ہین آ کر میرے دامن سے

جو ہم زندانیون کا امتحان اوسنے لیا آکر
کڑے نکلے کڑی سہہ کے ہم زنجیر آہن سے

جو ہین طامع اونھین جز سوز و غم دولت سے کیا حاصل
فتیلے مین جلن ہوتی ہے زیادہ حرص روغن سے

تھی حسرت کچھ اوسے کچھ قتل ناحق کا تصور تھا
عجب حالت تھی جب قاتل چلا تھا میرے مدفن سے

گل و بلبل نہین اشعار مین اپنے فقط مضمون
وہی سمجھے گا جو واقف احمد ہو خوب اس فن سے

نہ کیونکر شاعری کو ناز ہو دم سے احمد میرے
فصاحت اور بلاغت مجکو حاصل ہوئی بچپن سے

خط کو پھر بڑھنے لگا [illegible] خال [illegible] دیکھیے
لطف [illegible] دیکھیے

کسکے آغوشِ تمنا مین [illegible] رات بھر
منہ ترا [illegible] آئینے مین بندہ پرور دیکھیے

پھنسکے دل زلفونمین اونکے دیکھیے کہتا ہی کیا
سر چڑھا ہون کسکے مین میرا مقدر دیکھیے

چھوڑکر زلفِ دوتا کو رخپہ کہتا ہی وہ شوخ
شب کے پردے مین بیاضِ صبحِ محشر دیکھیے

بے سبب پھرتا نہین ہون خوبی قسمت ہی یہ
تنگئی ہی گردشِ تقدیر چکّر دیکھیے

گوش تک پونہچا حسینون کے بڑھایا تیر
گوشۂ تجرید مین رہکر کے گوہر دیکھیے

صاف دل ہر نیک و بد کو دلمین دیتے ہین جگہ
خانۂ آئینہ مین مہمان ہو کر دیکھیے

اسطرح چشمک ہی آنکھونمین طلائی رنگ سے
جسطرح لڑتے ہون دو مفلس پئے زر دیکھیے

جائیے گا نہ بیٹھیے یہ آخری دیدار ہی
ہون حباب بحر کی صورت مین دم بھر دیکھیے

تو وہ ہی صیاد تیرے صید اکثر دھوپ مین
سایہ کر دیتے ہین اپنے پر سے تجر دیکھیے

قیدی زلفِ دوتا شاید چلے سوے عدم
خانۂ زنجیر مین ہی شور محشر دیکھیے

میرے مرنے سے رقیبونکو ہوئی ہی یہ خوشی
عید کا سامان نظر آتا ہی گھر گھر دیکھیے

نکہتِ زلفِ دوتا کب تک اوڑا لاتی ہی تو
ای صبا اسکا ہی سہرہ تیرے ہی سر دیکھیے

چلو پانی آبرو ہی وہ اوٹھتے ہین کہان
موج کب دیتا ہی آخر آب گوہر دیکھیے

ای احمد جاتا نہین اکدم بھلا مورت کا خیال

رات دن سینے پہ یہ رہتا ہی پتھر دیکھیے

کوچۂ کاکل مین جاتے ہو تو بہتر دیکھیے
حضرتِ دل آئیے گا پھر بھی پھر کر دیکھیے

ناتوانی کے سبب سے پاؤن بھی اوٹھتے نہیں
حلقۂ نقشِ قدم ہی مجھکو لنگر دیکھیے

بیٹھکر پہلو سے اپنے اوٹھ گئے تم روٹھکر
رہ گئی تقدیر اپنی ہاتھ ملکر دیکھیے

عشق بت یادِ خدا فکرِ معاشِ دنیوی
عمر و روزہ مین ہین یہ بار سر پر دیکھیے

تھا وہ قیدی جیتے دم تک تھی خوشی زندان مین بھی
حلقۂ ماتم ہی اب زنجیر کا گھر دیکھیے

لاکھ ڈھونڈھے آپکے مانند ملنے کا نہیں
شمع لیکر ہاتھ مین خورشیدِ محشر دیکھیے

مانا مین نے شوخیِ رفتار نے مارا مجھے
خونِ ناحق آخرش ہی کسکے سر پر دیکھیے

بل کی ہر دم عاشقِ جانباز سے لیتی ہے تیغ
سر چڑھی ہی آپکی زلفِ معنبر دیکھیے

مت لے ڈعاؤ یہ پھر گر کے اوٹھنے کا نہیں
کعبۂ دل ہی تو اللہ کا گھر دیکھیے

کشتیِ دل ہی نہین گرداب غم مین بے سبب
دے رہی ہی گردشِ تقدیر چکر دیکھیے

اغنیا دلمین جگہ مفلس کو دین پر کیا حصول
تر نہین رشتے کو کرتا آب گوہر دیکھیے

خاک چھانی ہی جو اک مہرو کی گلیون مین احمد

پانؤنکے چھالے ہین اپنے مثل اختر دیکھیے

یون نہین ممکن کہ تیرا روے انور دیکھلے
پہلے منہ آئینے مین خورشید محشر دیکھلے

تیرے دانتونکے مقابل ہو کے بازار مین
آبرو پہلے تو اپنی آب گوہر دیکھلے

سرفروشی کےلیے حاضر ہین سارے سرفروش
تیغ قاتل سے کہو اب اپنا جوہر دیکھلے

پھر نہ تڑپے دم بخود ہو جائے اک سکتا سا ہو
بیقراری کو مری گر صید مضطر دیکھلے

ہی زمین شعر کو رتبہ فلک کا ای احد
اپنے دیوان مین ہر اک نقطے کو اختر دیکھلے

تقریظ دلپذیر جناب مولوی محمد کریم بخش صاحب ڈپٹی کلکٹر مرزاپور رئیس شہر دہلی

احمد الاحد الذی لم یکن لہ کفوا احد۔ وصلی علی حبیبہ الذی لا شبہ لہ ولا ند۔ انسان عبید الاحسان کا اقتضا یہ ہی کہ جب کوئی احسان کرے تو ہم اوسکی خدمت کرین۔ ہمکو کوئی راحت دے تو ہم اوسکا شکریہ ادا کرین۔ مین بیٹھا ہوا تھا کہ مولانا محمد عبداللہ صاحب تشریف لائے۔ ایک کتاب مولانا کے ہاتھ مین تھی مین نے پوچھا کیا ہی مولانا نے وہ کتاب میرے ہاتھ پر دیدی۔ دیکھا تو مولانا کا دیوان اردو ہی۔ مین نے اوسکو پڑھا اور مسرت حاصل ہوئی اوس مسرت کا شکریہ ادا نکرون تو کفران نعمت ہی۔ سب سے پہلے جو خوشی اس کلام کے دیکھنے سے ہوئی وہ طبیعت کے جوش آمد سے تھی۔ کلام ہی کہ ایک دریاے زخار کیطرح جوش مین روان ہی۔ ایک ایک زمین مین کئی کئی غزلین اور ایک سے ایک بڑھکر۔ پھر مضامین آفرینی اور نازک خیالی سبحان اللہ۔ جودت ذہنی اور استعداد کا پورا پتا ظاہر ہوتا ہی۔ اگرچہ مولانا کی

عمر تحصیل کمالات فنون عربیہ میں بسر ہوئی ہی اور منطق و فلسفہ و ریاضی و معانی و ادب و فقہ وطب خلاصہ یہ کہ معقول و منقول مین شہرت حاصل ہی لیکن نظم و نثر فارسی و اردو مین بھی وہ مرتبۂ عالی حاصل کیا ہی کہ حیرت ہوتی ہی تینتیس ۳۳ سال کی عمر مین ان کمالات کا جامع ہونا ہزارون بلکہ لاکھون مین سے کسی ایک کو نصیب نہین ہوتا ہی - وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ - اب اگر مولانا کی شان مین یہ کہا جائے - کہ وہ اپنے زمانے مین یکتا ہین - تو امید ہی کہ یہ شاعرانہ مبالغہ تصور نکیا جائیگا - احد تخلص کتنا موزون ہی - اور مولانا کی عمر اور فنون عربیہ کے کمالات پڑھان کرکے اردو شاعری کو اس رتبۂ عالی پر پونہچانا بیشک عبدالاحد ہونے کی برکت ہی - نام یکتائی کے لیے کتنا شایان ہی - فقط

تقریظ جناب محمد عبدالرحمن خان صاحب فرخ متوطن حافظ آباد عرف پیلی بھیت حال کورٹ انسپکٹر شہر مرزاپور

پرستاران شاہد وہم و خیال شعرا - و نظارگیان حسن و جمال صورت و معنی کو مژدہ ہو - کہ شاہد شوخ مزاج سراپا ناز یعنی دیوان معجز بیان مولانا محمد عبدالاحد صاحب احد الہ آبادی کا بصد ادا و ناز بر سر جلوہ ہی - چشم ظاہر نازنینون کا تذکرہ - اور بحقیقت دستور العمل شعرا - اس دلبر رعنا کو گلشن گلہاے راز و نیاز اگر کہیے تو بہت بجا ہی - یا میخانۂ صہباے تازہ انداز قرار دیجیے تو نہایت زیبا - گلزار سخن مین بلبلون کی زبانون پر ہر سو یہی صدا ہی سے این نخل کہ از چشمۂ جان رستہ کہ گشت ست * وین خط کہ وہ بیاد ز معجز کہ نوشت ست * ہر سطر دلفریب ایک نخل ہی خیالات رنگین کا اور ہر صفحہ گلشن تازہ بہار ہی مضامین کا - ہر بیت مثل بیت ابروے سیمینان بلند مضمون - اور ہر مصرعہ بسان قد محبوبان موزون - سر سے پا تک ہر مقام پہ ناز و کرشمہ سرگرم جلوہ فروشی - اور انداز و عشوہ مشتاق ہم آغوشی سے ز فرق تا قدمش ہر کجا کہ می نگرم * کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست * شوخی ترکیب و چستی بندش و خوبی بیان لطف و عتاب و وضع استعارہ و اسلوبی کنایہ ماشاءاللہ - اس شاہد طناز کے مشاہدے سے جناب سودا کا سودائی ہوجانا اور حضرت آتش کا آتش حسد سے جلجانا اگر موجود ہوتے تو بعید نہ تھا - میر و میرزا ہی جو موجد زبان ریختہ تھے اگر منصف ٹھہرائے جاتے تو اس کلام فخر نظام کے مقابلے مین اپنے کلام کو کیا کہتے - اس عہد مین اگر

شاہ ظفر سا قدردان ہوتا تو ذوق و غالب و مومن خان کا کوئی پرسان نہوتا۔ جائے غور ہی کہ قطرے کو دریا اور ذرے
کو آفتاب بنانا۔ ہر شخص کا کام نہیں۔ سخن سنجان دانشمند اور دانشمندان انصاف پسند اگر انصاف کو ہاتھ سے ندیں
تو گو اعجاز مین گفتگو کرین لیکن سحر کے قرار دینے مین کچھ تامل نہین کر سکتے۔ خوشا تقدیر اس ریختہ کی کہ ایسے سحبان
کی زبان سے آشنا۔ اور ایسے حسان زمان کے بیانین جلوہ نما ہی۔ جناب احمد کو اسم با مسمے شاعر یکتا قرار دینا
کسیطرح شایان نہین بلکہ کسر شان ہی۔ یہ وہ وجود با جود ہی۔ کہ جہان فصاحت و بلاغت کو اپنی رسائی پر ناز
اور علم و لیاقت کو فخر و اعزاز ہی۔ جب سحر بیانی اور آتش زبانی خود شاہد حال ہو۔ تو کسی کی ثنا و صفت کا کب
خیال ہو۔ سچ ہی کہ ناقدردانی زمانہ نے نغمہ طرازی اور سخن پردازی کو سزاوار گریہ و زاری بنا دیا ہی۔ تاہم یہ ساز
ہزار آہنگ فردہ ساز ہی۔ کہ جس ڈھنگ کا گوش دل و دماغ شنوا ہو۔ اوسکو ویسا ہی حظ و فائدہ ہو۔ جاننے والے جانینگے
اور پہچاننے والے پہچانینگے کہ مولانا احمد کی توجہ نے اردوے معلی کی توقیر کو کسقدر بڑھایا۔ اور ریختے کی آبروے کیا پایہ پایا
خواہش دل آرزومند تو یہ ہی کہ یہ دلبر بیمثال و راز نظر غیر اپنا ہی منظور نظر و خیال رہتا۔ اور بخلاف اسکے شان معشوقی
اور صفت دلربائی کو ہر دل عزیز اور ہرجائی ہونا موجب کمال تھا۔ اس اجتماع ضدین سے ہین دم بخود
کہ سرکار حسن و جمال سے یہ حکم آیا کہ نازنینون کا فرمان نازبرداروں کا ایمان ہوتا ہی ای فروغ ناز کیش تجکو
کہ مدت سے دلدادہ موجد ایجاد ہی بجز تسلیم و رضا چارہ نہین۔ عرض کر کہ۔ رضائے ما ہمہ آنست کان رضائے
شماست۔ لہذا دست بدعا ہون کہ یارب اس نازنین پرچہرہ کو مطبوع طبائع جہان و جہانیان اور مقبول خاطر
دلدادگان دلربایان کیجیو۔ اور حاسدون اور نکتہ چینونکی نظر بد سے محفوظ اور مصون رکھیو۔ بالنون والصاد فقط

تقریظ دلپذیر جناب مولوی کریم الدین صاحب ساکن مرزاپور شاگرد مصنف مدظلہ

حمد لمن ہو خلق البریۃ۔ واغازہا علی الرتب العلیۃ۔ ورقاہا علی المدارج السنیۃ۔ ونجاہا النجوی السرمدیۃ۔ واداہا
الی جمیع المدار التی لیس بدامثالہا الدنیۃ والعلیۃ۔ واعطاہم عیشۃ رضیۃ۔ وصلوۃ لمن اسری بسری الہدایۃ المصطفیۃ

وسرح نظرہ علی مسارح الدعوۃ المرضیۃ۔ وسلاماً علی آلہ واصحابہ الذین ہم شادوا العقود الدینیۃ۔ اما بعد شائقون کو
مژدہ ہو کہ نازک خیالی کا آئینہ۔ نظارگیان معنی کا جمال۔ از خود رفتگی کا تمغا۔ مضمون آفرینی کا قبالہ۔ صفائی کا جام
جہان نما۔ معاملہ نگاری کا صحیفہ۔ رنگ عاشقانہ کا لطیفہ۔ معانی آفرینی کا مجموعہ۔ مجموعۂ سخن کا شیرازہ۔ مجنون طبیعت کا
مذاق۔ فرہاد منشونکی چاشنی۔ دیدۂ یاران انجمن سخن کا نور۔ نزاکت کے دوپٹے کی تیلی۔ صفاہان کا سرمہ۔ یعنی دیوان
مولانا واستادنا مولوی محمد عبدالاحد صاحب مدظلہ کا طیار ہوا۔ سبحان اللہ کیا کیا نوردیدگان معانی آغوش الفاظ
مین بازی کر رہے ہین۔ وپریزادان معانی بنگاہ دزدیدہ جھروکے سے نظم کے جھانک رہے ہین۔ شاہد نزاکت معنی کی
کمر بار الفاظ سے جھکی جاتی ہین۔ مہوشان شوخی آب از دیدہ رفتہ ہو کر بند شونکی چلمن سے سر نکالکر کلبانگ سرفروشی
کر رہے ہین۔ ایک ایک مصرعۂ پیچیدہ کی دقت مین ہزارون عرفی وخاقانی ایسے نافہم غیرت مین مبتلا ہو کر
پیچاپیچی حیرت مین پیچ کھا رہے ہین۔ اور ایک ایک بیت کی تحقیق مین سیکڑون فردوسی وانوری ایسے گھر
بھول گئے ہین۔ ہر ایک غزلون مین وہ تر و تازگی ہین کہ دماغ چہ بین سے عطر ریزی کراتی ہین۔ آشنائے
الفاظ پہ طیور معانی کا با قرینہ بیٹھنا مکان ومکین کا ربط ہو۔ ناظرین کا استبعاد مصنف یعنی مولانا صاحب کے
کچھ حال سننے سے جاتا رہیگا مولانا کا ادنی وصف یہ ہو۔ کہ ان علوم متعددہ یعنی معقولات ومنقولات و
فن شاعری وکتابت ونیز دیگر علوم مین ایسا دسترس رکھتے ہین کہ اوسکے بیان کی سکوت ورزی عین پایہ
شناسی ہو۔ ذرا دیکھیے انصاف کیجیے اعتساف چھوڑیے کہ باوصف حادثت سن وعوائق زمان ان علوم مین
یدطولی رکھنا طوق بشری سے بعید ہو۔ الاماشاءاللہ ان باتونسے حساد کے شعلۂ حسد نے اشتعال پایا ہوگا۔ مگر
امید ہو کہ حاسد ومحسود کی نسبت سمجھکر ناظرین حق وباطل مین تمیز کرینگے الحق مولانا صاحب اس زمانے مین
اون تمیز یافتون سے ہین کہ اگر کوئی اونکی ہمسری کا دعوی کرے تو اوسکا ادعا محض ہو۔ وعلی ہذا
دیوان مولانا ممدوح کا اوردواوین سکے مقابل مین یہی نسبت رکھتا ہو۔ مولانا ممدوح کے حق مین جو باتین
کہی گئین ہین اونکو اطرا دوغراق پر محمول کرنا میری دانست مین بڑی نادانستگی کی بات ہو فقط

تقریظ دلپذیر جناب مولوی محمد امین الدین صاحب الہ آبادی برادر عزیز مصنف دام فیضہ

نغمہ سرائی بلبل طبیعت کی شاخسار گلشن معنی پر شایان مین اوس خالق اکبر کے زیبا ہو کہ جسنے ہما سے اوج معانی
کو دام فکر و خیال نکتہ سنجان دقیقہ رس و معنی پردازان عیسی نفس کے پھنسایا۔ اور ترانہ سنجی عندلیب فکر کی
گلزار ہمیشہ بہار سخن مین شاخ شجر گل مضمون پر حق مین اوس ہمیبر کے روا ہو کہ جسنے چراغ ہدایت کو روشنی مین
رتبہ شمع طور کا بخشا۔ سبحان اللہ کیا کیا صنعتین اور قدرتین کاملہ اوسکی ہین کہ کہین قطرے کو دریا اور کہین ذرے کو
آفتاب بنایا۔ اور ممکنات ہالکۃ الذات مین نوع بشر کو اشرف المخلوقات کا رتبہ عطا فرمایا اور حضیض نقصان سے
اوج کمال پر ایسا پونہچایا کہ عقل اول کا مایۂ ادراک باوجود حصول کمالات بالفعل اور مرتبۂ قدیم بالزمان کے احصائے
کمالات انسانی مین معترف بنارسائی ہو سچ ہو انسان ضعیف البنیان نے طبیعت خداداد پائی ہو۔ از آنجملہ
ذات بابرکات اخو المعظم و برادر مکرم ہو۔ کہ جسکے سبب سے بالفعل کمال انسانی کو صد گونہ مایۂ ناز کا حاصل ہو۔
علوم معقول و منقول مین وہ ید طولی رکھتے ہین کہ اگر کوئی اونسے ہمسری کا دعوی کرے تو سوائے خرط القتاد
کے اور کیا کہنا چاہیے۔ خلاصہ یہ ہو کہ مغتنمات روزگار سے شمار کیے جاتے ہین۔ اور دہر کو اونکے سبب سے ہزار
حصہ مایہ نازیدن کا حاصل ہو کسی منصف مزاج کو اونکی یکتائی مین گفتگو نہین۔ لیکن اگر کوئی حاسد بدبین
حسد اور رشک سے زبان کھولے اوسکا جواب کیا۔ قاعدے کی بات ہو کہ لوگ اکثر اہل کمال کے پیچھے پڑتے چلے
آئے ہین۔ یہ کوئی نئی بات نہین ہو۔ کہ جسپر خیال کیا جائے۔ علی ہذا القیاس فن طبابت مین بھی وہ مرتبہ حاصل
پایا ہو کہ جالینوس و بقراط زمان ہین۔ دم مسیحائی رکھتے ہین نسخے مین تاثیر اعجاز ہو۔ فن شعر و سخن مین
عربی ہو یا فارسی یا اردو وہ کمال حاصل ہو۔ کہ شاید متقدمین اور متاخرین مین سے کسی کو یہ رتبہ ملا ہو۔
یہ دیوان اردو جسکو محض بے توجہی اور عدیم الفرصتی کی حالت مین بپاس خاطر بعض احباب کے مرتب
فرمایا ہو۔ دلیل ہو اسبات پر کہ نازک خیالی اور مضمون آفرینی اور حسن بندش اور صحت الفاظ اور چوچلاپن

اور رمز و کنایہ اور چھیڑ چھاڑ عاشقانہ غرض یہ کہ جو باتین شاعرونکے واسطے لائق ہین - وہ سب اسمین موجود ہین
جس طرف نگاہ اوٹھا کر دیکھیے - ایک جمگھٹ حسینان اور پریزادان معانی کا کس بیساختہ پنی اور بے تکلفی کے ساتھ
نظر آتا ہی - کہ نظر نظارہ کرشمہ و عشوہ مین مین ایک کیفیت چکاچوندھ اور حیرت کی چھا جاتی ہی اگر دیدۂ نگاہ کرد
کدورت و کینہ سے پاک اور صاف ہو تو وہ جلوہ نظر آئے کہ حضرت سلیمان کو باوجود ما لعدالت تیز ا ونکے کبھی جلوہ نظر نہ آیا
ہوگا - حوران جنتی کی شان مین گو حدیث صحیح مین یہ مضمون وارد ہی - ولو ان امرأۃ من نساء اہل الجنۃ اطلعت
لاضاءت ما بینہما ولنصیفہا علی راسہا خیر من الدنیا وما فیہا - لیکن مین یہان پر یہ ضرور کہونگا کہ اگر کوئی پریزاد
معانی سے عالم فطانت اور زیرکی کی طرف جھانک لے - تو وہ روشنی اور جلوہ پیدا ہو - کہ کبھی خورشید حشر او
برق طور نے بھی نہ دیکھا ہو - جس شعر مین مضمون ادا ہی - وہان بیشک خون قضا ہی - جہان عشوہ پردازی
اور معاملہ نگاری ہی - وہان عالم اور طلسم سحر سامری ہی جہان چشم فسون پرداز کا بیان ہی - وہان خمخانۂ
الست بر بکم صرف صرف مستان بادۂ روز ازل ہی - جو مطلع ہی وہ جام جہان نما ہی - جو شعر ہی وہ آئینہ شعری
ظہور مین ظہور مضمون ظہوری خطاے راز دنیا مین خطاے خطائی - عرفی اور خاقانی کو پہلے ہی ہونا مناسب تھا
کیونکہ اسوقت اگر ہوتے تو سوا منفعل اور نادم ہونے کے اور کیا حاصل ہوتا - مین اہل بصیرت سے امید رکھتا ہون
کہ یہ باتین میری مبالغے پر نہ محمول فرمائی جائین - البتہ اس مقام پر یہ مین ضرور کہونگا کہ یہ دیوان بیشک دیدۂ
بدبین اور حاسد مین خار ہی اور منصف مزاج کی نگاہ مین گلزار - یا الٰہی جبتک دریاے سخن موج زن ہی یہ در شاہوار
ہمیشہ آویزۂ گوش حسینان جہان و سرمایۂ آبروے سخن سنجان سے آمین ثم آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تقریظ جناب مولوی محمد بخش صاحب الہ آبادی متخلص بہ نکتہ شاگرد مصنف مدظلہ

باین تمہید عنوان حوصلہ اللہ اکبر ہو	مدد اے خامۂ قدرت کہ طبع نکتہ پرور ہو
چراغ طور صرف شعلۂ نطق سخنور ہو	فضاے گردش خامہ مین رقص برق مضطر ہو

فلک کو رفعتِ شانِ سخندان سے یہ چکر ہی
تحیر کا ہی عالم عقل کل کی عقل ششدر ہی

کہان شایستگی مژدہ گوئی مجھسے ممکن ہو
مگر بسم اللہ یہ احسان ہراک اہلِ سخن پر ہی

ہوا گلدستہ وہ دیوانِ جہان مین دست شہرت کا
رگِ گلہاے صفوت جسکا ہراک تار مسطر ہی

مسرت خاطرِ دوران کو ہی ترتیب دیوان کی
دیا دلدادۂ مایوس کو پیغام دلبر ہی

زبانِ نطق سے گویا ہی منشی بلاغت یون
کہ بیشک سعدِ یوان قدرت امکانسے باہر ہی

یہ جلوہ ہی خدایا حسن توشیحِ معانی کا
کہ خورشید ضیاے طور کا ہر لفظ خاور ہی

بیاضِ صفحہ پر جوبن ہی سطحِ آبِ حیوان کا
دمِ نظارہ چشمِ دید مقصودِ سکندر ہی

تماشاے سوادِ سنبلِ سطرِ مسلسل سے
نمایان عالمِ سربستۂ زلفِ معنبر ہی

یہ کسکے رشحۂ ابر قلم نے دی بہار ایسی
کہ اس بستان مین ہر ہر کا وہ خط رشک گل تر ہی

حسینونکی ادا یا چستی بندش کا جوبن ہی
سخندان عاشقِ مضمون کا دل جسمین مسخر ہی

حناے عشوۂ معشوق ہی شوخی عبارت کی
روانی جسکی رفتارِ بتانِ ناز پرور ہی

عذوبت استعارونکی باعجاز سخن پیدا
زلالِ خضر سے مملو کفِ عیسی مین ساغر ہی

درِ مکنونِ مضمونِ علو کی یہ درخشانی
سزاے زینتِ تاجِ سرِ سلطان خاور ہی

شبِ خط مین یہ جلوہ چہرۂ پرنور معنی کا
دلِ ظلمات مین گویا فروغِ صبحِ محشر ہی

روان مصرع برنگ جنبش ابروے خوبان سے
سرِ بدخواہ پیہم ارتسامِ زخمِ خنجر ہی

ہی اس دیوان کی خوبی منصفو ایمان کی کہنا
کلامِ آتش و ناسخ کو بھی دیکھا تو اکثر ہی

ہوا یہ مایۂ نغزِ سخن تقدیر سے حاصل
پر اس سے منحرف کمبخت برگشتہ مقدر ہی

غبارِ عیب سے مطلق مبرا ہی یہ مجموعہ
برنگِ باطنِ صوفی کہ یکسر نور پرور ہی

مگر حاسد کو کیا سوجھے یہ ہی کس رنگ کا دیوان
الف آغاز کا چشمِ حسد کو نوک نشتر ہی

ہمہ دانی زبان دانی فصاحت اور بلاغت مین
کرے افسوس اسکا معترض اپنی حماقت پر
ذریعہ نام استادِ احمد ہی فخر و عزت کا
بس اب خامہ دعا کے بعد ہو تاریخ بھی لکھنی
سہے یہ روضۂ دلکش خدایا اپنے جوبن پر

مصنف حق تو یہ ہو آج اپنا آپ ہمسر ہی
نہین سمجھا مصنف کا سخندان کون ہمسر ہو
کہ شاگردی کا رتبہ مجکو ای نکتہ بیستر ہی
بیانِ وصف دیوان صرف ہمت سے فزون تر ہی
گلِ خورشید سے گلزار جیب تک چرخ اخضر ہی

تاریخ در فارسی

چہ گلزارِ احمد رنگین ترین ست
قضا گفتہ کہ نغزِ ترز ہم
بمضمونش معانی آرمیدہ
بباغِ نظم گلہاے فصاحت
چو ہاتف دید کاین فرخ کتاب ست

بہارش رشک فردوسِ برین ست
قدر سر برزدہ فرمود این ست
برای صید دلہا دلکین ست
چو خوشبوئے بزلف عنبرین ست
بگفتا گوہرِ غلطان ہمین ست

ایضاً در اردو

چشم تصنیف جسکی نگران تھی
کہہ تاریخ کی تو ہاتف سے نے

نکتہ دیوان اب ہوا وہ نصیب
گوش دل مین کہا کلام غریب

تاریخ طبع از جناب محمد جان خانصاحب اکبرآبادی متخلص بحیرت صاحب دیوان

چون مرتب گشت دیوانِ احمد

پیش ما آمد و گفت سلے یار من

انچہ کردم نالہاے دل خراش | بشنو از من مونس و غمخوار من
گر پسند آید ترا تو ہم بشو | نغمہ سنج ای بلبل گلزار من
سال نظمش از من حیرت چہ خواست | گفتمش گو گلشن بیجا رمن
| ۱۳۰۳ھ

ایضاً در اُردو

خیابان زار ہی یہ نظم رنگین | مگر کانٹا برائے چشم بد ہی
ہزارون ہی گل مضمون ہین اسمین | پئے اہل سخن یہ مستند ہی
نگاہ شوق جو اسپر نہ ڈالے | سخنور وہ نہین اہل حسد ہی
ہوا جسکو نہ اس بوستان کی | مذاق شعر سے وہ نا بلد ہی
مناسب ہی کہ اسکا سال تاریخ | لکھا جائے مصنف کو یہ کد ہی
کہو حیرت بقطع فرق زائد | بہار باغ دیوان احمد ہی
| ۱۳۰۳ھ

تاریخ طبع از نتائج افکار جناب مولوی محمد عبد الغفار صاحب متخلص بضیا ساکن اعظم گڈھ تلمیذ مصنف مدظلہ

در عربی

یا قاصدی بحر لطفے یا طالبی ودر الادب | شمّوا الی افکار من قد صار خیر القائل
ہذا کتاب لمعانی اعلی الکمال نکاتہ | دع قل و دع قص تاملا للہ در القائل
یا صاحب [illegible] اشعارہ [illegible] | واصغ الی اقوالہ وانظرہ نظر الکامل
لا تلتفت [illegible] الی من شک حسن مقالہ | وارغب الی ہذا [illegible] الغافل
[illegible] | [illegible] لکل العاقل

لمّا رایتُ کلامَه وابصرتُ حُسنَ ختامِه　ملتُ الی تاریخه فارّختُ ارّخ الکامل
نادی بصوتٍ جهوریٍ اُضممه عدداً هاتف　فاعلم ضیا تاریخه روضُ الاجلِّ العاقل
سنہ ۱۳[illegible]ھ

ایضاً در فارسی

مرتب کرد دیوان را چو اُستادِ احد یکتا　برای داد بکشادند مرغانِ چمن لبها
وفورِ حسنِ او غارتگرِ حسنِ بتان گشته　رخش پرنور خیره کرد چشمانِ حسودانرا
لباسِ فاخره در بر کشیده حسنِ ترتیبش　سراپا شد محلّی لفظ او از زیورِ معنی
وزد بادِ بهاری گرچه لیکن جعدِ مشکینش　نهاد از نکهتِ خود بر سرِ او تاجِ خجلت را
یقین کردند اربابِ سخن کز بهرِ ادراکش　سخنور باید و نازک خیال و زیرک و دانا
علوِ شانِ او خود از کلامش میشود ظاهر　ندارد احتیاجِ زیب و زینت شاهدِ زیبا
بکف شمشیرِ مضمونش بعالم سر بر آورده　در اقلیمِ معانی هست او گردنکشِ اعدا
دو عالم را بگفتارش توان چون پیشکش کردن　کجا آن گوهرِ یکتا کجا این مایهٔ ادنیٰ
اگر خوانم بگلشن شمّهٔ از حسنِ مدحِ او　رسد بر شاخِ نظم نغمه خوان هم بلبلِ شیدا
اوای شهرتش دارد قدم بر گنبدِ گردون　رسیده صیتِ اقبالش کنون بر طارمِ اعلیٰ
الا ای حاسدِ بیچون مکن پنبهٔ غفلت　بیا بشنو بگوشِ هوش مضمونهای نازک را
حذاقت را چه میدانی فطانت را چه میجوئی　گر ادراکے بیابی بر سرِ دیوان زبان بکشا
ولا از دامِ مدحِ او رهائی کے بود ممکن　غرض تنها نگه داری بر سرِ او کن زبان گویا
صنائع را که در نظم ودیعت داشتم جمله　ز حرفِ اولین هر شعر دان اسمِ مصنف را
ازان هر مصرعِ ثانی سنی میشود ظاهر　بود سنت ز مصرعِ آخرین هر اولین پیدا

حصول سال ہجری از مذاق شائقان کردی
بجوان از حروف منقوطی بجذف یکصد اکنون
سنہ ١٣ھ
مولوی عبدالاحد صاحب سنہ ١٩٢٣

...ے از بہر فصلی ای ضیا گو مصرع یکتا
چہ خوش دیوان شدہ از مولوی عبدالاحد پیدا
سنہ ١٢٩٣ فصلی سنہ ١٨٨٦ء

ایضاً در اُردو

دیوان ہی یا کہ شمس ہی نصف النہار پر
یا گلشن سخن ہی یہ خندان بہار پر

یا شاخ سرو پر ہی یہ قمری ترانہ ریز
یا نغمہ خوان ہی مرغ چمن شاخسار پر

یا جام جم ہی یا کہ سکندر کا آینہ
یا ناز بین ہی کر سے زرین نگار پر

عنبر ہی یا عبیر ہی یا عطر یا گلاب
یا بوے زلف ہستی ہی مشک تتار پر

اللہ رے سطرین اوسکی ہین کیا جسکو دیکھکر
آمادہ کہکشان بھی ہی اسدم نثار پر

کاغذ سفید پر ہین حروف ایسے خوشنما
جیسے کہ خط سبز ہو رخسار یار پر

اختر ہین نقطے دائرے ہین مہر و ماہ سب
اور نظم مثل پروین کے ہی کس بہار پر

ہین جدولون کے گرد سطور ایسے جسطرح
سبزے ہون لہلہاتے لب جویبار پر

مضمون عاشقانہ مین اوسکے یہ ہی اثر
زندہ ہون مردے پڑھیے گر اوسکو مزار پر

کسطرح کی تلاش ہی کیسی زبان ہی صاف
قربان دل ہی اس سخن آبدار پر

اسطرح سے صفائی ہو جسکے کلام مین
کیون شان اوسکی ہو نہ بڑھی سو ہزار پر

لب کھولنے کا قصد جو رکھتا ہو پہلے وہ
کرلے نظر تو اپنے کمال و وقار پر

حاسد کے رشک سے بھلا کیا خوف اوسکو ہو
صرصر کا زور چلتا نہین اس بہار پر

خوشبوے مشک چھپ نہین سکتی ہی سچ ہی یہ
حق گو ہی ایک ہوتا ہی غالب ہزار پر

ہی فیض سے اوسیکے جو ہون اوسکا ہم خوان
نازان ہون کیون نہ اس کرم بیشمار پر

تاریخ طبع کی ہوئی مجھے فکر اسلیے — ہو میرا نام بھی ورقِ روزگار پر
از بہر سال عیسوی ہاتف نے یہ کہا — کسواسطے ہو بیٹھے درِ انتظار پر
رکھو سرِ ہوس نہ ضیا لکھ دو بس یہی — ہو بلغ یہ زمانہ مین ہر دم بہار پر
[illegible]

تاریخ طبع از جناب مولوی محمد عبد المجید صاحب فا ساکن اعظم گڈھ شاگرد مصنف مدظلہ

چون مکمل شدہ بزیور طبع — رشک دہ مہوشان یغمائی
یعنی دیوان نادر و یکتا — یافت شہرت بملک یکتائی
بے نظیر این شدہ و او این ست — در صفائی و طرز زیبائی
چیست دیوان ناسخ و آتش — ختم بروے شدست گویائی
لفظ او مثل درج پُر گوہر — سنیش ہمچو در یکتائی
بہر تاریخ گفت ہاتف غیب — ہلیلے شاخسار دانائی
[illegible]

ایضاً در اُردو

تو مرتب ہو یہ دیوانِ احمد — دوستو تھی جسکی تمکو جستجو
شائقو کیا یہ گلِ بے خار ہے — سیر کر لو آکے ای فرخندہ خو
غم سے سینہ حاسدون کا چاک چاک — دل ہی دل مین جوش کھاتا ہو لہو
دوستون نے شاد ہو کر یہ کہا — تو مبارک ہو بر آئی آرزو
راحتِ ارواح یہ دیوان ہے — اہل ظاہر [illegible] جستجو
فکر جب تاریخ ہجری کی ہوئی — نا گہان ہاتف نے کی یہ گفتگو

بخت کے سر کو بڑھا کر لکھ وفا　　اب ہوئی دیواں کی شہرت چار سو
سن مسیحی کا اگر ہو وے خیال　　سر ہر اک مصرع کا لیکر جوڑ تو
۱۸۹۶ء　　۱۳۱۳ھ

تاریخ طبع از جناب مولوی محمد سلامت اللہ صاحب سیف ساکن اعظم گڈھ شاگرد مصنف

ترتیب یافت اکنون این گلشن معانی　　از شاعری کہ مثلش کس نیست در زمانہ
مضمون شعرہایش تاباں چو روے خوبان　　حاسد چہ لب کشاید از بہر عیب و طعنہ
ہر نخل نظمہایش با طرز نو دمیدہ　　ہرگز کسے ندیدہ زینسان درین زمانہ
از بہر سال طبعش ہاتف بہ سیف گفتہ　　بگذار فرق اختر گو اختر زمانہ
۱۳۱۳ھ

ایضاً در اردو

مرتب ہوگیا دیوان استاد　　مجبور رشک وہ باغ جناں ہی
محلی زیورِ مضمون سے ہر شعر　　یہ دیوان ہی کہ رشکِ بوستاں ہی
صفائی مضامین جسنے دیکھی　　کہا بیشک بیا یہ بوستان ہی
ہوئی جب فکر مجھکو سال تاریخ　　کہا ہاتف نے کیا تمیز نہاں ہی
سر زائد گھٹا کر لکھ دو ای سیف　　یہ کیسا عمدہ گلشن بیخزاں ہی
۱۳۱۳ھ

تاریخ طبع از جناب مولوی عبد الجلیل صاحب متخلص بذوقی ساکن حیدرآباد سند شاگرد مصنف

ترتیب داد دیوان استاد من بطرزے　　چشم فلک ندیدہ نے گوش او شنیدہ
چیدہ ز شاخہایش گلہائے عیش شائق　　نشتر بچشم حاسد از دیدنش خلیدہ

نازک خیال چندان باشد نہ کس چو اوان | گوید چنانکہ گفت آن اشعار برگزیدہ

مضمون آبدارش اشعار پر بہارش | ناظر شدہ نثارش وز جان و دل گزیدہ

ذوقی چو سال طبعش جستم ز ہاتف آمد | باغ ارم مزیب در گوش من رسیدہ

سنہ ۱۳ ھ

ایضاً از محمد صدر الدین صاحب متخلص بہ قمر برادر زادہ مصنف دام فیضہ

نسخہ دیوان اکنون شد مرتب | کہ رشک افزائے فردوس برین ست

بکام حاسدان گردید حنظل | برائے شائقان چون انگبین ست

قمر چون سال طبعش فکر کردم | کہ طبع زیاد گار من ہمین ست

سروش غیب الہامیہ گفتہ | شہنشاہ دواوین گو ہمین ست

سنہ ۱۳ ھ

ایضاً در اردو

کیسا عمدہ ہی یہ دیوان غور سے تو دیکھیے | جسکا ہر اک شعر مثل گوہر نایاب ہی

اوسکی ہر اک سطر ہین مثل خیابان بہشت | اور مضمون دیکھیے تو موجزن سیلاب ہی

ہی کہان جرأت کہ ہو ہر شخص اوسمین غوطہ زن | دائرے کا حلقہ بیشک حلقہ گرداب ہی

طبع کی تاریخ جب سوچی قمر نے دفعۃً | بولا خضر نیک رو دیوان نہین خم قاب ہی

سنہ ۱۳۰۳ھ — سنہ ۱۸۸۹ع

ایضاً از جناب مولوی اصغر علی صاحب متخلص باصغر ساکن مرزاپور شاگرد مصنف

برسلسل سطور این دیوان | بیشود صدقہ سنبل پیچان

شاعری ختم گشت بر استاد | مستند چون بنا شد این دیوان

چون نسازد بہار نظارہ　شاہدے ہست ہمدرین بستان
بر لطیف البیانی و تحریر　چون نیاید سلام از رضوان
مرحبا مرحبا زہے طالع　خوب مطبوع گشت این دیوان
دوستان زاگل ست مضمونش　دشمنان راست خنجر بران
آسمان گرونت معجز نہاد　گشت اصغر چو طبع این دیوان
ہاتفِ غیب گفت تاریخش　نغمۂ راز با منِ خوش خوان
سنہ ۱۳۰۳ھ

ایضاً در اردو

شاہ دیوان احد کا ہو دیوان　پھر دوادین کا کیون نہ افسر ہو
دائرون پر جو خط کے غور کرے　اور بھی آسمان کو چکر ہو
جتنے حاسد ہین آج یا اسد　تیغ کینے کی اونکے سر پر ہو
صفحہ پر آینہ نثار کرے　پھر جو پیدا کہین سکندر ہو
اپنے استاد کا چھپا دیوان　سینۂ حاسدان کو نشتر ہو
اس روانی نظم پر اصغر　پانی کیونکر نہ آب گوہر ہو
خوب مرغوب یہ کہی تاریخ　غنچہ مہر پھر نہ کیونکر ہو
سنہ ۱۳۰۳ھ

ایضاً از جناب مولوی عبدالسبحان صاحب متخلص بطیب ساکن بہار شاگرد مصنف مدظلہ

چہ دیوانِ دلکش بحسن و لطافت　کہ ہر شعر شعری و فخرِ زمن شد
بہ طیب در آمد صدائے ز ہاتف　کہ تاریخ آن پاک شیرین سخن شد
سنہ ۱۳۰۳ھ

ایضاً در اردو

چھپا دیوان احمد کا شائق اب	کرو ارمان پورا خوب دل کا
وہ آئینہ ہے وہ دیوان رنگین	کہ جسمیں دیکھلو محبوب دل کا
ہوئی رخصت بقا چھپنے کی تاریخ	جہان نے جب کہا مرغوب دل کا
دعا طیب کی ہے سبحان سے اپنے	رہے تا حشر یہ مطلوب دل کا

ایضاً از جناب حکیم مولوی محمد ستار بخش صاحب متخلص بشفا ساکن فیض آباد حال ڈاکٹر پولس سیتاپل شہر مرزاپور شاگرد مصنف عم فیضہ

شدہ مطبوع چون دیوان استاد	بفضل ایزد بیچون خلاق
شفا پرسید تاریخش ہاتف	اشارت کرد گو خورشید آفاق

ایضاً از جناب مولوی محمد طاہر صاحب الہ آبادی متخلص بطاہر شاگرد مصنف مدظلہ

برائے سال این دیوان استاد	چو طاہر از زمانے گشت فکرے
بصد ناز و ادا فرمود ہاتف	سپہر حسن را تابندہ مہرے

ایضاً از جناب مولوی محمد اسحاق صاحب بہاری متخلص بفخر شاگرد مصنف مدظلہ

کس صفائی سے یہ چھپا دیوان	جسنے دیکھا دل اوسکا شاد ہوا
فخر سے سال صبح ہاتف نے	کہدیا گنجینہ مراد ہوا

ایضاً از جناب محمد حسن خان صاحب محافظ دفتر کچہری سپرنٹنڈنٹی مہاراجۂ بنارس متخلص بحسن

مکرم معظم جنابِ احد — کہ اقلیمِ معنی کے ہیں وہ امیر
مرتب یہ دیوان جب کر چکے — ہوے شادمان سب صغیر و کبیر
ضیاے معانی پُر انوار سے — اوسے شمس کہتے ہیں روشن ضمیر
پے سالِ ترتیب و تاریخِ طبع — حسن نے کیا جبکہ غورِ کثیر
ندا آئی ناگاہ یہ غیب سے — احد کا بھی دیوان ہے بے نظیر
سنہ ۱۳۰۳ھ

دیگر در فارسی

مولویِ احد بفکرِ سلیم — نسخہ دیوان خود مرتب کرد
نزد اہلِ خرد درین چہ سخن — ہست این نسخہ در دوادین فرد
چون حسن جست نام تاریخے — ملہمِ غیب گفت نغمۂ درد
سنہ ۱۳۰۳ھ

شکر و سپاس بیقیاس خداوند کون و مکان کہ درین زمان مسرت اقتران این دیوان بلاغت عنوان تصنیف علامۂ فصیح البیان فہامۂ طلیق اللسان سکہ زنِ دار الضرب جدتِ معانی معرکہ آرای عرصۂ نکتہ سنجی و سخندانی جامع فضائل بیحد جناب مولوی حکیم محمد عبد الاحد صاحب مدرس اول عربی مدرسۂ مرزاپور دام بالسرور والسرور در مطبع نامی نظامی واقع کانپور سنہ ۱۳۰۳ ہجری بتصحیح مصنف موصوف بحکم النقل کالاصل بلباس انطباع در بر کشید و در چشم مشتاقان جلوۂ ظہور بخشید فقط

وجہ مہر و دستخط

بنابر سند تصنیف کہ کتاب ہذا در مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع گردیدہ مہر و دستخط مہتمم بر خاتمۂ آن افزودہ شد

محمد حسن خان حنفی — محمد عبد الرحمن بن حا[illegible]

صحت نامہ بنظرثانی و تصحیح مصنف مدظلہ العالی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٣	٨	پرورد غم	پروردۂ غم	١٦٩	١	یوسف ہی	یوسف ہو
١٨	١٠	قدمونپہ	پاؤں پہ	١٧٦	٩	جھچکتے	جھجکتے
٤٩	٣	چلے	چلنے	١٩٦	١	نظر	گذر
٦٤	٥	لالہ	لاکہ	٢١١	١١	بھی	سے
٦٤	٩	تذکرہ	اجرا	٢٣٢	١	العقود	عقود
٦٦	٧	غنچے	غنچہ	ایضاً	٢	جمال	جال
٧٢	١٣	گل	گل	ایضاً	٤	یاران	بازان
٨٠	٨	دکھاوین گے	دکھاوینگے	ایضاً	٧	سرفروشی	خودفروشی
٨٧	٧	بیڑیان	بیزبان	ایضاً	١٥	اطراد	اطرار
٩٤	١١	وہی	اوسے	٢٣٤	٩	عالم ور طلسم	عالم طلسم
١٠٠	٤	نبتے ہین	نبتی ہی	٢٤٤	٣	وہ دیوان	یہ دیوان
١٣٥	٥	الفت	غربت	تمت			
١٤٢	١	جنکا	جسکا				

صحت نامہ بنظرِ ثانی و تصحیح مصنف مدظلہ العالی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳	۸	پردردغم	پروردۂ غم	۱۶۹	۱	یوسف ہی	یوسف ہو
۱۸	۱۰	قدمونپہ	پاؤنپہ	۱۷۶	۹	جھگکتے	جھجکتے
۴۹	۳	چلے	چلنے	۱۸۶	۱	نظر	گذر
۶۴	۵	لالہ	لاکہ	۲۱۱	۱۱	بھی	سے
۶۴	۹	تذکرہ	ماجرا	۲۳۲	۱	العقود	عقود
۶۶	۷	غنچے	غنچہ	ایضاً	۲	جمال	جال
۷۲	۱۳	گی	گل	ایضاً	۴	یاران	بازان
۸۰	۸	دکھادین گے	دکھادینگے	ایضاً	۷	سرفروشی	خودفروشی
۸۷	۲۰	بیڑیان	بیزبان	ایضاً	۱۹	اطراد	اطرار
۹۴	۱۱	دہی	اوسے	۲۳۴	۹	عالم ودطلسم	عالم طلسم
۱۰۱	۴	بنتے ہین	بنتی ہی	۲۴۴	۳	ووریان	ویڑیوان
۱۲۵	۵	الفت	غربت				
۱۴۲	۱	[illegible]	جسکا				